

کتابخانه شخصی

یعنی

کلیں کا املہ

شہزادہ غلام احمد اہل انقیات مسٹر ایف اے کی شہزادہ آفاق کی
 وینک پرناٹی دی نیجاک کی ٹوکیس
 اردو زبان میں

21

برنجی فیروز شاہ تالپوری

فاشسر

راج پبلشنگ ہاؤس حیدرآباد دکن

جملہ حقوق بحق منتسب سرجم محفوظ ہیں

ایک ہزار

ایک سو اسی

مئی بابت ۱۹۴۵ء

دور روپیہ بارہ آنہ کلا

قیمت جلد

منٹاشی

راج پبلشنگ ہاؤس جی۔اے۔کے۔

سولہ ایجنٹ

وینا بک پبلیکیشنز کمپنی

پوسٹ بکس نمبر (۳۶) سکندر آباد (دکن)

عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد
کہ عطر صندل افزون تہ صندل می دہد بورا!

فرزند ارجمند عزیزم لقصنٹ اوشیر
جوا

آج کل ٹڈل ایٹ میں ایک نیکنانہ ڈرسالہ کے ہمراہ ہیں
اور ملاکٹ غیر میں اپنی فرائض کو عمدگی سے انجام دے
رہے ہیں نیز ملاکٹ و ملاکٹ کی خدمت جاننازی سے
کر رہے ہیں لہذا اس کتاب کو شوق و محبت
کے ساتھ ان کے نام سے منوں کرتا ہوں۔ خدا
ان کی عمر و محبت اور عہدہ میں برکت اور ترقی عطا
فرمائے۔ آمین

پدر و عساگو

برزو جی

تعارف

شجاعت قلم جناب مولوی سید ملکین کاظمی صاحب
ایم۔ آر۔ اے۔ ایف۔ آر۔ ایس۔ اے۔ (انڈیا)

ہندوستان میں یوں تو سینکڑوں ذاتیں اور ہزاروں قومیں ہیں جو سب کی سب اپنا بیچ بکھی۔ ناکارہ اور مفلس ہیں۔ البتہ ان میں ایک قوم ایسی بھی ہے جو دور اندیش، محنتی، متمول اور کاروباری ہے۔ یہ قوم گوانگلیت میں ہے مگر زندگی کے آثار اس میں پائے جاتے ہیں یہ قوم پارسی ہے جو کم تعداد میں ضرور ہے مگر سلسلے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے۔
وکن میں بھی تقریباً دو سو سال سے یہ قوم آباد ہے۔ اور ملکی نظم و نسق میں اس قوم نے بڑا ہاتھ بٹایا ہے چنانچہ نواب فریدون ملک بہا اور صدر عظمیٰ باب حکومت سرکار عالی سے کون واقف نہیں۔ اس قوم میں کاروباری صلاحیت، محنت، بلند حوصلگی، دیانت، راست بازی، اخلاق اور تہذیب کے ساتھ ہی ساتھ علمی مذاق بھی ہے چنانچہ بڑے بڑے مصنف اور مولف اس قوم میں گزرے اور اب بھی موجود ہیں مگر ہندوستان کے پارسیوں نے اپنی گھرنیوں زبان گجراتی اور عام زبان انگریزی بنالی ہے

چنانچہ آپ کو فی صدی ایک پارسی بھی ایسا نہ ملے گا جو انگریزی نہ جانتا
 ہو۔ ان کی علمی سرگرمیاں اور ادبی کاوشیں بھی زبان انگریزی کی حد
 تک محدود ہیں۔ مگر دکن کے پارسیوں کو اردو سے خاص لگاؤ ہے چنانچہ
 دکن ہی میں ایسے پارسی آپ کو مل سکتے ہیں۔ اور اس طبقے کے بیشتر حضرات
 علم دوست اور ادبی مذاق رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ نواب کیے تبا جنگ
 بہادر مٹر سہراب جی کا لنگا کا سب برزوجی فیروز شاہ تارا پوری کا
 علمی مذاق اور ادبی ذوق بہت بلند ہے۔ خصوصاً اول الذکر اور
 آخر الذکر حضرات نے ان خصوصیات بڑی شہرت حاصل کی ہے
 برزوجی فیروز شاہ صاحب تارا پوری کی مادری زبان ہی ہندی پارسی
 کی طرح بھجراتی ہے اور زبان دوم انگریزی مگر موصوف کو اردو سے
 ایک قسم کا لگاؤ ہے جس کی وجہ سے اردو کا مطالعہ بہت اچھا رہا۔
 اس اتفاق کی داد دیتے کہ برزوجی صاحب اردو ادب کا خزانہ لیکر
 ملازمت پاتے ہیں تو سرشتہ کروڑ گیری (کسٹم ڈیپارٹمنٹ) میں۔ اور
 پچھن سال گزار کر اس عیاج مینی اور فیصلہ نویسی سے نجات پاتے ہیں
 مگر ایسے خشک اور غیر ادبی سرشتہ میں بھی ان کا مطالعہ نہیں چھوڑتا
 انگریزی، اردو، فارسی، مرہٹی، مبلوغات میں سے شاید ہی کوئی ایسی نصیب
 ادبی کتاب ہوگی جو آپ کے مطالعہ میں نہ رہی ہو۔ اس مطالعہ کے ساتھ
 ہی ساتھ لکھنے کی دھن بھی رہی۔ اور آپ نے کئی ایک تراجم اور تالیفات
 کیے۔ مگر ملازمتی جھگڑوں اور اضلاع نوردی کی وجہ سے ان کتابوں

کو چھپوانے کا موقع نہ مل سکا۔ گزشتہ سال برزوجی صاحب نے ہتھم کروڑگیری کی حیثیت پر پچیس سالہ عمر ختم کر کے وظیفہ لیا اور پھر ایک دفعہ ادبی کونیا میں گم ہو گئے چنانچہ ذیل کاریگی کی کتاب "ہاؤ ٹو ورنڈ ٹریڈس" کا نہایت عمدہ اردو ترجمہ کیا اور کاریگی سے اس کتاب کی اشاعت کے متعلق مراسلت شروع کی۔ لیکن اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے ہی آپ نے اس سلسلہ کی ایک اور کتاب "ولکٹش شخصیت" یعنی "کلید کامرانی" کا اردو ترجمہ کر دیا۔ اس کتاب کے مولف "مطریف اوس" بنی سائے ہیں جنہوں نے سکاروباری یعنی غیر ادبی زبان میں اس کی تالیف کی ہے۔

برزوجی صاحب نے مجھ سے اس ترجمہ کا ذکر فرمایا۔ تو مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ لیکن میں نے ایسا اس صاحب کی کتاب بھی تو مایوسی ہونے لگی کہ اس کا اردو ترجمہ شاید ہی دلچسپ ہو سکے۔ لیکن جب میں نے برزوجی صاحب کا ترجمہ دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔

۶۔ اللہ کے زور قلم اور زیادہ۔

ایسی نئی اور غیر دلچسپ کتاب کو اس عمدگی کی سہولت دانی اور بے ساختگی کے ساتھ اردو میں منتقل کرنا برزوجی صاحب کا ہی کام ہے۔ کراچی وہ اس فن کی اور کتابوں کا ترجمہ بھی ایسی طرح کر دیں اور اس نئے ادب کا دوا بن جائیں ہمارے ادیب اور انا پڑاؤ نئی کتابوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تقریباً ادب زیادہ تر ان کے پیش نظر نہیں ہے۔ ناول افسانے اور ڈرامے آج کئی زیادہ ترجمہ کئے جا رہے ہیں۔ اس سے اگر کسی نے آگے قدم بڑھایا تو نئی شاعر

پر ایک آٹھ تصنیف پیش کر دی مگر فنی اور کمار آمد کتابوں کے ترجمے کی ہمت
 کسی میں نہیں۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ ان فنون کو غیر وحشیہ سمجھ کر
 چھوڑ دیا جاتا ہے، اور دوسری یہ کہ مترجم اصلاحات، محاورات، اور
 فنی جدیدگیوں سے گھبرا کر قلم رکھ دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ کام نوعمر اور
 نئے انشاپردازوں کے بس کلمہ بھی نہیں۔ اس کے لئے برزوحی صاحب
 جیسے بخیرہ مشق اور بالغ نظر انشاپردازوں کی ضرورت ہے جو اطمینان
 بخیرہ لگی۔ اور غور و تفتیش سے سندے دل کے ساتھ ان گفتھیوں کو سلجھا سکیں
 آجکل ہمارے نوجوانوں کو اپنی زندگی کا میاب بنانے کے لئے اپنی زبان
 کی شدید ضرورت ہے طلباء، خوش باش، عوام، اور کاروباری لوگوں
 کے لئے یہ کتاب خضر راہ کا کام دی گئی۔ اور نوجوان طبقہ جو خشونت اور
 رولہ جہانی انیتا کر کے ہر شخص کو اپنے خلاف بنالیتا ہے مطلقیت اس
 کے تباہ ہونے طریقوں پر چل کر اپنے آپ کو خوش خلق اور ملسار
 بنا لے گا۔

میری دلی تمنا ہے کہ پروردگار عالم برزوحی صاحب کے اس
 ترجمے کو قبول عام مرحمت فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس
 سے مستفید ہو کر اپنی زندگی سدھار سکیں۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	نشان
۶۳	قوت خیال	۱۲
۶۶	راستی کی سرک	۱۳
۷۱	نہن کی یکسوئی	۱۴
۷۶	قوت حافظہ	۱۵
۸۱	حاضر و باغی حقیقت لامری	۱۶
۸۶	قوت جذباتی	۱۷
۹۱	خواہش یا احتیاج	۱۸
۹۶	چھپے یا بڑے طور	۱۹
	تیسرا باب	
۱۰۳	نیم شعوری شخصیت (ج)	۲۳
۱۰۵	چہرے کا عالم	۲۰
۱۱۰	وہ لٹوس	۲۱
۱۱۴	خفیف شعوری	۲۲
۱۱۸	میلان طبع	۲۳
۱۲۳	خود تاثیر	۲۴
	پہلا باب	
	شخصیت	۹
	و باغی توازن	۱۰
	نفاک یا پائی	۱۶
	تدبیر کامیابی	۲۱
	شاہراہ کامرانی	۲۵
	عزم کمرانی	۳۰
	چھوڑا دیا شرفی	۳۵
	شخصیت کی حقیقت	۳۸
	قوت کارکردگی	۴۳
	جو سرخفی	۴۷
	شخصیت و کامرانی	۵۲
	دوسرا باب	
	شعوری شخصیت	۵۷
	نظری اور عملی مہارت	۵۸

انگلیزوں پر کئی جاسکتی ہیں۔ اس موضوع پر میں نے تقریباً تمام مشہور مصنفین اور مولفین کی کتابیں دیکھیں مگر سٹرکاری کی نے جس عمدگی سلاست اور دل آویزی سے اس کتاب کو مرتب کیا ہے وہ بات کسی اور کتاب میں نہیں ملی جاتی۔ انھیں خصوصیات کی بنا پر یہ اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ جسے میرے احباب نے بہت پسند کیا۔ اور سچوں نے تقاضہ شروع کیا کہ اس اچھو اویا جائے چونکہ سٹرکاری نے اس کی اجازت کے متعلق مراسلت شروع کی ہے۔ اسلئے فی الوقت اس کی اشاعت ملتوی ہے۔

اسی دوران میں سٹریف آؤس کی ایک مختصر کتاب ”دلکش شخصیت“ یعنی ”کلبہ کامرائی“ بھی طبع ہوئی جو سٹرکاری کی کتاب کے بعد بڑا اچھا اضافہ ہے۔ میں نے اس کتاب کا بھی بعد اجازت نامہ ترجمہ کر دیا جو آپ کے سامنے ہے۔ سٹر آؤس نے اپنی کتاب کا سلوب بیان بالکل غیر ادبی رکھا ہے۔ اور انھوں نے ”کھڑی بولی میں اس کو مرتب کیا ہے۔ میں نے حتی الامکان زبان سلیس قریب الفہم اور بامحاورہ رکھی ہے تاکہ پڑھنے والے اکتانہ جائیں۔ مترجم کی مجبوریوں کو وہی اصحاب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو ترجمہ کی دشوار گزار گھائیوں سے کبھی گزر چکے ہوں۔ غیر زبان کے خیالات کو اپنی زبان میں ادا کرنا ہی مشکل ہے۔ اس پرفنی محاورات اور اصطلاحات کا اضافہ اور بھی غصہ دھاتا ہے۔ ترجمہ تو لفظی اچھا ہوتا ہے اور نہ آزاد میں ان دونوں کا

قابل نہیں ہوں۔ کیونکہ لفظی ترجمے میں نامانوں پر کے علاوہ مفہوم غائب ہونے لگتا ہے۔ اور دوسری زبان کے جاننے والے مصنف یا مولف کے مفہوم کو پا نہیں سکتے۔ رہا آزاد ترجمہ تو اس میں بھی متر قریب بیگانگی پیدا ہو جاتی ہے مصنف کچھ کہتا ہے اور مترجم اس کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں باتیں بھی ٹھیک نہیں ہوتیں۔ میں نے ان دونوں خرابیوں کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ میں دو بات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو لفظی حیثیت سے بھی مکمل ہو اور مفہوم بھی پورا ادا ہو۔ اور سلاست و روانی بھی اس قدر رہے کہ لوگ اس کو آزاد ترجمے کے برابر دلچسپ پائیں۔

اس کوشش میں مجھے کس قدر کامیابی ہوئی اس کا اندازہ آپ کر سکتے ہیں۔ انسان اپنے امکان بھر محنت کرتا ہے۔ مگر

”قبولِ خاطر بلطفِ سخن خدا داد است“

میر انشاء مترجمین یا مولفین کی فہرست میں اپنے نام کا اعلانہ کرنے اور لہو لگا کے شہیدوں میں ملنے کا ہرگز نہیں۔ میں امرتسر پہ چاہتا ہوں کہ اس فن لطیف سے جو اس کتاب کی جان کر اور ان وطن واقف ہوں اور یہ کتاب ہمارے نوجوانوں کی زندگی سدھار سکے۔ میری دلی دعا ہے کہ خداوندِ عالم اس کتاب کی اچھی باتیں جو انانِ وطن کے دلوں پر مرثسم اور دماغوں پر منقوش کر دے۔

تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت وصول ہو گئی۔

خاتمہ سے پہلے میں اپنے شفیق کرم گُتر، محقق والا انظر جناب مولوی سید تمکین کاظمی صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ (لنڈن) جو ایک کہنہ مشوق ممتاز ادیب ہیں ان کا سچے دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یہ بڑی ناشکری ہوگی۔ اگر میں اس کا ذکر نہ کروں کہ اس ترجمہ کے مسودہ کی صحت اور زبان کو دلچسپ بنانے میں خاص طور پر مجھے مدد دی۔ اور غرار ادبی طور پر اس کتاب کے بیش بہا اصول پر عمل کیا یعنی اپنے ذاتی مفاد کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے دوسروں کے معاملات میں گہری دلچسپی لی۔ اس لئے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ فقط

فیہ تہ کیلکیش

برزو جی فیروز شاہ (تاراپوری)

سکندر آباد۔

پہلا باب

شخصیت



شخصیت

لوگوں پر اثر قائم کرنے کے لئے ہم کو معنی خیز
 بے غساری سے کام لینا چاہئے کیونکہ کسی نہ کسی
 طرح ان کو مستحضر کر لینا ضروری ہے۔ ”ہر بڑا کس“
 آپ کو خود اپنی چھان میں کر لینی چاہئے۔ آپ کو
 خود اپنے اچھے بُرے اوصاف جانچ لینے چاہئیں۔
 اپنی عادات پر نظر رکھنی اور اپنے وفور شوق کا موازنہ کر لینا
 چاہئے۔ آپ فرصت کا وقت کس طرح صرف کر رہے ہیں
 اور آپ میں کاروباری قابلیت دراصل کس قدر ہے۔
 اس کا تعین کر لیجئے۔ ”گرین ول کلیئر“ از ہاؤ ڈو سیکڈ انٹ
 وہ مخصوص قوت جاریہ جسکے ذریعہ چند اسیان دوسرے
 اپنا اثر ڈال سکتے ہیں اسی کو ہم اجمالی طور پر شخصیت سے
 تعبیر کر سکتے ہیں۔ ”روئے شیر ڈ۔ از تھنکر ڈی شڈ ٹو اباوٹ
 مائنڈ

دماغی توازن

غالباً آپ کو اس سے دلچسپی ہے۔ آپ نے اس کتاب کو منتخب کیا اور اب آپ اس کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آپ کو یقیناً اس سے دلچسپی ہے۔ آپ کہیں گے کہ آپ اسے بہ نظر تجسس دیکھ رہے ہیں ایسی ہیسیوں کتاب میں آئے دن اس موضوع پر شائع ہو رہی ہیں بڑے بڑے ماہر نفسیاء و روحانیات اس مضمون پر لکھ رہے ہیں۔ آپ کا خیال درست ہے کہ اس میں کوئی نئی بات نہیں اور کم از کم یہ تو یقیناً صحیح ہے کہ اس میں کوئی قیمتی چیز نہیں۔

آپ نے اس کتاب کو منتخب کر لیا ہے کیونکہ اس کا عنوان جذاب توجہ ہے اور آپ کی نظروں میں اس کی کچھ وقعت ہے۔

اس وقت آپ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ دماغی تربیت کا طریقہ اس میں ہے۔ اور یقیناً یہ کوئی معمولی کتاب یا احمقانہ کوشش کا نتیجہ نہیں۔ جیسا کہ عوام کا خیال ہے۔

گھر بلو معاملات اور روزمرہ کاروبار میں اس کے اچھے فوائد کا آپ خود تجربہ کر رہے ہیں ایسے ذی مرتبت لوگوں سے جن کی کامیاب زندگی پر آپ کو رشک ہوتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی یہ دریافت کیا

کہ اُن کو یہ کامیابی کیسے حاصل ہوئی ہے۔ آپ جس عجلت سے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں میں نہیں پہنچ سکتا اور نہ میں اتنا اچھا کام انجام دے سکتا ہوں جس سے میرا آقا مطمئن ہو سکے جس طرح آپ کھیل کود میں دل لگا سکتے ہیں میں نہیں لگا سکتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہے۔ دشواری آپ کے لئے دشواری نہیں۔ آپ دشمنوں میں ایسے رہتے ہیں جیسے تیس دانتوں میں زبان۔ آپ ناجائز طریقہ کو کام میں نہیں لاتے۔ آپ کبھی پست ہمت نہیں ہوتے ہمیشہ کامیاب اور ظفر مند نظر آتے ہیں۔ ان چیزوں کو آنکھ والا ہی دیکھ سکتا ہے۔ یہ کیا راز ہے؟ میں بڑی سے بڑی قیمت دے کر اس راز کو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک دنیا نوی خیال ہے۔ ادراک کی نشوونما اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے انسان کو اپنے دماغ کا پتہ چلا اور وہ اس سے کام لینے کا تہیہ کر لیتا ہے۔

آپ تمام عمر تربیت دماغ یا نشوونما سے ادراک میں منہمک رہتے ہیں مکان پر۔ مدرسہ میں۔ کالج میں۔ دفتر میں۔ دوست احباب ہیں سینما میں۔ یا کھیل میں یا رقص و سرود کی محفل میں۔ آپ جو بھی کچھ کرتے ہیں دماغ کو حاضر رکھ کر کرتے ہیں۔ اور ذہن اپنے کام میں مصروف رہتا ہے۔ اور آپ مختلف خیالات اور منصوبے تراشتے رہتے ہیں۔ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ۔ ع۔ ”ہر کیسے راہر کار سے ساختند“ یعنی ہر فن کا ایک ماہر ہوتا ہے۔ اس کا نکتہ نظر وسیع اور بہت بلند

ہوتا ہے جس کی دماغی قابلیت اعلیٰ اور بہت ہی خاص ہوتی ہے ایک معمولی اور طبعی دماغ سے اُس کی تسکین نہیں ہوتی۔ اس کا مقصد اعلیٰ و ارفع دماغ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اُس کی زندگی کا اہل دماغ پر پورا قابو حاصل کرنا اور قوتِ دماغی سے سخت اور مشکل کام سر کرنا تو منفصلہ سے تیر خیز کام لینا ہوتا ہے۔

اس کے اصولِ تربیت کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ اپنے دماغ کی اس طرح تربیت کرتا ہے کہ ایک حصہ تک ایک ہی نکتہ پر اجتماعِ خیال سے کہا جاتا ہے کہ مالیہ تربیت کے چند دماغی ماہرین تعلیم جب تک اُن کا جی چاہے اپنے دماغ کو خیالات سے بالکل خالی رکھ سکتے ہیں مگر آپ کہیں گے ایسے دماغی ماہر تعلیم بننے کی آپ کو خواہش نہیں ہے۔

”مجھے اتنی فرصت کہاں میں تو ایک معمولی شخص ہوں۔ روٹی کا مارا جس کو اپنی روزی کے نئے دماغ سوزی کرنا پڑتا ہے اُسی میں بہرہ تمام وقت گزر جاتا ہے۔ صرف صبح و شام آدھے گھنٹے کی فرصت ملتی ہے یہی وقت ہے جس کو میں اپنا کہہ سکتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے پاس وقت ہے اور نہ استقلال۔ نہ وہ قوت جس سے میں دماغی بازیگری کر سکوں۔ میں دماغی پہلوان بننا نہیں چاہتا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ مگر میری دلی آرزو یہ ہے کہ میں یہ معلوم کروں کہ میں اپنے کاروبار کو کس طرح عمدگی سے انجام دے سکتا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ بامِ رفعت پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ آسودہ زندگی بسر

کرنا چاہتا ہوں اور دوسروں سے آگے نکلنے کی خواہش میرے دل میں ہے۔ میں ناکامی کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ میں اپنی زندگی کو کامیاب بنانا چاہتا ہوں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوں کہ جس شخص نے اپنے دماغ کو عمدگی سے استعمال کیا وہ جو چاہا ہو کر رہا۔“

دماغ سے کام لینے کا صحیح راستہ بھی ہے اور غلط بھی۔ چاہے آپ اس کو عقل کہیں یا شعور۔ قوت ادراک کی تعلیم میں خوبیاں ضروری ہیں جس کا مجھے یقین کامل ہے۔ مگر میں ضرورت سے زیادہ عقلمند بننا نہیں چاہتا۔ دماغی واوے مجھے پسند نہیں۔ اب آپ نے سمجھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔ مجھے شہ زور۔ مرد میدان۔ سورما۔ بننا نہیں ہے۔ میں صرف اتنی استعداد اور قابلیت چاہتا ہوں کہ اپنے کاموں کو عمدگی سے انجام دے سکوں۔ فقط یہ چاہتا ہوں کہ آئندہ ترقی کر سکوں میرا کام اچھا ہے۔ میں چمک جاؤں۔ اور ایک دن اپنے سرشتہ کا افسر اعلیٰ بن سکوں۔ میرے پاس فالو وقت نہیں ہے۔ اگر آپ کوئی مشورہ دینا چاہتے ہوں تو ایسا مشورہ دیجئے جو مختصر ہو۔ سہل التعلیل ہو جس پر عمل کرنے میں دقت نہ ہو۔ اور اس کے لئے کم سے کم وقت صرف ہو۔ تو شاید میں اپنے دماغ کی تربیت کر سکوں۔

جس خیالات کا اظہار اس کتاب میں کیا گیا ہے وہ آپ کے حسبِ خواہش ہیں۔ مجھے یہ کہنا مقصود نہیں ہے کہ یہ تمام خیالات میرے ذاتی ہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت اس کی آزمائش کر چکا ہوں

یہ خیالات پختہ بھیج۔ اور قابل فہم ہیں۔ میں نے ان کو بڑے بڑے دماغی تربیت دینے والوں کی کتابوں میں دیکھا ہے۔ تربیت دہندہ بڑے عمدہ ماہر فن میں مگر مشکل ہے کہ اُن کی تعلیم معمولی مصروف لوگوں کے لئے راز نہ بنیں ہو سکتی۔ اسی لئے میں نے اُنکے پیچیدہ اصول متروک کر دیے ہیں۔ ان صفحوں پر آپ ایسے اسباق پائیں گے جن کو یاد کرنے اور ان پر عمل کرنے میں آپ کو لطف آئے گا۔

ہر روز بلاناغہ ان دماغی تربیت کے اصولوں پر ایک نظر ڈالائیے پہلے مختصر طور پر شروع کیجئے۔ ابتداً پانچ منٹ اسکے بعد دس منٹ اور پھر آہستہ آہستہ بڑھاتے جاؤ۔

دنیا میں کروڑوں آدمی دماغی ورزش کیا کرتے ہیں۔

اس لئے آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ آپ غلط راہ پر نہیں چل رہے ہیں۔

مرا تو جب ہے کہ آپ محسوس کرنے لگیں کہ دن بدن آپ کی دماغی قوت درجہ بدرجہ بڑھ رہی ہے۔ اور حقیقی دماغی قابلیت کے آپ مالک بن رہے ہیں۔ اب آپ اپنی دماغی گرفت کو مضبوط بنا سکتے ہیں پہلے کوئی بات آپ کے سمجھ میں جلد نہیں آ سکتی تھی۔ اب آپ بخوبی محسوس کریں گے کہ آپ کی سمجھ بوجھ فہم و فراست۔ اب وارنلوار بن گئی ہے۔ پہلے عدم توجہی، منتشر خیالی، غیر محرو و پریشانی، گھبراہٹ، کمزوری، وہم و اندیشہ۔ ناقابلیت کا ڈر آپ کو گھیرے ہوئے تھا

مگر اس دماغی تربیت کو آپ سنجیدگی سے کام میں لائینگے تو محسوس ہوگا کہ آپ کا دماغ بالکل صحیح کام کر رہا ہے۔

آپ اپنے دماغ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے دماغ کا صحیح استعمال کر سکتے ہیں جس طرح ایک مہر مند کاریگر اپنے اوزاروں سے صحیح کام لیتا ہے۔

دفتر۔ کارخانہ۔ یا جہاں کہیں آپ ہوں۔ آپ کا شمار قابل اور فاضل اشخاص میں ہو سکیگا۔ حقیقت میں آپ اب اس سمجھ دار انسان بن گئے ہیں۔ آپ دوسرے کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ توصیف و تعریف حاصل کر سکتے ہیں۔ مصیبتوں کو دور کر سکتے ہیں۔ اور جن جن سے آپ کو سابقہ پڑے اُن سے عزت و حرمت کا خراج حاصل کر سکتے ہیں۔ کامیابی و ظفر مندی آپ کے قدم چومنے کے لئے تیار رہیگی۔

فلک پیمائی

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اور موتا کاش کہ مکاں اپنا
(غالب)

اگر آپ عرش پر پہنچنا چاہتے ہوں یا بام عروج پر پہنچنا مقصود
ہو اور آپ نے کسی ایک مقصد کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی شمع زرع کرنے
کا ارادہ کر لیا ہو اور یہ چاہتے ہوں کہ جو پوشیدہ جوہر آپ میں ہیں وہ اجا
ہو جائیں۔ کردار۔ گفتار۔ پندار میں راستی اور استقلال پیدا ہو جائے
صحت صفائی۔ تندرستی۔ دوستی۔ اخلاق و مروت سے کام لے کر
اپنی زندگی کو کامیاب کامراں و ظفر مند بنائیں۔

تو اس کا دار و مدار بالکل آپ پر ہے۔ شاید آپ کہیں کہیں
انحصار نقد۔ اتفاق۔ اور موقع پر ہے مگر اس شخص کو بھی دیکھیے جو
حیرت انگیز طور پر ترقی کر رہا ہو غور کیجئے کہ اس کو یہ کامیابی کس طرح
حاصل ہوئی اور وہ اس کا کس طرح مستحق ہوا۔

ایک لمحے کے لئے غور کیجئے کہ کیا زندگی کی حالت واقعی اچھی ہو؟
کیا اس کی زندگی عہدگی سے گزر رہی ہے؟ کیا وہ بے انتہا دوام مند ہو؟

یہ کام رانی اس کو کس طرح نصیب ہوئی۔ کیا بد دیانتی سے کیا لطفِ زندگی سے وہ واقف ہے۔ کیا اس کے خیالات اچھے اور سچے ہیں کیا کسی کام کے کرنے کے بعد اس کو روحانی مشرت حاصل ہوئی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ حقیقی کامیابی سے کوسوں دور ہے۔ وہ ناکامی کا ایک مجسمہ ہے۔

حقیقت ہے کہ صاحبِ حوصلہ آدمی کو آپ بستی میں نہیں کھ سکتے آپ کو ایسے بہت سے واقعات معلوم ہونگے۔ آپ کی نظر خود اس طرح دوڑے گی۔ یہ وہ الو العزم شخص ہے جس کو دنیا کے بھیانک نشیب و فراز شخص سے مقابلہ کرنا پڑا۔ مگر اس کی مساعی جمیلہ ٹھکانے لگی۔ اب وہ بامِ عروج پر پہنچ گیا ہے۔ اس کی زبان سے یہ کبھی نہیں نکلا کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھنا ہے۔ یہ نوایک بازی ہے۔ یہ کئی سال کی محنتِ شاقہ کا ثمرہ ہے۔ وہ دل وہی سے کام کرتا رہا۔ اپنے اچھے مقاصد کو سنوارنا اور ترقی دیتا رہا۔ بُری خواہشوں کو چھوڑتا رہا۔ کبھی اچھے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ اور نہ اس کے اظہار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا۔ وہ ایک معمولی نوکر سے افسر بن گیا۔

یہ سب کچھ آپ پر منحصر ہے۔

آپ کی زندگی جہد و بہادری و جستجو کا مجموعہ ہے۔ درست اور صلیح عمل سے مقامِ مقصود پر آپ کی رسائی ہوگی۔ غلط کاری کی وجہ سے آپ پیچھے رہ جائینگے۔ ایک قدم بھی آگے بڑھ نہیں سکیں گے۔

عمل کیا ہے؟ کس طرح کرنا چاہئے اور کرنے کے بعد اس کو کس طرح جاننا چاہئے۔

ہم اکثر کہا کرتے ہیں ”جو جی چاہا سو کیا“ اگر یہ شخص بھی کہتا رہے تو پھر ٹھکانہ کہاں؟ مثلاً آپ کے والد بزرگوار یہ کہیں کہ اب ایک دن بھی زیادہ کام کرنے کو جی نہیں چاہتا یا کوئی اہلکار یہ کہہ دے کہ جی چاہتا ہے کہ افسروں کو کھری کھری سناووں یا کوئی یہ کہہ دے کہ میں جھوٹ کے پل باندھ رہا ہوں کیونکہ دروغ و مصلحت آمیز بہ ازراستی فتنہ انگیز۔ اگر یہ لوگ جیسا کہتے ہیں ایسا ہی کر دکھائیں تو کبھی تباہی، اتہری پھیل جائے گی۔

کیا آپ نے محسوس نہیں کیا کہ جو جی چاہا ہے سو کر بیٹھنا کام کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ پرند و چرند بخیر زندگی بسر کرتے ہیں ہم بھی ایسا ہی کیوں نہ کریں۔ حد درجہ مضحکہ خیز ہے۔ ایسا تمنا لی پلاؤ نہ پکائیے اور اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار نہ کیجئے۔

غور کیجئے زندگی یوں بھی گزر رہی جاتی مگر ہم پرندوں کی طرح نشو و نما نہیں پاسکتے۔ اور نہ شیر کے مانند پیٹ پال سکتے ہیں۔ یا مچھلیوں کی طرح لکھوں انڈے پیچھے چھوڑ نہیں سکتے۔ ہم کو بہت محنت اور مشقت کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم کو کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہئے۔ یہ، ایک قضیہ اب تصفیہ طلب رہ جاتا ہے۔

”ہر کسے مصلحتِ خویش کو سید اند“ ہم جانتے ہیں کہ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ ہم ہر ایک کام کر سکتے ہیں۔ اسلئے نہیں کہ ہم کو کرنا چاہئے بلکہ اسلئے کہ یہ ممکن ہے۔

مگر عملِ صالح کے معنی یہ ہیں کہ وہ کام کیا جائے جس کو ہم صحیح سمجھتے ہوں۔

اس قسم کا عمل قابلِ قدر ہے جس سے ہم کو آخر میں اپنی محنت کا صلہ مل سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جذبات کے تحت کام کرے تو وہ کسی طرح بھی عمدگی سے انجام نہیں پائے گا۔

مثلاً بلا سوچنے سمجھے غضب ناک ہو جانا۔ اس سے بہت سی ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں جس کے بعد آدمی پشیمان و نادم ہو جاتا ہے مگر یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھے روپ میں پیش کر سکے بشرطیکہ وہ اپنے سے باہر نہ ہو گیا ہو۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ ایک غصیلا گھوٹنے باز اندھا دھنر گھوٹنے لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر وہ صلاحیت سے کام لے تو اپنے فن میں استادِ کامل بن سکتا ہے۔ اور اس کا ہر گھوٹنہ اپنی کہانی خود اپنی زبانی سنا سکتا ہے۔

بے سوچنے سمجھے شروع کئے ہوئے کام کا انجام خیر نہیں ہوتا اور نہ دیر پا ہی ہوتا ہے۔

بے فکری سے کیا ہوا کام آہنی کلوں سے نکلا ہوا دکھائی دیتا ہے

جس کا تعلق اعصاب کی قوت یا غدد کی حرکت پر منحصر ہے جس طرح جوٹ مادہ میں اعصاب کی گتھی اور غدد و کام کرتے ہیں۔ ہم کو ان اعصاب و غدد پر بالکل یہ اقتدار یا قابو حاصل نہیں ہے۔ تو پھر ہم کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ ان افعال کی روک تھام کر سکیں گے جبکہ درپردہ احساس و تاثرات اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ ہم ایک ایسی تیز رفتار۔ ریل گاڑی کے مثال میں جو انتہائی تیزی سے بغیر انجن ڈرائیور کے چلی جا رہی ہو۔ ۵

ترجمہ نہ رسی بجبجہ اے اعزابی کیس رہ کہ تو میری بہتر کسان است ہمیں اپنے اعمال کو سودمند بنانا چاہئے نہ کہ نقصان رساں ساتھ ہی ساتھ قوت خیال کو صحیح عقل عملی کے تحت مقدم رکھنا چاہئے نہ کہ خیالات خام اور تصورات باطل کو۔ ہم کو چاہئے کہ صحیح خیال کرنا سیکھیں۔ اس طرح کہ ہر کام کرنے سے پہلے چاہئے کہ دود و وقت سوچ سمجھ لیں۔ جلدی ہرگز نہ کرنی چاہئے۔ چونکہ جلدی کا کام شیطان کا ہے عقل سلیم ایک بڑی غیر معمولی چیز ہے۔ بڑی سے بڑی قیمت پر بھی اس کو حاصل کرنا چاہئے۔ ”بہر نرسے کہ این کالا بگری سودمند افتد“۔ ہمیں عقل سلیم کا خزانہ حاصل ہو۔ یہی ہمارا نصب العین ہونا چاہئے۔

تدابیر کامیابی

کیا آپ آسمانِ عروج پر چودھویں رات کا چاند بن کر چمکنا چاہتے ہیں؟
 کونسی منزل طے کرنی ہے؟ منزل مقصود کیا ہے؟ اس کا تصفیہ
 تو آپ نے کر لیا ہو گا۔ یہ سب بھاگ دوڑ کس لئے۔ اس سے تو
 آپ بخوبی واقف ہیں۔

بالفرض دولت مقصود ہے؛ یا وہ قوت جو دولت کو فروغ
 دے سکتی ہے۔ راحت و آرام تسکینِ قلب یا انتیازِ خصوصی۔ یا حقیقت
 میں آپ وہ چیز چاہتے ہیں جو فی الواقع نایاب ہے۔ یا گراں بہا قابلِ
 فخر دماغ، انسان کی دل آزاری نہ کرنے کی شادمانی۔ صداقت یا
 حُسنِ عمل کی نورانیت جس سے زندگی قابلِ دلچسپی بن جائے۔

خیال ہی سے آپ کی زندگی سنور سکتی ہے۔ خیال ہی مشعلِ راہ
 بن کر رہنمائی کر سکتا ہے۔ بغیر خیال کے کاروبار تاریکی میں ایک نابینا
 کے مائل ہیں۔

بلند خیال پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔
 اگر اندھا گائے اور بہرا بچائے تو اس سے کیا فائدہ۔
 دیکھئے آپ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔

اپنے لئے سوچئے۔ اپنے طرف خیال کیجئے۔ مقررہ وقت پر ہر روز خوابگاہ میں جانے سے پیشتر سوچ لیا کیجئے۔

یقین کامل رکھئے کہ ہر چیز کا دار و مدار۔ اچھے خیالات۔ سچے جوش و خروش پر ہے۔ پھر اصل حقیقت کو سامنے لائیے۔ کل کے دن پر غور کیجئے اور آج کا جائزہ لیا کیجئے۔ کہ کیا ہر کام عمدگی سے کیا گیا ہے یا نہیں؟ کیا اس سے کوئی بہترین طریقہ آپ اختیار کر نہیں سکتے کیا آپ کو اپنی ذات پر بھروسہ ہے؟ یا محض آپ ایام گزاری کر رہے ہیں گرین ویل کلز نے اپنی تصنیف ”ہاؤ ٹو سکیڈ ان لائف“ میں تدبیر بتلائی ہے کہ سادہ زندگی کیونکر بسر کرنی چاہئے۔ کتنی دیر سونا چاہئے۔ کس قدر کام کرنا چاہئے۔ اور کس قدر کھیلنا چاہئے۔ وہ کہتے ہیں کہ چلتے پھرتے رہو۔ لکیر نہ پیو۔ نہ صرف جسم کو بلکہ دماغ کو تازہ اور تندرست رکھنے کی کوشش کرو۔

ذاتی وقعت بڑھانے کے لئے آپ نے کیا کیا؟ آپ کو اپنے ہاتھوں اپنی بھلائی کرنی چاہئے۔ مشہور کہاوت ہے۔ آپ مرے بس سرگ نہیں ملتا۔

بڑے کام بڑے آدمی ہی کیا کرتے ہیں۔ مگر کوئی شخص خود تیار نہ ہو اور اپنے آپ کو خفیہ و ذلیل بنائے تو وہ کیا خاک بڑا کام کر سکیگا۔ ہمیشہ مستعد اور آمادہ رہو۔ آپ کی تیاری کا طریقہ کیا ہے۔

فرصت کے لمحات آپ کس طرح گزارتے ہیں۔ ان کا خون تو

ہیں کرتے۔

وقت کو ہاتھ سے کھونا گناہِ عظیم ہے۔ ”کیا وقت پھر ملتا تھا نہیں؟ آپ اپنے کام میں اور مہارت کیوں پیدا نہیں کرتے؟ بات میں بات کا لالہ کرو۔ مباحثہ کیا کرو۔ اخبارات رسالے کتابیں مطالعہ کرو۔ جدت طبع پیدا کرو اور اس کو کام میں لانے کا بہترین طریقہ سیکھو۔ خاص فنی تعلیم و تربیت حاصل کرو۔ کسی اچھی تعلیم گاہ یا کلب یا گشتی کتب خانہ میں شریک ہو جاؤ۔ لوگوں سے ربط و ضبط پیدا کرو۔ دماغ کو حرکت دو۔ دوڑو۔ بلند خیالی پیدا کرو۔

یہی ایک طریقہ ہے دماغ کو کارآمد اور تیز بنانے کا جس طرح چمکی زیادہ پیسی جائے گی۔ آتما ہی آتما زیادہ نکلیگا۔ کہتے ہیں کہ:- کرتے کی بدھیا ہے؟ اس طرح آپ ایک نہایت با اثر اور ناقابل شکست قوتِ عمل کے مالک بن جائیں گے جس سے آپ کا ہر عمل معنی خیز اور منفعت بخش ہو جائے گا جس سے آپ کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی؟

کیا یہ حصول مقصد کے لئے کافی ہے۔
گرین ویل کلینر کا یہ مقولہ ہے کہ اس خیال کو اہمیت دو کہ جو کام بھی کیا جائے وہ اچھی طرح کیا جائے۔ یہی تمہارا خاص مطمح نظر ہے۔ کام مشعلِ زندگی ہے۔ مصروفیت اور دائرۂ عمل سب کیلئے یکساں ہے۔ کوشش کرنا ایک نہایت عظیم الشان فعل ہے اس کو ضرور

ذہن میں رکھو۔

دوسروں کے لئے کام کیا کرو۔ اور ضرور کرو۔ اس سے تم کو ایک ایسا سنگ پارسی لینگا کہ جس سے مس ہو گا اس کو زیرِ خالص بنا دیگا اور ہمیشہ باقی رہے گا۔

زندگی میں انسان اس سے زیادہ خوش نہیں ہو سکتا جیسا کہ یہ معلوم ہونے پر اُس کو بڑی مسرت ہوتی ہے کہ جس وقت وہ دنیا میں آیا تھا اس سے بہتر حالت میں اس وقت ہے۔

دوسروں کے لئے زندہ رہو۔ مرنجان مرنج زندگی بسر کرو اسی میں دانشمندی ہے۔ یہ عقلمندوں کا مقولہ ہے۔ اور کامیابی واصل اسی کا نام ہے۔

شاہراہِ کامرانی

تم زندگی کی دوڑ میں پیش پیش رہ سکتے ہو۔ اگر اپنے کام میں ماہر ہو۔ اس کا کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ کام کس قسم کا ہے۔ صرف کام سے دلچسپی پیدا کرو۔ اسی میں کامیابی کا راز مضمر ہے۔ شاید تم کو اس کا احساس ہو جائے کہ حقیقت میں مفوضہ کام سے مناسبت اور دلچسپی ہونا ضروری ہے۔ تو یہ ایک بڑی اہم فراست ہے۔ ہر کارے ہر مردے قابل شخص کو اپنی موزونیت کے ساتھ کام ملنا چاہئے۔ مگر آپ ہم چونکہ اپنی موزونیت اور پسند کے موافق کام حاصل کر نہیں سکتے۔ اس لئے دوسرا جو سب سے اچھا ہو اسی کو غنیمت خیال کر لو اور اپنے آپ کو اس کاموزوں بنا لو۔ مگر آپ کہیں گے کہ ”یہ کچھ زیادہ من بھساتا کام نہیں ہے۔“

مثلاً اگر آپ کو حساب دانی میں مہارت حاصل ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہمہ کار و بار کرنا چاہتے ہیں یا آپ کو شطرنج یا سیاحت یا ٹینس کا کھیل پسند ہے۔ مگر آپ کا تعلق آہنی کارخانہ سے ہو جائے جہاں فلزات کے ٹکڑوں سے سابقہ پڑتا ہو۔ بوسے کو آگ میں گرم کر کے ہتھوڑوں سے پیٹ کر دس کی اشکال بنائی پڑتی ہوں یا گرم کر کے جوڑنا

پڑتا ہو جس کی وجہ سے آپ دورانِ سفر میں مبتلا ہو گئے ہوں تو آپ چیخ اٹھینگے کہ یہ کام میرے لئے موزوں نہیں ہے۔

کیا آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں؟

اگر آپ آسانی سے کام چھوڑ دینے والے نہیں ہیں تو ہرگز ادب نہ کیجئے۔ آپ اگر قسمت کی لائی ہوئی مصیبتوں اور رکاوٹوں سے نہیں گھبراتے۔ اگر آپ اس فطرت کے انسان ہیں کہ جہاں جیسے وہاں سے نکلنے کا نام نہیں دیتے تو آپ دھن کے پتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کی کامیابی لازمی ہے۔

اپنے کام کے پورے گروں سے واقف ہو جاؤ۔ اطراف و اکناف پر نظر ڈالو۔ کارخانہ۔ یاد فتر کے جملہ کاروبار سے کمال لے کر حاصل کر لو۔ سمجھ لو۔ بحث مباحثہ کر لو۔ مزید معلومات اور دسترس حاصل کرنے کے لئے مطالعہ کیا کرو۔ اور اس کو ضبطِ تحریر میں لایا کرو کوئی چیز ایسی غیر دلچسپ نہیں ہے جو کسی متلاشی کو متحرک کر سکے جس قدر زیادہ توجہ کی جائیگی۔ اسی قدر آپ زیادہ ہوشیار بنتے جائیں گے۔ آپ کے احساسات اور قیاسات میں ایک پلچل مچ جائے گی۔

آپ کو ایک بوڑھے انجن ڈرامیور کی کہانی تو معلوم ہوگی۔ جو ملازمت سے علیحدہ ہونے کے قریب تھا۔ آخری بار جب وہ اپنا انجن چلا رہا تھا تو یہ خیال اُس کے ذہن میں آیا کہ اب کوئی دوسرا شخص اس

انجن کا جائزہ حاصل کریگا۔ ”یہ انجن کس قدر خوب صورت ہے۔“ یہ بوڑھا اپنی نوکری پر مٹا ہوا تھا۔ اس لئے اس کو یہ بے ڈول اور بد نما انجن حسین اور خوبصورت نظر آ رہا تھا۔
اپنے کام سے محبت کرو۔

اُس وقت ہم سب سے اچھے ہیں۔ جب ہمارے احساسات بھی ہمارے ساتھ کام کر رہے ہوں۔ آپ چونک اٹھے اور میری بات کاٹ کر پوچھنے لگے کہ ”چند لمحوں کے قبل آپ نے ان جذبات و تصورات کے لئے جن کے تحت کام کیا جائے کیا کہا تھا۔“
جی۔ بالکل درست، آپ ایک دوسرے کو مخلوط کر رہے ہیں۔
آپ کسی ایک اچھے کام پر نظر ڈالیں کہ یہ کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے؟ اتفاق سے نہیں۔ بے سمجھے نہیں۔ اگر کوئی کاریگر کسی کام کو اتفاق پر چھوڑ دے تو وہ غلط اور نقصان رسا ثابت ہوگا۔

وہ کسی خطرے کو مول لینا نہیں چاہتا۔ اس لئے سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔ اور اس کو نتیجہ خیز بنانا چاہتا ہے۔ اور خیال کو اصلیت کا جامہ پہنا کر رو بہ عمل لانا چاہتا ہے۔

وہ جسم کی زندہ مشین کو حرکت میں لاتا ہے۔ اُس کا دماغ کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اور خود بخود خیالات اور تاثرات ابلنے لگتے ہیں اور حقیقت میں وہ ایک مرد کارداں بن جاتا ہے۔ اب آپ نے جان لیا ہوگا کہ موثر عمل خیال ہی کے تحت رونما اور خیالات و تاثرات ہی انسانی

مشین کو حرکت میں لاتے ہیں۔

ہم اچھے خیال ہی کے تحت ہر اچھا کام کر سکتے اور اس کی جزئیات کو اچھی طرح محسوس بھی کر سکتے ہیں۔ ایسا پچھس پچھا خیال جس میں کوئی اور جوش نہ ہو غیر موثر ہے۔ یہ شیخ علی کے منصوبے نہیں بلکہ حقیقتیں ہیں جو بغیر خیال کے تیرے نشان ہے جس کا حاصل بربادی نقصان ناکامی ہے معقول خیالات صحیح تاثرات کو ابھارتے اور منزل مقصود کے قریب ہماری رسائی کے باعث موتے ہیں۔ ہم کو اصول زندگی قائم کرنا چاہئے۔ ہمارا مطمح نظر کیا ہے۔ اس کو غیر مبہم طور پر معلوم کر لینا چاہئے اور یہ بھی کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہم کو کیا کیا کرنا چاہئے۔ یہی اور صرف یہی ایک تدبیر ہے جس سے ہماری ہر خواہش پوری ہو سکتی ہے۔

بغیر کسی منصوبے کے منہ اٹھائے چلے جانے سے کوئی آدمی مقصد زندگی حاصل نہیں کر سکتا خواہ ہم خیال کریں یا نہ کریں واقعات ناگہانی طور پر وقوع میں آتے رہیں گے۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ ہم اس پر نظر رکھیں کہ رفتار واقعات ہمارے مُمد و معاون ثابت ہو۔ نہ کہ ناکامی کا باعث بنے۔

چلتی ہوئی تیز ہوا پر ہم یقین نہیں رکھ سکتے مگر سکان کو ہاتھ میں لے کر جہاز پر قابو پا کر ادھر ادھر چلائے منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔ بعض وقت کام آزمائش کا باعث بن جاتا ہے ہم کو لطف

کا کچھ حصہ پہلے ہی سے نظر انداز کر دینا چاہئے۔ خشک اور بے لطف فنی کتابوں کا نہایت غور سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ تفریحی ادب سے اجتناب اور ٹینس یا برج کی بجائے ہم کو دفتری کام میں مغز پاشی کرنی یا تجسسِ علم میں انہماک پیدا کرنا چاہئے۔ گو زیادہ محنت ہمیں مضمحل کر دے گی مگر نہایت آرام سے نیند آئے گی۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ محبوب یعنی گلگشت۔ نایح۔ رنگ۔ سینما۔ ٹھیٹھ وغیرہ جیسی خرافات سے احتراز کرنا چاہئے۔

مگر جو شخص بامِ عروج پر پہنچنے کا متلاشی ہو اسی منزلِ مقصود کو پیشِ نظر رکھتا ہے۔ اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے آپ کو کچھ قربانیاں بھی کرنی پڑیں گی۔

عزم کامرانی

ہم ہر وقت کچھ نہ کچھ کیا کرتے ہیں۔
 سبے کچھ آٹے نکل کر پھر جاتے ہیں جس طرح کہ مقابلہ کی دوڑ میں
 بھاگنے والے کرتے ہیں۔ ہم ہمیشہ رواں دواں رہتے ہیں ایک نہایت
 مصروف کاروباری شخص کا بیان ہے کہ مجھے یکے بعد دیگرے عجیب و
 غریب واقعات پیش آجایا کرتے ہیں جو میرے لئے حیرت منگہ حیات
 ثابت ہوتے ہیں۔“

ہم سب ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں ایک ہی تاش کے پتے اور
 ایک ہی پھول کی پنکھڑیاں ہیں خواہ مصروف مرنے والے یا غیر مرنے والے جہانی
 ہو یا زمینی۔ اگر امتیاز حاصل کرنا ہے تو جو کچھ بھی کیا جائے اچھی طرح کیا جائے۔
 اچھی طرح سے کام کو انجام دینے کی دلی خواہش ہو تو نہ صرف آپنی
 زبان سے یہ نکلنا چاہئے کہ ”یہ کام اچھا ہو کر ہی رہیگا۔“ بلکہ آپ کو
 اس کا بھی یقین رکھنا چاہئے کہ وہ کام نہایت آسان اور آپ کے بائیں
 ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر اس واقعہ کو پیش نظر رکھئے۔

صبح کے (۶) بجے ہیں۔ بیدار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ ٹائم پیس کا
 الارم بج رہا ہے۔ آپ آنکھیں مل رہے ہیں۔ کروٹ بدل رہے ہیں۔ انگڑیاں

لے رہے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر دیر ہو جائے گی تو کیا آفت
 آئے گی۔ مگر باوجود اس کے آپ چاہتے ہیں کہ ذرا اور کھڑی دیر
 آرام لے لیں۔ اس لئے بستر ہی پر پڑے لوٹتے رہتے ہیں۔ گو آپ
 مل کر آنا چاہتے ہیں۔ مگر صرف خواہش سے کام نہیں چل سکتا۔
 اصول کارکردگی کے یہ بالکل مغاثر ہے۔

ان دونوں میں تفاوت کیا ہے؟
 آپ کہیں گے کہ خواہشات سے اس کا تعلق ہے۔ طبیعت مائل
 ہو تو کام کرنا شروع کر دیا جائیگا۔ یعنی آپ میں استعداد عمل پیدا
 ہو جائے۔ قوت عمل ہی سب کچھ ہے۔ آپ کے فعل کے پیچھے یہ
 بلوہ گر ہے۔

ایک دوسری مثال لیجئے۔ یہ ایک آہنی نشین ہے جو کام کرنے
 کے لئے تیار ہے۔ مگر یہ ایک بے جان اور بے حس و حرکت ہے
 ایک چھوٹا سا دندانے دار چکر بھی گردش میں نہیں ہے۔ کیوں سکی
 کیا وجہ؟ برقی قوت موجود ہے۔ حرکت کے لئے آمادہ ہے۔ پھر
 اس میں کیا خرابی ہے۔ ذرا ٹھہریئے۔ دیکھئے۔ مشین چلانے والا
 آگیا ہے۔ اُس نے ٹن کو دبا دیا۔ آٹن واحد میں مشین میں حرکت
 سہرا ہٹ۔ گر گرا ہٹ پیدا ہو گئی۔ ایک ٹن کے دبائے ہی ہزاروں
 ٹن پڑنے سے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اور کام شروع ہو جاتا ہے۔
 ایک ٹن دبانے سے تمام نقشہ بدل گیا۔ کیونکہ حرکت میں برکت

اس لئے ہم کو بھی ہٹن دانا چاہئے۔

مگر صرف ”چاہنا“ ہی ہٹن دانا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم کو عزیم یا تجزم بھی کرنا چاہئے۔ اپنے آپ کو حکم دینا اور مضبوط ارادہ کر لینا چاہئے۔

بہتوں کو اس بات پر پورا اطمینان نہیں ہے۔ ہم اپنے خاص منصوبے ضروریات اور خواہشات رکھتے ہیں۔ اور ہمارے کام کرنا کا بھی ایک مخصوص طریقہ ہے۔ اکثر ہم بلا سوچے سمجھے کام کر گزرتے ہیں۔ یا ہم کام کر لیتے ہیں۔ مگر تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ ہم ناخوشگوار رنجشوں جھگڑوں۔ ناشائستہ لوگوں۔ ناپسندیدہ خیالوں اور غیر مرغو کاموں سے دور رہتے ہیں۔ کیوں نہ دور رہیں؟ کیونکہ من بھانا کام کرنا ناگوار اور ناپسند کام کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم جدوجہد کرنا پسند نہیں کرتے۔ ہم کہا کرتے ہیں کہ جسمانی مشین کو خود بخود کام کرنے دو۔ برقی ہٹن کو دانا و بال جان ہے۔ ہم بغیر اس کے چلا سکتے ہیں۔ ہم ایسا ہی ایک زمانہ سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔

مگر ناخوشگوار کی لئے آپ نے کیا کیا۔

ہم اس سے دوہرے دوہرے بغیر رہ نہیں سکتے۔ ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ورنہ مصیبت جھیلنی پڑیگی۔

خطرہ۔ مثال کے طور پر ایک ناگوار چیز ہے۔ اُس کا مضر اثر دل

دو ماغ پر مترشح ہوتا ہے ہم جس سے محبت رکھتے ہیں اس کے پاس رسائی حاصل کر نہیں سکتے۔ اس سے دور بھاگنا مناسب نہیں ہے۔ آئیے اپنے آپ کو کام کا موزوں بنائیے۔ ہم کو ناخوشگوازی کا ہر طرح مقابلہ کرنا چاہئے۔ کوشش کیجئے۔ قوتِ ارادی کو کام میں لائیے۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ فعل کی محرک کوشش اور سرگرمی ہے۔ بعض وقت سعیِ بلیغ اور بعض وقت خفیف سعی کوشش، زندگی کا دوسرا نام جدوجہد ہے۔ ہر ذی روح زندہ رہنا چاہتا ہے۔ اگر یہ خواہش سلب کر لی جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

اڈسن دنیا کا بڑا موجد تھا۔ وہ بخوبی جانتا تھا کہ خیال کی اہمیت کیا ہے۔ ایک روز اپنے گھر والوں سے کہا کہ اب میں نے نصفہ کر لیا ہے کہ کافی زندگی گزر چکی ہے۔ اب تندرہ رہنے کی ضرورت نہیں اسوقت اڈسن بالکل صحیح اور تندرست تھا۔ مگر اس نے قوتِ ارادی سے کام لیا۔ اپنی خواہگاہ میں جا کر بستر پر لیٹے ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔

ہم کو زندگی اچھی طرح گزارنے کے لئے قوتِ ارادی کی ضرورت ہے اور یہ سب ایک ذی روح کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ ہستی اور نیستی، دونوں میں سے ایک کا انتخاب کر لینا چاہئے۔ خطہ ناخوشگوازی ابرائی کو دور کر دینا چاہئے۔ قوتِ ارادی پر قابو حال کرنا سیکھنا چاہئے۔ اپنی قوت و ارادے کو سخت اور دشوار کام کے لئے چاق و چوبند اور مستعد رکھو جس کا واحد طریقہ مصروفیت ہے۔

قوت ارادی سے ہر روز کام لو اور جب موقع ملے کوشش کرو۔
 مشکل کام کیا کرو۔ اور بالخصوص وہ کام جو پسندِ خاطر نہ ہو، آرام کو خیر باد
 کہہ دو۔ تھوڑی سی قربانی کرو۔ اور یہی طریقہ کام کو صیبِ مرضیِ عمدگی سے
 انجام دینے کا ہے۔

چھ دمام و اشرفی

آپ ہم کو بیسیوں ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کو یاد رکھنے کی زحمت ہم گوارا نہیں کرتے۔

ان میں کوئی ایسی کشش نہیں ہے جو ہم کو اپنی طرف کھینچ سکے ان کی کوئی قیمت یا وقعت ہمارے نظروں میں نہیں ہے۔ اگر وہ ہمارے لئے کام کریں تو بھی ہمارے نظروں میں ان کے لئے کوئی عظمت پیدا نہیں ہوتی۔ پھر ہم ان کے لئے کیوں کام کریں۔ اُن کو رضی رکھنے کی زحمت کیوں اٹھالی جائے؟

ان لوگوں میں ایسی کونسی خرابی ہے؟

ایسے لاکھوں آدمی دنیا میں موجود ہیں جو غلط راستہ پر گامزن نہیں ہیں۔ گھر بار رکھتے ہیں۔ پابند قانون ہیں۔ ایما ندامت سے زندگی بسر کرتے اور قابلِ عزت ہیں۔ باوجود اس کے وہ حقیر اور پیر لچپ ہیں۔ وہ انسانی شکلوں کا مجموعہ ہیں جو بدنامی کے سوا اپنے اند کوئی جاؤ بیت نہیں رکھتے۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کو متاثر کر نیکی ان انسانوں نے کبھی کوشش نہیں کی۔ اور نہ اپنی خوبیوں کو اجاگر کر کے دوسروں کے روبرو

میش کرنا چاہا۔

ان میں خود افزوزی یعنی استکمال نفس کی ترقی مفقود ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوئی نہ کوئی خوبی کبھی نمایاں تھی۔ مگر کسی کی توجہ انھوں نے اپنے جانب مبذول نہیں کی۔ اب وہ کم زور ارادوں کی ایک زندہ تصویر بنے بیٹھے ہیں۔

یہ بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ لوگوں پر حکومت کرنے میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ہم کو چاہئے کہ ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائیں۔ اس نکتہ کو ہمارے ایک شاعر نے بڑی عمدگی سے حل کیا ہے۔ ”ع“ یا کر رکھو کسی کو یا ہو رہو کسی کے۔ جب ہم کو اس امر کا یقین رہے کہ ایسی قوت ارادی ہم میں موجود ہے جس سے ہم لوگوں کو مستحضر کر سکتے ہیں تب ہی ہم لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکیں گے۔ کیونکہ ان کو ہماری کچھ نہ کچھ خوبی دکھائی دینی چاہئے۔ ہمیں ایسے آدمیوں سے بھی سابقہ پڑا ہے۔ جن کے سامنے دوسرے آدمی بھیلکی بلی دکھائی دیتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ پھڑ پھڑے ہو جاتے ہیں۔ جن کی حقیقت ایک دو ملاقاتوں ہی میں کھل جاتی ہے۔ مگر ہم جن کا ذکر کرنا چاہتے ہیں ان کی ہستی ہی جدا ہے۔

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ملاقات سے ہم کو سیری نہیں ہوتی جس سے ہم اکتاتے نہیں۔ یعنی ان کی مکمل خوبیوں کو کوئی جان نہیں سکتا ان کے بھید معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے ان کی باتوں کی تہہ کو

پہنچنا قوت کے باہر ہے۔ باوجود اسکے ان کی قوت گیرائی اور شخصی خوبیاں متاثر کر ہی دیتی ہیں۔ یہ وہ ہستی ہے جو دوسروں کی خوبیوں سے ہر وقت اور ہر جگہ مستفید ہو سکتی ہے۔

ہم ایسے کیوں نہ بنیں !

کوشش کرو۔ کہ دوسرے تمہاری خوبیوں کو دیکھ سکیں۔ اگر تم میں خوبیاں ہی مفقود ہوں تو کوئی کیا دیکھ سکیگا ؟
اس لئے خوبیوں کے مالک بن جاؤ۔

اپنے دماغ کی قوت اور گیرائی کو کام کرنے دو جو کام بھی کرنا چاہو اسے خود کرو۔ ایسے متفکر بن جن سے تمہیں سابقہ پڑے ان کی نسبت غور کیا کرو۔ اور ان کے بیش بہا خیالات کا گہرا مطالعہ کرو۔ زندگی پر سنجیدگی سے غور و فکر کرو جو چیز واقعی اچھی ہو اور جس میں خوبی ہو اسکو حاصل کرو۔ ان لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھا کرو جو تمہاری طرح مصیبتیں اٹھا کر کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ کس طرح ان لوگوں نے مصیبتوں کو جھیلنا اور آفتوں کا مقابلہ کیا اس پر غور کرو۔

دنیا کے سچے واقعات زندگی کو کس طرح گزارنا چاہئے اور کس طرح زندہ رہنا چاہئے۔ ہم کو سکھلاتے ہیں اس طرح ہر روز اپنی زندگی کی اصلاح فرصت کے وقت کیا کرو۔

ان گنت دھن کمانے کا اس سے بہتر اور کوئی راستہ نہیں ہے
اسی کی وجہ سے لوگ تمہارے گرویدہ ہو جائینگے ۔

شخصیت کی حقیقت

حقیقت یہ ہے کہ لوگ حقیقت سے گھبراتے ہیں۔
 ناگوار حقیقت ان کے لئے بہت بھیانک ہوتی ہے خصوصاً جبکہ
 اُس کا تعلق بالتراست انہیں سے ہو۔ ان میں نہ اس کے اقرار کی جرأت
 ہوتی ہے اور نہ اعتراف کی قوت۔

وہ اپنے کوتاہیوں کو دیکھنا نہیں چاہتے جس طرح کہ ایک بد
 صورت شخص آئینے میں اپنا چہرہ دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ وہ اگر مگر کی جگہ
 میں پھنسے رہتے ہیں۔ اپنی سفیف الحركات کو اس طرح ٹالنا چاہتے ہیں
 اپنی جھینپ مٹاتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سمجھے پڑے ہوئے ہیں وہ نہ تو
 پہلی صف میں آسکتے ہیں اور نہ نمایاں ہو سکتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ
 ایک خوض ہے جس کا پانی ہمیشہ غائب ہو جاتا ہے۔ ادھر آپ نے
 پانی بھرا ادھر غائب۔ جب تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ پانی کہاں مر رہا
 ہے۔ کس طرح اُس کی درستی ہو سکے گی۔

زندگی کو کامیاب بنانے کا یہی ایک حقیقی راستہ ہے۔

آپ ہم اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں کہ فلاں شخص نے اس وجہ سے
 ترقی کیا کہ وہ فلاں گھرانے یا خاندان میں پیدا ہوا۔ اور دوسروں نے

اُس کو اوپر چڑھنے میں مدد دی۔ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اس میں مقدرت تھی۔ موقع اور وقت نے اس کا ساتھ دیا۔ اس وجہ اُس نے بڑائی حاصل کی۔

علاوہ اس کے تقدیر کا کچھ نہ کچھ لگاؤ بھی اس کے ساتھ شامل ہے زندگی کے تمام کاروبار اتفاق اور سبجک پر منحصر ہیں۔ اگر آپ قسمت کے دھنی نہیں ہیں تو انتہائی کوشش کیجئے پھر ہر کام میں آپ کو کامیابی ہوگی۔

”چونکہ بدترین حادثات سے سابقہ پڑا، ایک ٹھوکہ کے بعد دوسری ٹھوکہ لگتی ہے۔ ایک تباہی کے بعد دوسری تباہی کا سامان بنا رہا۔ اس لئے آپ ایک بدبخت انسان ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ آندھی اور جھلڑ میں آپ گھبراتے ہوئے ہیں، بادِ مخالف نے آپ کو مہرِ سیمہ کر دیا ہے، مگر یہ آپ کا مجروح خیال ہے۔ آئیے اس کے سنگاست پر غور کریں۔“

ناگہانی واقعات کا کوئی علاج نہیں۔ اور اُن کی موجودگی ہمارے ارد گرد لازمی ہے۔ دنیا ایک عجیب تماشا گاہ ہے اس کا ساتھ دینا ہمارا فرض ہے۔ ہم اپنی علیحدہ دنیا بسا نہیں سکتے اس لئے ”زمانہ با تو نہ سازد تو بازمانہ بساز۔“ جس ماحول میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں جس قوم میں پیدا ہوئے ہیں جس خاندان میں ہم نے جنم لیا ہے۔ جو دولت ہمارے والدین نے ہم پر صرف کی، جو تعلیم ہم نے

پائی جو جسم ہم کو ملا اور جس عقل سے ہم نے کام لیا اس میں ہمیں کسی قسم کے انتخاب کا حق نہیں تھا۔ تمام چیزیں غیر اختیاری تھیں۔ کشتی اعر نے کیا خوب کہا ہے۔ (شعر)

ہر رنگ میں راضی بہ رضا ہو تو مرادیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کی فضا دیکھ

کسی ایسے شخص کا نام لیجئے جس نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کیا ہو۔ آپ کے پیش نظر ایک آدھ شخص ضرور ایسا ہوگا جس کی تعریف میں آپ رطب اللساں ہوں۔ اس کے حقیقی واقعات معلوم کرنی کوشش کیجئے۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ اُسے مصیبت اور ناامیدی کا مقابلہ کرنا پڑا ہے اور جس کو اتم خوش قسمت اور طالع در سمجھ رہے ہیں۔ جواب آرام کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ مگر اس کے لئے اُس کو جنگ و جدّ و جہد سہی و کوشش میں منہمک رہنا پڑا ہے۔

اگر ایسے آدمی خود ساختہ ہوا کرتے ہیں۔
جہاں کہیں وہ پہنچتے ہیں تو اس میں خاندانِ مرتبہ اور ثقہ کو دخل نہیں ہوتا ان کی ترقی خود پر داخۃ ہوتی ہے۔ انہوں نے ذاتی و داعی و جسمانی قابلیت اور نمایاں شخصیت سے اپنی قوم میں نام پیدا کیا ہے۔

حقیقت میں شخصیت کیا ہے؟

اسی کی بدولت ”آپ آپ“ میں ”اور میں میں“ یہ وہ جوہر بکتا ہے جس سے آپ میں اور مجھ میں فرق دکھائی دیر ہا ہے۔
جیسا آپ کا خیال ہے کہ یہ بلند آواز۔ خود پسندی۔ خیرہ کن نظر غیر معمولی قد و قامت کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ سب کچھ اُس کے خود ساختگی سے وابستہ ہے۔

ان صفحات میں شخصیت کی نسبت آپ ایک ایسی روشن تفصیل پائینگے جس سے آپ معلوم کر سکیں گے کہ جیسا خیال ہو ویسا ہی کام ہمیشہ کیوں وقوع میں آتا ہے؟

اپنی ذات سے فائدہ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنی بات اپنے ہاتھ ہے۔ ہم خود ایسی شخصیت پیدا کر سکتے ہیں جس سے دل آویزی کا میاں بی۔ اور اس دنیا میں بہترین جگہ اور برتری حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً اب ہم یہ بیان کریں گے کہ تندرست جسم کس طرح تندرست خیال پیدا کرتا ہے۔ اور تندرست خیال کس طرح تندرست جسم میں نشوونما پاتا ہے۔

پھر ہم خود اپنے آپ سے پوچھیں کہ یہ کیا تا شا ہے۔ کس طرح کھیلا جاتا ہے۔ ان سب کے تحت کونسا خیال کار فرما ہے۔

ہماری زندگی کا ایک نقطہ نظر مونا چاہئے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر ہم کہیں گے نہ رہیں گے ہمیں اس نقطہ نظر کو پوری طور پر صحیح بنانے کے لئے بے حد کوشش کرنی چاہئے۔

وجدانی تحریکات خواہشات و اثرات اور بے مثل شخصیت کو اس نقطہ نظر کے مطابق ڈھالنا چاہئے شخصیت ہم کو وہاں پہنچاتی ہے جہاں ہم پہنچنے کے حقدار ہیں۔

دلکش شخصیت حاصل کرنا، جتنی زندگی ہے جس کے ذریعہ آپ بلند مرتبہ پر فائز ہو سکتے ہیں۔ یہ زمانہ شخصیت کا ہے شخص کامل ہی کامیاب ہو سکتا ہے جس نے غفلت برقی اس نے موقع کو کھو دیا اس کے بعد دوبار شروع ہو جائیگا جس کا بانی وہ خود ہوگا۔ خود کردہ را تدبیر سے نیست۔

انگریز جس نے جذبہ شخصیت کو ابھارا۔ اور اچھی تربیت دی وہ حیرت کا کام کر سکتا ہے۔ آنے والے صفحات کے مضامین آپ میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیں گے۔ اور اس میں ایک عجیب قوت پنہاں ہے جو مناسب موقع پر خود بخود رونما ہوگی۔ اور جس کی وجہ سے آپ شہرہ آفاق شخصیت کے مالک بن جائیں گے جس کی مستحکم بنیاد اصلی حقیقت پر قائم ہے۔ اور یہ فریڈ ہیکل، وگل اور بلین جیسی افرید روزگار ماہرین نفسیات شخصیتوں کی آراء کا پانچوڑ ہے۔ اس کو اچھی طرح کام میں لائیے اس سے آپ کو مدد ملے گی۔ اور آپ نادانستگی کے الزم سے بچیں گے۔

آپ کو موثر بنانے میں یہ فہم و معاون ہونگے صورت حال پر قابو حاصل ہوگا۔ اور توقع سے زیادہ آگے نکل جانے کی انتہائی قوت آپ کو میسر ہوگی۔

قوتِ کارکردگی

اقبال کی بلندی پر پہنچنے کے لئے قوتِ عمل، اسپانی طاقت اور شخصی قوت درکار ہے۔

آپ اپنی زندگی کو اگر حقیقت میں بنانا چاہتے ہیں تو اس قوت کے مالک بن جائیے۔ اور زیادہ سے زیادہ حاکمانہ قوت حاصل کرنیکی جستجو کیجئے جس کی وجہ سے اعمالِ عالیہ وقوع پذیر ہونے لگیں گئے عرض کہ آپ کامِ کام نمایاں اثر پیدا کر لیگا۔ لوگوں کو آپ کی قوت کا اندازہ ہو جائیگا اور وہ آپ کی مرضی پر چلنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے۔ صاحبِ قوت ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے لوگوں کی زندگی کا آپ کو مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح بنی نوعِ انسان کے دماغ اور خیالات پر اپنا نقش بٹھاتے ہیں۔ شاید آپ کا بھی ایسے لوگوں سے سابقہ پڑے اور اس قوت کے احساس سے آپ کا چہرہ تنہا اٹھے اور کاموں میں سرگرمی پیدا ہو جائے۔

ایسی قوت جس سے قوتِ خود اختیاری پر قدرت حاصل ہو سکے ایسی قوت کے لئے آپ اور ہم جدوجہد کرتے ہیں ایسی قوت کے ہم مثلاًشی نہیں ہیں جو بہاؤ میں بہہ جائے یا ریختان میں

جذب ہو جائے۔

ہم ایسی قوت کے متلاشی ہیں جس کو قوتِ برق کہہ سکتے ہیں۔ جو انجنوں میں گونجتی ہے۔ پھیٹے کو گھماتی ہے۔ جس سے برقی رو پیدا ہوتی ہے۔ ایسی قوت جو بحر و بر اور باد و باران کو قبضہ میں لیتے یعنی عظیم الشان قوت۔

اخذنیار نفس سے ایسی قوت پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر اس کے یہ معنی ہوئے کہ پہلے ہی سے خود اعتمادی آپ میں

موجود ہے۔

کوئی کام تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک آپ میں اس کے مکمل کرنے کا اعتماد پیدا نہ ہو۔ اگر آپ بے توجہی یا بددلی سے کام کریں گے تو کیسی صورت میں بھی کام بہترین طریقہ پر تکمیل نہیں پاسکیگا۔ آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ سچ "مشکل ز توجہ من آسان" اس سے واضح ہو گا کہ کچھ خوبیاں آپ میں موجود ہیں۔ یعنی آپ میں فضیلت اور خوبی کا غنیمت نہاں ہے۔ پھر آپ بلند ی پر جانے کا عزم کریں بے جھجک آگے بڑھیں۔ بلند و اعلیٰ مرتبہ پر پہنچیں۔

ذمہ داری و سنجیدگی سے کام لیجئے۔ اتفاق سے کوئی قابلِ قدر کام بن نہیں سکے گا۔

ذاتی علم نہایت ضروری ہے۔ علم قوتِ روح ہے۔ بغیر اس کے ہم کوئی نمایاں نثرہ حال کر نہیں سکتے۔ اپنی قوتوں کا جائزہ لیجئے اپنے

آپ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے جو خیال پیدا ہو اس کو حتی المقدور جانچئے کہ ہم کس لئے اور کیوں ایسا کر رہے ہیں۔

اپنے اچھے اور بُرے مقاصد کو معلوم کر لیجئے اور زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھائیے، اور اپنے آپ کو حد و وجہ موثر بنانے کی کوشش کیجئے۔
وقت کو ضائع ہونے نہ دیجئے یا در کھئے وقت چوں سف میگرزد۔
یہی ایک اچھا دستور ہے۔

جس سے بصیرت یعنی پرکھ پیدا ہوگی، آپ سمجھ جائیں گے۔ کس طرح ہماری کلیں کام کر رہی ہیں اور کس وقت کیا کام انجام دینا چاہئے۔
اس انداز سے کہ بعد اگر آپ نے اپنے وقت کی اچھی تنظیم کی تو نتیجہ بھی اچھا نکلے گا۔ (ع)

”نتیجہ کیونکر اچھا ہو، نہ موجب تک عمل اچھا۔“

اس اندرونی علم سے قوت کی تمیز پیدا ہوگی۔
اور کلوں کو چالو کرنے پر آپ بجا طور پر خضر کر سکیں گے۔
اور پھر مہر تن اس طرف متوجہ ہو جائیں گے۔
بہت ہی جلد اس پر قابو حاصل کر لیں گے۔

ذاتی عزت، علم ضبط نفس (بقول ایک عیب داں شاعر) ان تینوں اوصاف کے بدولت انسان کو اعلیٰ اور حاکمانہ قوت حاصل ہوتی ہے۔

اچھی زندگی کا انحصار اس پر ہے۔

بغیر اس کے انسانی قوت بیکار ہے۔
 ورنہ تباہی اور بربادی پھیل جائے گی۔ اور تم خود بھی پامال ہو جاؤ
 گے اور انسانی قوت پر پانی پھر جائے گا۔
 جس کی وجہ سے دنیا کی ہر چیز درپے انتقام ہو جائے گی۔

جوہر مخفی

کیا آپ اپنے ہم عصروں سے سبقت لیجانا چاہتے ہیں؟ اور
 با اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں؟ آخر کیوں نہیں! ہزاروں انسانوں
 ابتدائی زندگی نہایت نامساعد حالات میں گزری ہے باوجود
 سکے انھوں نے ترقی کی ہے جیسے کہ بعض بڑے کاروباری لوگ موجود
 ہیں مثلاً مارشل فیلڈ اور جان وانا میکر نے غیر معمولی ترقی کی ان میں
 سے بیشتر آدمی کثیر سرمایہ کے مالک نہ تھے۔ اور نہ کسی مشہور و معروف
 درسہ یا کالج کے تعلیم یافتہ۔ مگر ان کو خود جدوجہد کے عروج حاصل
 رہا پڑا۔ ہر چیز ان کی محنت و لطف کے لئے موجود تھی۔ مگر انھوں نے ہنگامہ
 واقع سے فائدہ اٹھا کر نظم و ضبط قائم کر کے زخم کھا کر حالات پر
 ابویا ہی لیا۔

ان سب کا مقولہ ہے کہ ایسا ہونا ہی چاہئے تھا۔

جوہر ان میں موجود تھا۔

جب تک کہ یہ جوہر بیکتا ہم میں نہ ہو۔ ہم اپنی زندگی میں کوئی ارفع
 ملی کام کر نہیں سکتے۔

اس کو ہم شخصیت، قوتِ تسخیر، یا مقناطیسی قوت یا جودل چکا

کہیں کسی چیز کو قابو میں لانا زیادہ تر اسی اندرونی قوت پر منحصر ہے جس کی بدولت ہر مرد اور عورت کے لئے ترقی ممکن ہے۔ یہاں مذہنی طاقت نہایت آب و تاب سے بھرک رہی ہے۔ اور ہر خیال۔ اور ہر بیان اور ہر کام میں جلوہ گر ہے۔ کرتا دھرتا ہمیشہ اُس کو روشن اور مشتعل رکھنے کے لئے سخت محنت شاقہ اٹھاتا ہے۔

اُس نے یہ گر بڑی دقت سے معلوم کیا ہے۔ اس کو ذاتی اعتماد حاصل ہے اور اس یقین سے کوئی چیز اسے ہٹا نہیں سکتی اس میں بے نظیر بہت و جرات موجود ہے جو خوف و خطر سے بڑی ہے۔ وہ اپنی قوت کی خوب شہیر کرتا ہے۔ اور اپنی اندرونی قوت کے جوش کو خوب بھرکا رہتا ہے۔

چاہے جو کچھ ہو جائے وہ اپنے کئے پر نازاں ہے۔

ہم سب میں یہ قوت موجود ہے۔

ہم اس لئے ناکام رہتے ہیں کہ اس کے لئے کوشاں نہیں ہونے حقیقت سے آنکھ بند کر لی ہے۔

یا بلا وجہ ناواہبی طور پر دہشت زدہ ہیں۔

یا برقی بن دبانے کے لئے جھبش کرنا نہیں چاہتے۔

ہوتا یہ ہے کہ حقیقی انسانوں پر ہماری نظر انتخاب نہیں پڑتی حتیٰ

کہ ہمارے لئے ہم خود غیر مرئی ہیں۔ اپنے آپ سے ناواقف ہیں ہم شخص

غائب سے مخاطب ہیں۔ گولٹپی۔ شیروانی۔ گلوبند۔ پوشاک دنیا کے دیکھنے

کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ مگر وہ آدمی اس تصویر میں موجود نہیں ہے
 کیا یہ انوکھی بات نہیں ہے؟
 آئینہ میں اپنا منہ تو دیکھو اکثر ہم خود اپنے آپ کو پہچان نہیں سکتے
 ”آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا“
 یہ ہمارا فرض عین ہونا چاہئے کہ خصوصیت یا ذاتی جوہر کو آشکارا
 کر دکھائیں۔

اس کے بعد حقیقت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں۔
 کام کی خصوصیت ہی ہم کو اپنی سے بچال کر اعلیٰ مرتبہ اور باہم فلک پر
 پہنچاتی ہے۔
 کام کی خصوصیت ایک ایسی قوت ہے جو بلند مرتبہ پر چڑھاتی ہے جیسے
 کوئی ہو ا باز۔

جب تک یہ قوت خفتہ رہے گی، آنکھوں سے اوجھل رہے گی۔ بے معنی
 رہے گی۔ اس وقت تک کوئی بڑا کام خواب و خیال میں بھی بن نہ پڑے گا۔
 نہایت تیزی سے چٹوں کو مکھول دو قوت کو ابھارو۔ بڑے سے بڑا
 کام کرنے کا حکم دو۔ ان کو بیداری کا خواب مت بناؤ۔

”ہر برٹ کین“ نے اسی خیال کو اپنی کتاب کے درمیان حصہ میں
 یوں ظاہر کیا ہے کہ شخصیت وہی حیثیت رکھتی ہے جو کاروبار (تجارت)
 میں محفوظ سرمایہ“

یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کوئی کاروبار عہدگی سے چل رہا ہے جب تک

اس کے کارپرداز خود چلتے پھرتے کاروباری نہ بن جائیں۔ جملہ کاروبار کا بھی یہی حال ہے۔ خاص کر ایسا کاروبار جو کسی غایت و غرض پر مبنی ہو۔ وہاں خالص منافع حاصل نہ ہو گا جہاں شخصیت کاروبار کو تراب کر دے۔ یہ ایک قسم کا بارِ قرضہ ہے اور سراسر نقصان۔ "کیمن" کا مقولہ ہے کہ شخصیت ایک ایسا نقش ہے جو دوسروں کے دلوں پر عکس ہو جاتا ہے جس سے لوگ ہمارے نسبت کیا خیال رکھتے ہیں ہم کس طرح دوسروں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اور ان کی نظروں میں ہم کیا ہیں اس کا پتہ ہمیں چل جاتا ہے۔ اور اس سے ہمارا کام بن جاتا ہے۔

اس سے ہم اپنے حلقہٴ احباب کو وسیع کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہر گھر کے دروازے ہمارے لئے کھل جاتے ہیں اور ترقی کے لئے ایک ہموار اور سیدھی شاہراہ نکل آتی ہے۔

اس کے ذریعے ہم سربہ فلک پہاڑوں کی پوائنٹ کر سکتے ہیں۔ ہفت اخوان رستم ہمارے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر ہم اس طلسمی شخصیت کے مالک بن جائیں۔ لوگوں کو دوست بنا لینا ایک ٹہر ہے۔ احباب سے کس طرح کام لینا چاہئے۔ یہ ایک فن ہے بغیر اسکے انسان ایک بے جان مردہ اور غیر موثر ہے جس کو یہ کرتب حاصل ہو جائے تو وہ زندگی کو پُر لطیف گزار سکتا ہے۔ اور اس کی قوت میں ن بدن اضافہ ہو سکتا ہے۔ وہ خود قوت مجسم بن جاتا ہے جس کو وہ آگے بڑھاتی ہے۔ آگے چلاتی ہے۔ اور وہ ایک غیر معمولی جدت پیدا کر بیٹولا

خاص مرد میدان بن جاتا ہے۔

وہ زندگی کی سرد دھری کو دور کر دیتا ہے۔

وہ کبھی افسردہ خاطر نہیں ہوتا۔

اس کو کبر سنی کبھی نہیں ستاتی۔

وہ ہمیشہ اپنے فیکرۂ علوم کو بڑھاتا ہے۔ اور مزید معلومات

حاصل کرے میں ہمیشہ سرگرم رہتا ہے۔

وہ کبھی تجل یا بے دل نہیں ہوتا۔

اس کی زندگی اچھے لوگوں کے ساتھ بغیر فاسد خیالات اور توہمات

کے بسر ہوتی ہے۔

لوگوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات پیدا کرنا اس کی زندگی کی لذت

کو دوبالا کر دیتا ہے۔

اور اُن کے ساتھ اس وجہ سے میل جول رکھتا ہے کہ اُن سے

حسب مرضی کام لے سکے۔

اور اسی وجہ سے وہ ہر جگہ کامیاب رہتا ہے۔

شخصیت و کامرانی

”گرین ول کلیئر“ کی کتاب جس نے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو راحت و مسرت اور آسودہ حالی سے بدل دیا ہے جس کا نام ”ہاؤسکیڈن لائف“ ہے اس میں اندرونی و بیرونی حصال پر جو تبصرہ کیا گیا ہے وہ کوئی طویل یا اکتا دینے والا وعظ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی اوقیٰ مضمون ہے اس میں کلیئر نے محنت اور وقت صرف کر کے جو کچھ حال کیا تھا اس کا انتخاب پیش کیا ہے اور یہ اس کی پوری زندگی کا پتھر ہے۔ اس وجہ سے جو کچھ وہ کہتا ہے قدر و قیمت رکھتا ہے۔ یہ ایک بھلے آدمی کی کتاب ہے۔ اور اس میں ایک نہایت عظیم الشان شخص کے خوبیاں موجود ہیں جس نے درجہ اول کا اعزاز انسانی زندگی کے مکتب سے حاصل کیا ہے۔ ”کلیئر“ کا کہنا ہے اکثر ہم شش تنج سے کام لیا کرتے ہیں۔ اور جب ہم بالکل بچے بے حد پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر مڑنا گلنا شروع ہو کر گھٹن لگ جاتا ہے۔

نقد منافع زائد نہیں ہے۔ جسے کثیر ہونا چاہئے۔
یہ سب کچھ ہم میں موجود ہے۔ ہم اب جو کچھ بیان کر رہے ہیں اس سے

بہت بڑھیا کام کرنا چاہئے۔

کلینز کا بیان ہے کہ جب تک ہم آنکھیں بند کر کے بربادی اور فضول خرچی کو جائز رکھیں ہیں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اور اس بربادی کی ہم کو جانچ کرنی چاہئے۔ جو قوت ایک سرے پر کام کرنی ہو وہ مساوی طور پر من حیث الت ترکیب دوسرے سرے پر مفید کام کر نہیں سکتی۔ بوند بوند دھار بن کر رہ جاتی ہے۔ اور سینا ناسی لازمی ہے۔

جب تک ہم اس موضوع پر توجہ نہ کریں گے اس وقت تک لازماً ہم کو نقصان اٹھانا ہی پڑے گا۔

”کلینز“ ہر الو العزم شخص کو یہ نصیحت کرتا ہے کہ اس فضول خرچی سے بچنے کے لئے جہاں تک ہو سکے اس کو گھٹا کر کم کر دینا چاہئے۔ جس کے ہم متفق ہیں وہ ہم کو مل ہی جاتا ہے۔ حق بحق داریاں۔

اور یہ بھی کلینز کا ذاتی تجربہ ہے۔

پھر کس لئے آپ کا بیانی کے سستی بننے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کرتے۔

یہ بالکل آپ کے ہاتھ میں اور آپ کی ذات سے مخصوص ہے اس پر آپ کو بد قدرت بھی حاصل ہے۔ اسی کا مقولہ ہے کہ طرز گفتگو سے انسان بچا جاتا ہے۔

ہم اتنی ہی صداقت سے کہہ سکتے ہیں کہ کامیابی سے انسان کی شناخت ہو سکتی ہے۔

کامیابی کو اپنا مقصد بناؤ۔ اسی پر نظر رکھو، مستحی بنو۔ اور قطعی طور پر یہ طے کر لو کہ سوائے کامیابی کے اور کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ کامیابی یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ جو شخصیت کا جوہر ہے۔

✓ حقیقی شخصیت وہ ہے کہ جو کام ہاتھ میں لیا جائے وہ پورا ہو کر رہے۔

ایسی شخصیت حاصل کرنے کی طاقت اور قوت آپ میں موجود ہے۔ اپنی ذات پر بھروسہ رکھو۔

خود اعتمادی اُدھی لڑائی جیتنے کے برابر ہے۔

کلینز کہتا ہے کہ خود آموزی ایک بہت بڑی تقویت ہے اپنی حرکات و سکنات پر نظر رکھو۔

ایک کانڈ کے پرزہ پر اپنی غلطیوں، کوتاہیوں، اور عیبوں کو قلمبند کر لیا کرو۔ وقت کس طرح گزر رہا ہے۔ اس کا حساب رکھو۔ اور جو کام ہاتھ میں لیا جائے اس کو نہایت استواری اور عرق ریزی سے پورا کرو۔

بقول کلینز۔ کامیاب شخصیت کی نشانی وقت کی پابندی، مستعدی، انکساری، کفایت شعاری ہے جو انسان کو فی عظیم الشان کام کرنا چاہتا ہے وہ وقت کی قیمت سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ وہ قوت کو کھو نہیں سکتا

وہ اس کا استعمال نہایت سنجیدگی غور و فکر سے کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس کا کام بروقت انجام پاتا ہے۔ مگر وہ وقت کو برباد کر دے (جس طرح فراش ردی کو جلا دیتا ہے) تو اس سے کوئی مستحسن کام بن نہیں پڑیگا۔

اس وجہ سے وہ اپنے دن کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے ایک پر دگر ام بنا لیتا ہے۔ کئی کام اس کے ہاتھ میں ہیں جن کو وہ نہایت سرگرمی سے انجام دیتا ہے۔ وہ نہ توجیلے بہانے تراشتا۔ اور نہ اسکو آئندہ کے لئے رکھ چھوڑتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تضييع اوقات کرنا لوگوں کا کام کبھی مکمل نہیں ہوتا۔

بڑے آدمیوں کی تمام زندگی علم حاصل کرنے میں گزرتی ہے۔ اس وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ پر فائز نہیں۔ اُن کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اور بہت کچھ جانتا باقی ہے۔

منکس کہ بداند و بداند کہ نداند

منہجر اس طرب خویش بگردوں بکہاند

وہ ہر ایک سے اور کسی جگہ بھی اپنے معلومات میں اضافہ کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اسی لئے وہ بہت خلیق اور متواضع ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ الگ رہنے سے پہلو بچانے سے دور باش کہنے سے بے انتہائی اور نفرت کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جو اپنے ہم نشینوں سے ایک دو باتیں زیادہ نہ جانتا

ہو جو شخص کچھ بننا چاہتا ہو اسے پہلے شائستہ اور باادب بننا اور علم کو شائستگی سے حاصل کرنا چاہئے۔ اس کے لئے لمبائی سے زیادہ اور کچھ کرنا نہیں پڑتا۔ اور اس سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہو سکتی۔
 حوصلہ مند شخص مضبوط ارادے کا مالک ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اور کس لئے؟ وہ اپنے ہمارے امیر البحر ہے۔ خرابے پر لد جانے کا موقع نہیں ہے۔ اس کے ہر فیصلے پر اقتدار حاصل ہے۔ وہ خود مختار ہے۔ اور اس کو اپنی ذات پر قابو حاصل ہے۔
 یہ علامت کفایت شعاری کی ہے۔

وہ اپنی زندگی کا نقشہ مرتب کرتا ہے۔ برابری کو خارج کر دیتا ہے جہاز کے دیدبان پر کھڑا ہو کر۔ دوڑ تک نظر ڈال کر بحر سبز ایاں کو دیکھ رہا ہے۔ یہ ایک مضبوط سفینہ ہے۔ دولت اس کو محفوظ رکھ سکتی ہے جو انسان یہ جانتا ہے کہ وہ دولت اور وقت کو برباد کر رہا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو خود اس کی حفاظت کرنا چاہئے کفایت شعاری ایک خارجی نشان ہے۔ باطنی توفیق الہی کا جس کی بدولت بڑی برکت اور یقینی کامرانی نصیب ہوتی ہے۔

دوسرا باب

شعوری شخصیت

شعوری شخصیت

ہمارا ذہن ایک لڑکار ہے۔ ہم کو ٹھیکہ دار بن کر
 کرنا جو اہم اور وقیع ہو اس یاد رکھنا چاہئے۔ اور شعوری و
 خفیہ ہو اس کو ذہن سے نکال دینا چاہئے۔ جذبات کو
 اس قدر اچھا کرنا چاہئے جس کی بدولت ہم مستعد بن کر نمایاں
 کارگزاری بتلا سکیں۔ اور جو تکلیف وہاں ناکارہ ہو اس کو
 دور کر سکیں۔ رات کو آرام سے میٹھی نیند سونا اور دن اچھے
 خیالات میں گزارنا چاہئے۔ ہم کو تکراری سوالات کا
 بلا تعصب یا بلا کسی اثر کے انصاف سے تصفیہ کرنا چاہئے
 غیر معقول جذبات سے متاثر نہ ہونا چاہئے۔ اور ایسی
 اخلاقی فطرت پیدا کرنی چاہئے جس سے اپنا چال چلن اچھا
 ہو جائے۔ اور دوسرے اس سے مستفید ہو سکیں۔

”رابرٹ تھولس“

از

دی کنٹرول آف دی مائنڈ

نظری اور عملی مہارت

روزانہ ہمیں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے جو مختلف چیزوں کو مخلوط اور گڈ بگڈ کر دیتے ہیں۔ اس وقت وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس سے بہتر کام کر نہیں سکتے۔ اور نہ دوسرا کوئی طریقہ اس کام کو سہرا انجام دینے کا ان کو معلوم ہے۔ مگر جب کام ختم ہو جاتا ہے یا جو نشانیاں باقی رہ جاتی ہیں جو ان کی توقع کے بالکل خلاف ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہیں۔

مگر آخر میں ان کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جس حیرت انگیز طریقہ پر انھوں نے کام کیا جن جذبات اور خیالات کے تحت وہ برائی ہوئے وہ خلاف موقع تھا۔

افسوس ناک طریقہ پر نادانی کی وجہ سے وہ خود اس ہنگامہ کے بانی قرار پاتے ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے فطرت انسانی سے انکی لاعلمی کا۔ جو لوگ اس دنیا میں اپنے لئے راستہ پیدا کرنا چاہتے ہیں انھیں ٹھوکریں کھانا ناگزیر ہے۔ - مع - گرتے ہیں شہسوار میدان جنگ میں جس طرح ان کی عمر بڑھتی جاتی ہے ان کو یہ اچھی طرح محسوس ہونے لگتا ہے کہ عالم خارجی کو محض ایک سوراخ سے جھانکنا نہیں چاہیے

بلکہ دروازہ کے پٹوں کو بالکل کھول کر مضبوط قدموں سے پر شور شاہراہ پر گامزن ہونا چاہئے۔ اور جس قدر ہو سکے زیادہ آدمیوں سے واقفیت حاصل کرنی اور دلچسپی کے ساتھ میل جول پیدا کرنا اور انسانی دماغ کس طرح کام کر رہا ہے معلوم کرنا چاہئے۔

اس قسم کا علم، قوت پیدا کرتا ہے۔

اور اس کے ذریعے تقریباً سب کچھ ہو سکتا ہے۔

آپ خود مختار ہیں اور اپنے گرد و پیش کو مطیع کر سکتے ہیں۔ کوئی چیز آپ کی راہ میں حائل ہو سکتی اور نہ آپ کو روک سکتی ہے۔ آپ سیلاب کی طرح آہستہ آہستہ بہہ نکلیں گے۔ اور نامعلوم بہاؤ اور مخالف دھاروں سے واقف ہو جاؤ گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ اب زندگی بسر کرنا آپ نے سیکھ لیا ہے۔

یہی راز زندگی ہے۔ اسی کو تجربہ عقل یا پختہ کاری کہا جاسکتا ہے۔

جس طرح زندگی کے نشیب و فراز آپ کے لئے ضروری ہیں اسی

طرح سب کے لئے بھی۔ ہم جب چاہیں دوکان بند نہیں کر سکتے۔ اور نہ

جہالت سے ایسی فاش غلطی کرنا ہمارے لئے مناسب ہو سکتا ہے۔

چاہے کسی قیمت پر ہو علم پر فتح پانا چاہئے یہی قوت ہے۔

مجھ سے یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ خودی کو دور کر دو۔ اپنے

مفاد کو بھول جاؤ۔ میں۔ میں کہ چھوڑ دو۔ اور شطرنج کے شاہ ہو۔ یہ

خیال ترک کر دو۔

حقیقت میں آپ ایک ذرہ بے مقدار اور وسطی نقطہ پر گھوم رہے
 دماغ میں جو کچھ گزرے اس پر خیال مت کرو اصل میں قضیہ یہی
 اور یہی جھگڑے کی جڑ ہے۔

حقیقت میں اس کو اہمیت حاصل ہے مگر یہ آپ کے ذہن سے
 خارج ہے۔

کیا دکھائی دیر ہا ہے۔ اور حقیقت کیا ہے۔ اس اطلاق پر
 کو عبور نہیں کیا جاسکتا۔ دماغ آپ کو علوم کرانے کی کوشش کرتا ہے
 مگر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ زبان حال سے کہتا ہے (ع)
 سمجھ جاتا ہوں لیکن سمجھ سے سمجھایا نہیں جاتا۔

ہم مڑا کب ہیں خطا و نسیان سے اس لئے ہم سے ہمیشہ خطائیں
 ہوتی رہتی ہیں۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔
 وسیع النظر بنو۔

خوش دلی جہاں تک ہو سکے پیدا کرو۔ ہر چیز کو واضح طور پر دیکھ
 کی کوشش کرو جیسی کہ وہ ہے۔

مٹلسل میل جول پیدا کرتے جاؤ۔ اور جس قدر ممکن ہو سکے بہت
 سے آدمیوں سے تبادلہ خیالات کرتے رہو۔ ہیراں خیز ناول جس میں زندگی
 کی چمک پھل درج ہو اس کے ہر لفظ، ہر سطر اور ہر ورق کو پڑھو اور پوری گواہی
 اور توجہ سے لیا کرو یہ آپ کے ادیبانہ لٹریچر کے لئے ضروری ہے کہ گزشتہ
 اور حالیہ واقعات سے واقفیت حاصل کریں۔

ہر قسم کے لوگوں سے ربط و ضبط قائم کر دے۔ خواہ وہ والد ہوں یا غریب
ان ہوں یا عمر رسیدہ۔ چالاک ہوں یا سست۔ صاف دل ہوں
است باز۔ مگر ضرورت سے زیادہ راست باز لوگوں سے احتراز کرو۔
کچھ وہ نقاب پوش ہوتے ہیں۔ ہم سب کی یہی حالت ہے
نقاب اتار دو اور ان کی اصلی شکل دیکھ لو۔

بعض لوگوں نے اپنی آپ بیتی لکھی ہے۔ ان کتابوں
کا ہر حرف زندہ جاوید ہے جہاں تک ممکن ہو ان کتابوں
کو نور سے چھو۔ ان کی زندگی کے چھپے ہوئے راز حل کرو۔ عبارت بھی
بعض وقت پردہ پوش ہوتی ہے۔ اس کا گھونگٹ الٹ دو اور زندگی
لو بے نقاب دیکھو۔ اور جس راز کو انھوں نے چھپا یا ہے اس کو معلوم
رنے کی کوشش کرو۔

مرد ہو یا عورت اپنی زندگی کا جو پہلو اچھا ہوتا ہے اسی سے مستفید
ہونے کے لئے اپنی ظاہری حالت کی ناکشی تصویر پر ہمیشہ نظر رکھتے ہیں
جیسا کہ ہم نے کہا، وقوع واقعہ سے پہلے ہی ان کی نظر اس پر پڑ جاتی ہے
وہ خواہ مخواہ سمجھ لیتے ہیں، وقوع سے پہلے ہی ان کو علم ہو جاتا ہے۔
وہ موجودہ اور آئندہ کے واقعات پر غور و خوض کر لیتے ہیں۔

اور شاید یہی عظیم الشان کامیابی کا راز ہے۔
چوٹی کا دماغ آئندہ آنے والے واقعات کے نقش پا کا پتہ چلا
ی لیتا ہے۔

ہم کو ایسا عالی خیال دماغ پیدا کرنا چاہئے۔ اسی لئے تو کہ ہے کہ مع مرد آخر میں مبارک بندہ ایست۔

ایک اصول بنالو۔ ہر روز مقررہ وقت پر تمام دن کے واقعات غور کر لیا کرو۔ اپنے آپ سے دریافت کرو کہ ہم نے آج کیا سیکھا ہم سے کیا کیا خطائیں سرزد ہوئیں۔ اور ہم کو دراصل کیا کرنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد کل کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کہ کیا ہونیوالا ہے اور جو سب سے بہتر کام ہوا اپنے لئے تجویز کر لو۔

قوت خیال

بامِ عروج تک پہنچنے کے لئے دماغ سے کام لینے کی ضرورت ہے
تقدیر کا رونا کسی طرح بھی ٹھیک نہیں ہے۔
تقدیر کا وجود ہے اور ضرور ہے۔ بہت سی چیزیں آپ کے اختیار
سے باہر ہیں جن کے لئے آپ مجبور ہیں۔ ممکن ہے کہ وہی آپ کے راستہ
سے مزا اُسم ہوں۔

آپ ایک بڑے موقع کے منتظر ہیں کہ کوئی زرین موقع ہاتھ آئے
اور آپ فائدہ اٹھائیں۔

خوش نصیبی اور بد نصیبی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر آپ اپنے
آپ کو بد نصیب سمجھنے لگیں تو واقعی بن جائیں گے۔ اور اگر خوش نصیب
خیال کرنے لگیں تو یقیناً خوش نصیب بن کے رہیں گے۔

بادِ مخالف کی پروا نہ کیجئے۔ سیلاب جہاں ہے وہیں رہنے دیجئے
مزرہ تو جب ہے تیز ہوا چاہے جس طرف چلے اس کو بروک
دیا جائے۔

اُس کا دار و مدار بند نہ سنجی پر ہے۔ آپ کہیں گے کہ ایسی خوبی اس
میں ضرور ہے جس قدر یہ تیز ہوگی اسی قدر نفع زیادہ ملیگا۔ اسی کی
بدولت لوگوں نے بامِ عروج پر جگہ پائی ہے۔ اس کا تعلق دماغ

کے اسی خاکستری مادہ سے ہے جو ذہن کے نام سے موسوم ہے۔

آپ اپنے ذہن سے کیا کام لے رہے ہیں؟

آپ کو محسوس ہوگا کہ کچھ نہیں کیونکہ وہ ناقابلِ ذکر ہے۔

مگر ویسا سب کے لئے نہیں ہے۔ گو ہر شخص ذہن لے کر پیدا ہوتا ہے۔ مگر ہر شخص اس کو ترقی نہیں دے سکتا۔ اس کو اجاگر کس طرح کرنا ہے۔ آپ کو سیکھنا چاہئے۔ ذہن کی تیزمی کو برقرار رکھو۔ اس کو طبیعتِ ثانیہ بناؤ۔ اس سے مشغلِ زندگی کا کام لو۔ مختصر یہ کہ آپ کو ذہن کی اچھی طرح تربیت کرنی چاہئے۔

یاد رکھئے کہ ذہن کو ہمیشہ مصروف رکھنا بہت مشکل، مگر کند ذہن اور کندہ ناتراش بننا نہایت آسان ہے۔

بغیر ذہن کے بھی آپ زندگی گزار سکتے ہیں اور لاکھوں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر اس سے الگ ہو کر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے آپ کو غیر معمولی طور سے قوتِ ادراک پر قابو حاصل کرنا پڑے گا۔

دماغ کو ہمیشہ حرکت دیتے رہو اور مصروف رکھو۔

قابلیت بڑھانے اور علمیت حاصل کرنے میں جلدی کرو۔ جو کچھ پیش آئے اس کو نوٹ کرتے جاؤ۔ یہ معلوم کر کے غالباً آپ کو تعجب ہوگا کہ بڑے سے بڑے آدمی چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ کوشش کیجئے کہ قوتِ مدبرکہ ہمیشہ بیدار حسیّت اور تیز رہے۔ اور یہی

ابتدا ہے اثر آفریں قابلیت کی۔

جس شخص کو اپنے آنکھ اور کان پر قابو نہ ہو اس کو کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ جس قدر معلومات حاصل ہوں اُن سے نتیجہ اخذ کیا کر ویسی کامیابی کا راز ہے۔

ہر حقیقت کو پہلے علیحدہ جابج لو پھر ان سب کو ایک جگہ کر کے ایک ایک کڑی ملائے جاؤ۔ یہ یاد رہے کہ ہم بغیر اس زنجیر کو مسلسل بنائے کوئی کام کامیابی سے نہیں کر سکتے۔

پہلے اپنا مقصد معین اور مقرر کر لو اور ایک نصب العین بنا کر کام شروع کرو۔

اس طریقہ سے ہم بہت جلد خیال قائم کر سکتے ہیں۔

نئے خیالات پیدا ہونیکا یہی ایک طریقہ ہے۔

یہ درست ہے کہ تعجیل کا رُشیا طیں بود۔

اس سے ہم کو اتفاق ہے۔

مگر وقت مقررہ پر تربیت یافتہ ذہن کام کو بجلت ممکنہ انجام دے کر زیادہ منافع حاصل کرتا ہے۔ اور مجموعی طور پر اس کی قدر و قیمت ہوتی ہے۔

جلدی اور تیزی سے ہر بات کے نتیجے پر پہنچنے کو اپنا نصب العین

بناؤ ۛ

روشنی کی کرن

جو کام بھی آپ کرنے لگیں اُس میں کھو جائیے تن من سے اسی میں اور صرف اسی میں مہمک ہو جائیے۔ اس طریقے سے نہ صرف آپ ہر کام میں کامیاب ہوں گے بلکہ جب اسی طرح کرنے کی عادت آپ کو پڑ جائے گی تو آپ اُس سے لطف اندوز ہونے لگیں گے اور یہ کام آپ کو تفریح کا مزاد بنے گا۔

مثلاً آپ کے خیالات اگر منتشر ہوں تو آپ کوئی کام بھی انجام نہ دے سکیں گے۔ چاہے وہ کھیل ہی کیوں نہ ہو۔ آپ سے اچھی طرح کھیلنا ہی نہیں جائے گا۔ اور نہ آپ اس سے لطف اٹھا سکیں گے۔ پر گندہ دماغی میں کسی کام کو کرنا وقت کو برباد کرنا ہے اگر آپ پر گندہ دماغی اور منتشر خیالات لے کر کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کی حالت بالکل اس شخص کے جیسی ہے جو راستہ سے واقف نہیں مگر چلے جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں آپ کا وقت برباد ہوتا ہے۔ (شعر) ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی

کیں کہ تو میری بہ ترکستان است

آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس کے سمجھنے میں آپ کو وقت

محسوس ہو رہی ہے۔ آپ نتیجہ کو جلد اخذ نہیں کر سکتے۔ آپ یاد نہیں رکھ سکتے، آپ کا حاکم کہہ گا کہ آپ نا اہل ہیں اور آپ کے دوستوں کو بھی شکایت رہے گی۔ کہ آپ انکی خاطر مدارات خاطر خواہ نہیں کرتے۔ جب آپ کو کسی کام سے حقیقی دلچسپی ہے اور آپ اسے دلجمعی سے کئے جاتے ہیں تو آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ آدھے وقت میں تکمیل پا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ کام آپ کو پریشان و حیران نہیں کرتا بلکہ آپ بغیر اکتائے کام کئے جاتے ہیں۔ آپ کبھی اسکی تفصیلات کو نہیں بھول سکتے اور ایک زمانہ کے بعد بھی اس کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ آپ کے ذہن میں اتر جاتا ہے۔

آپ نے غور کیا کہ باخبر رہنا کس قدر ضروری اور کارآمد ہے۔ منتشر خیال ایک تکلیف دہ چیز اور ایک بری عادت ہے۔ جس قدر جلد آپ اس سے چھپا چھڑائیں گے اس قدر نفع میں ملے گی۔ وقت واحد میں ایک ہی خیال جائز نہیں ہو، اس کی انتہائی کوشش کرو اور اس پر پوری توجہ صرف کرو۔ پورے دماغ سے ایک ہی کام کو نمٹنے کی کوشش کرو۔

جس سے آپ بتلا سکیں کہ آپ ایک اچھا دماغ رکھتے ہیں اور اُس سے کام بھی لے سکتے ہیں۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لیجئے کہ ایک ہی خیال قائم رکھنا کیا ہے؟

شائد آپ اس خیال میں مبتلا ہوں کہ بوقت واحد اپنے دماغ

میں مخصوص طور پر ایک ہی چیز کا خیال ہونا چاہئے۔
 فرض کیجئے کہ آپ کے ذہن میں ایک گرسی ہے۔ آپ یہ خیال
 کر نیگے کہ اب اس کے سوا دوسرا کوئی خیال ذہن میں نہیں آنا چاہئے۔
 یہ بالکل اس سچے کا حال ہو گا جو گھنٹوں کے بل رنگتے رنگتے
 پہلے پہل چلنے لگتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اب ایک قدم کے آگے
 دوسرا قدم رکھنے کے سوا اور کوئی خیال دل میں نہ لانا چاہئے فطرتی
 طور پر وہ بہت دور جا نہیں سکتا۔ چلنے کے معنی کچھ اس سے زیادہ
 کے ہیں یعنی ایک ہی وقت میں جسم کا توازن قائم رکھ کر قدم اٹھانا
 پڑتا ہے۔

بہت متن متوجہ ہو جانے کے معنی ہوئے کہ دماغ کو دوسرے خیالات
 سے خالی رکھ کر صرف ایک ہی خیال کو وہاں کام کرتا ہوا چھوڑ دیا جا
 اس قسم کا خیال نہ صرف کند ذہن بنا دیگا بلکہ دماغ کو تھکا
 بھی دیگا۔ اس سے جس قدر منفصت ہونی چاہئے نہیں ہوگی جیسی
 کہ دماغ کے صحیح استعمال کی صورت میں ہوتی۔

”بہت تنہا توجہ“ کے یہ معنی ہیں کہ ہر طرف خیال دوڑتا رہے یعنی
 اپنے کام کی ہر سمت آپ کی نظر ہے اور آپ اس کے ہر چھوٹے سے
 چھوٹے پہلو پر غور کر رہے ہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ آپ اپنے راستے پر گامزن میں پکارا ستہ
 ہڑاپر بیچ ہے۔ راستہ میں ہزاروں دوراہے اور سینکڑوں چوراہے

اور کروڑوں جوڑ توڑیں۔ مگر آپ کے دماغ میں اپنے جانے کے سیدھے راستے اور ہر موڑ کا تصور مضبوط ہے۔

گویا آپ کا دماغ سنگم کی وسعت پر کام کر رہا ہے۔ مگر ساتھ ہی ساتھ جو راستے وہاں سے گزر رہے ہیں اس پر بھی آپ کی نظر ہے۔ آپ اگر کسی چیز کے خیال میں مصروف ہیں اور جس قدر خیالات اس کے متعلق دوڑائے جاسکتے ہیں اس پر مسلسل غور کیا جا رہا ہے تو ایسی توجہ قابل تعریف ہے۔

اس طریقے سے آپ اپنے موضوع یا مقصود کے اندرونی و بیرونی حالات کو بخوبی سمجھ سکیں گے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دراصل ہم کو ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ ہر چیز پر پوری روشنی ڈالنے اور ہر بات اسی تہہ کو پہنچنے والے کی خواہش کر رہا ہے۔

ایسا شخص جو اس طریقہ تفکر اور طرز خیال کا عادی ہو تیز فہم پھرتیلا اور ہوشیار کہلائے گا، کیونکہ وہ عادی ہوگا، کامل توجہ اور پورے غور و خوض سے کام کرنے کا، یہ بڑی اچھی عادت ہے اور فائدہ مند ہے مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ قوت ارادہ کی سے بھی کام لو۔

صرف توجہ سے کام نہیں چلیگا، قوت ارادہ کی جب تک کہ اس کے ساتھ ساتھ نہ ہو۔

یہ ایک برقی خزانہ ہے۔ جب چاہو مٹن و بادو۔ بہت سے مباحثوں

کے درمیان آپ بیک وقت ایک بحث پر ہی توجہ کر سکتے ہیں۔
اس وقت ایسی ہر دوسری چیز جس کی آپ کو ضرورت نہ ہو خود بخود
آپ کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گی۔ اور آپ کا دماغ بھی اس
پر پردہ ڈال دیگا۔

اس وقت آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ دماغ کو قابلیت سے موثر
طریقہ پر آپ کام میں لارہے ہیں۔ آپ کی قوت یادداشت بڑھ
جائے گی اور آپ بہت کم کوئی چیز بھول سکیں گے۔ آپ کو محسوس
ہوگا کہ آپ ایک تیز ذہن کے مالک ہیں۔

یہ ہے انعام بالقصد توجہ کا !



ذہن کی یکسوئی

خیال کرنا اور کام کرنا یہی دنیا کے دو خاص کاروبار ہیں۔ سب سے بہتر متفکرین اور سب سے اچھے ہنرمندوں ہی کی زندگی درخشاں دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اس سے کثیر منافع حاصل کرتے ہیں۔ ان کی زندگی قدر و قیمت سے لبریز اور وہ قوت ارادی اور کام میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ اضافہ ہی کرتے رہتے ہیں۔ ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ عمارت و ملکہ حاصل کریں۔

کیا آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو سکتا ہے ؟
کیا آپ زیادہ غور و فکر کرنے سے شرماتے ہیں ؟
کیا آپ پر آگندہ خیالی میں مبتلا ہیں ؟

کیا آپ صحیح التعلیل ہیں۔ اور واقعات بروقت آپ کے ذہن میں سماتے ہیں ؟ کیا آپ کی قوت حافظہ ٹھیک کام کر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ کی یکسوئی، ذہن، قابلیت، اور صلاحیت کی نسبت بدگمانی پیدا ہو جائے گی۔ آپ ہر اچھے موقع کو کھو دینگے کیونکہ آپ ہر کام میں اندیشہ ناک رہیں گے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ آپ

طرزِ تفکر اور یکسوئی ذہن و خیال پر عبور نہیں۔
آپ کو موقع حاصل ہے۔ مگر آپ اس سے فائدہ اٹھانے

سے معذور ہیں۔
اپنے معاملہ کی تشخیص کیا کیسے جس طرح کہ ڈاکٹر یا حکیم کیا کرتے ہیں۔

گویا آپ نے مکمل طور پر خیال کرنے کی اپنے آپ کو تربیت نہیں دی۔
خیال کرنا صرف ناز و انداز سے تکیہ لگا کر دماغ سے ہر چیز کو گزر جانے کی اجازت دینا نہیں ہے۔ اس سے دور ہو ایسا وظیرہ اختیار نہ کرو۔

نفع بخش خیال کے معنی یہ ہیں کہ سہلہ واقعات کو یکجا کر کے اس کی صحیح ترتیب دینا اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ یہ کس طرح دوسرے واقعات سے میل کھاتے ہیں۔

صاحبِ فکر یہ معاملہ کے متعلق چند تفتیحات قائم کر کے چند سوالات مرتب کر لیتا ہے اور جب تک ان سوالات کے جوابات نہ ملیں تب تک اس کو چین نہیں پڑتا اور جو انسان اس کام کو اچھی طرح کر سکتا ہے اسی سے متعلق ہم کہیں گے کہ وہ دماغ سے کام لے رہا ہے۔

یہی وہ شخص ہے جو خیالات کو مجتمع کر سکتا ہے۔
خیالات کی یکسوئی کرنا۔ وقت کو برباد کرنا نہیں ہے بلکہ

کہ آپ ایسا خیال کرنے لگیں اور یہ محسوس کریں کہ یہ دماغ کی آرام طلبی ہے کام تھوڑا اور جھگڑا بہت۔!

اکثر انسانوں کا یہی خیال ہے کہ ایک معمولی کام کے لئے مہار بھارت کی سی کوشش کرنے میں کیا مفاد ہے ہم کم محنت اور کم وقت میں اس سے دس گنا زیادہ کام کرتے ہیں۔ مگر یہ صرف ان کا خیال ہی خیال ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر اجتماعِ ذہن کی کیا ضرورت تھی۔

بالکل بجا ارشاد ہے۔!
اس قسم کی یکسوئی محض بے کار ہے۔ یہ کوئی اچھی تجویز نہیں اور بالکل نہیں۔

آپ جو محنت اٹھاتے ہیں اس کے تناسب سے منافع کم ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یکسوئی کا خیال بالکل غلط ہے۔ چونکہ حقیقت میں اجتماعِ تخیل سے ذہن کی کلیں اپنی انتہائی قوت سے کام کرتی ہیں۔

اس لئے بالفاظِ دیگر آپ اس بات پر توجہ کیجئے کہ اپنے خیالات کے مجموعے کو بار و رفت بنا سکیں۔

کام نہ ذہن کو سونے دینا اور نہ سست ہونے کا موقع دینا اور یکسوئی ذہن کی بدولت جلد سے جلد تر کام ختم ہو گا اور زیادہ سے زیادہ منافع میسر ہو گا۔

اگر آپ نے یہ صلاحیت حاصل کر لی تو آپ کہہ سکیں گے کہ اب ذہن کامل طور سے سمجھ دار ہے اور ضرورت کے وقت کام آنے والا ہے۔ ایسا ذہن قوت کو محسوس کرتا ہے اور کامیابی کے مرتبہ پر

لا بھٹاتا ہے۔ اجتماع ذہن کیلئے آپ گھبراتے ہیں کہ یہ مشکل ہے یہ آپ کو چکنا چور کر دیگا۔ مگر یہ آپ کا وہم ہی وہم ہے حقیقت میں ایسا نہیں ہے دلچسپ سے دلچسپ کھیل، عمدہ سے عمدہ کتاب یا کسی پسندیدہ ترین مشغلہ سے آپ اکتا سکتے ہیں مگر یہ آپ کو جذب کر لیتا ہے اسکی وجہ سے آپ دوسرے چیزوں کو بھول جاتے ہیں۔ بغیر خیال کے آپ اجتماع ذہن کر رہے ہیں۔ اور آپ کو واقعی لطف آ رہا ہے۔ تمام وقت آپ ذہن کو کام میں لگا رکھا ہے اور آپ اسی میں غلطان و پیمان ہیں۔ یہ چیز آپ کے ذہن سے دور نہیں مگر سینکڑوں خیالات تصور اتنا وغیرہ ذہن میں کام کر رہے تھے۔ ذہن کو بکسوتی آپ کو لطف دیر ہی تھی۔ آپ کو دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ اس وجہ آپ ہمہ تن متوجہ تھے۔ اسی کو اجتماع ذہن کہتے ہیں، اور یہ توجہ دلچسپی کی وجہ سے بھی یہ سچ ہے کہ کوئی کھیل یا کسی دلچسپ مشغلہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ انسان ذہن کی بکسوتی اس وجہ سے کر سکتا ہے کہ اسکو اپنے کام سے دلچسپی ہے۔ اس کو اپنے کام میں زیادہ لطف آتا ہے اور اس شخص کے مقابلے میں جس کو اس کی پروا نہیں ہے گو کہ وہ انہما

اور دلچسپی سے کام لیتا ہے۔

ہر دلچسپی باعثِ فرحت ہے۔ امید افزا ہے۔ آرامِ جاں ہے
عظیم الشان کاموں کی ابتدا ہے۔

دلچسپی کے معنی ہیں ”توجہ“ جو بچپن کے کھیلوں کو یاد دلاتی ہے
جس ذہن سے کوئی چیز بچ نہیں سکتی اس سے نمایاں اور بیش بہا کام
وقوع میں آتے ہیں۔

کامیابی اور کامرانی کی پہچان یہی ہے۔
یکسوئی ذہن کی مشق کیا کرؤ۔ بجز اس کے کوئی کام عمدگی سے
انجام پا نہیں سکتا ۛ

قوتِ حافظہ

زندگی ایک معجونِ مرکب ہے۔ روزمرہ کے کاروبار زیادہ سے زیادہ اس سے الجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی چیز ہم بھول جائیں تو کسی نہ کسی طرح نقصان برداشت کرنا ہی پڑیگا۔ اہم موقع پر بھولنا ایک بڑا شامت نہیں ہوتا۔

جو بھولاسو کھویا اور وہ خسارہ میں رہتا ہے۔ اس بھولے کو رتی برابر بھی ترقی کا موقع نہیں۔ حافظہ ایک قوت ہے۔

دنیا نوے فیصد اس کا تعلق آپ کی ذات سے ہے۔

اگر حافظہ برقرار ہے تو آپ ایک شکل بدلنے والے کیڑے کی

طرح بن جائیں گے۔ اور یہ آپ کا سیدھا ہاتھ ثابت ہوگا۔ یہ ایک اچھا دستکار ہے غور کیجئے کہ کیا یہ اپنا کام ٹھیک طور سے کر رہا ہے۔

آپ ہر وقت اور ہر موقع پر کوشش کیوں نہ کریں؟ اس کو بہتر سے بہتر کیوں نہ بنائیں؟

شاید آپ یہ کہیں گے کہ ”یہ تو خدا کی دین ہے۔ میرا حافظہ ناقص ہے“

میں مجبور ہوں۔ کچھ بن نہیں پڑتا۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ حافظہ کی نسبت آپ کا جو خیال ہے

وہ بالکل غلط ہے۔ بخشش الہی نہیں ہے۔
آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے منہ پر جو ناک ہے وہ بھی
ایک عطیہ ہے۔

حافظہ ایک ذہنی حرکت ہے۔ جب تک آپ کا دماغ صحیح
وسالم ہے آپ اپنی جیب کا آخری پیسہ بھی شرط میں لگا سکتے ہیں۔
کہ آپ کی قوتِ حافظہ کم نہیں ہوئی ہے۔
”این آئیور“ اپنی کتاب ”برین بلڈنگ ٹو سکس“ میں اس پر
زور دے کر کامل یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ ہزاروں نطائر سے
یہ ثابت اور مستند ذریعوں سے اس کی تصدیق ہو گئی ہے کہ حافظہ
کے لئے ہم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

کیونکہ ہماری قوتِ حافظہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ یعنی ہمارا ذہن
بلند پرواز ہے۔ حق ثابت ہو جانے سے ہر چیز حق ہو جاتی ہے۔ کیونکہ
اچھی چیز اپنے لئے آپ جگہ حاصل کر لیتی ہے۔

پھر کیوں ہم بھول جاتے ہیں۔
یہی سوال قابلِ دریافت ہے؟
تو پھر پوچھئے۔

ہم نے ابھی ابھی ”این آئیور“ کا ذکر کیا تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے
ہم کو ”پالیمزم“ یعنی (ذہنی یادداشت) جیسی اہم اور کارآمد چیز سے
روشناس کر دیا۔

اس نے اس فن کو بطور پیشہ حاصل کرنے کے لئے خاص طور پر مطالعہ کیا تھا کہ ”یاد کس طرح رکھنا چاہئے“ اور ہم کیوں بھول جاتے ہیں؟ واقعہ یہ ہے کہ ہم خود اس خرابی کے بانی مبنائی ہیں۔

ہم حافظہ کو دور کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ ہم ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ ”میں ضرور اس کو بھول جاؤں گا۔ میرا ذہن چھلنی ہو گیا ہے میں اپنے ذہن پر بھروسہ کر نہیں سکتا۔“ وغیرہ وغیرہ۔ جس وقت مندرجہ بالا الفاظ آپ کے زبان سے نکلے اسی وقت اپنے اپنے ذہن کا خون کر دیا۔ گویا آپ نے پریوں کو مار دیا۔ من کے جیتے جیت ہے۔

کیونکہ جب آپ نے یہ کہا کہ میں پریوں کے وجود کو نہیں مانتا تو پری مر جاتی تھی۔ دل کی مراد پوری ہو جاتی ہے۔ بالکل یہی حالت ذہن کی بھی ہے۔

آپ کا اس پر بھروسہ نہ ہو تو ذہن دن بدن کمزور سے کمزور تر اور ناتوان ہوتا جاتا ہے۔

اس لئے اپنی بہتری اور بھلائی کے لئے آپ کو اپنے ذہن پر کامل بھروسہ کر لینا چاہئے۔

آپ کبھی بھول نہیں سکتے۔ اگر آپ حقیقت میں اچھی طرح کسی چیز سے واقف ہو جائیں۔

”ان ایور“ کہتا ہے کہ ”مصیبت تو یہی ہے کہ ہم اس خیال

میں مبتلا ہیں کہ ہم کو سب یاد ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں۔

آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند
(شعر) درجہل مرکب ابدال دھر بماند

واقف ہونے کا راز کیا ہے جو بہترین اور عمدہ ذریعہ ہو۔

ذہن کو جلا دو۔ اس کے دروازوں اور دیرچوں کو کھول دو۔

اور ذہن کو واقف ہونے اور یاد رکھنے پر مجبور کرو۔ واقف ہونے کی دلی خواہش کرو۔ اور دلچسپی لو۔

اور اس کا نتیجہ دیکھ لو۔ (ع)

ہاتھ کنتی کو آرسی کیا ہے۔

اگر آپ جاننے کے لئے بے قرار ہو جائیں گے تو آپ کا ذہن خود بخود تیز ہو جائے گا۔ کان کھڑے ہو جائیں گے۔ آنکھیں اپنا کام کر لیں گی۔ باچھیں کھل جائیں گی۔ اور جس چیز کی خواہش ہو تو وہ خود بخود حاصل ہو جائے گی۔

آپ نے یاد رکھنے کے لئے توبہ سے کام لیا "چونکہ خوشی کا سوا" اور اس موقع پر یاد رکھنے کے لئے آپ بالکل مجبور ہو گئے۔

بس یہی راز ہے۔ آپ اگر ہمیشہ کسی چیز کو یاد رکھنے کے خواہشمند ہیں تو طالب علم نہ بنو جو محض امتحان میں کامیاب ہونے کے لئے یاد رکھتے ہیں اور امتحان کے بعد اپنے یاد کئے ہوئے کو گلہ سٹہ طاق

نسیان بنا کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

یاد رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ واقعات کو تسلسل اور مربوط کر کے ایک زنجیر بنا لو۔ اس زنجیر کی کڑیاں جس قدر مربوط اور مضبوط ہونگی اسی قدر کسی خاص واقعہ کو آپ بہت کم فراموش کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہوتی ہیں۔

یہ ہو سکتا ہے کہ ایک سا زندہ اپنا جملہ کھودے۔

مگر حافظہ میں آنے کے بعد ذہن کسی بات کو بھول نہیں سکتا بار بار واقعات کو ذہن میں لاؤ اور دُہرا لیا کرو۔ کیونکہ حافظہ بعض وقت سُست پڑ جاتا ہے۔ اس لئے اس کی نظر ثانی ضروری ہے۔

حاضر دماغی و حقیقتِ الٰہی

اکثر آپ کہا کرتے ہیں کہ ”میرا ذہن خراب ہے۔“ دن بدن پریشان ہوتا جا رہا ہے میں کچھ یاد نہیں رکھ سکتا۔ مگر اس میں سچائی پائی نہیں جاتی۔

آپ برج کے شوقین ہیں کبھی اس کھیل سے نہیں تھکتے اور اس کے قواعد کو نہیں بھولتے۔ یا آپ کو کرکٹ ٹینس گیند وغیرہ کا شوق ہے۔ تو اس کی باریک تفصیلات ہمیشہ آپ کے ذہن میں رہتی ہیں۔ آپ کہیں گے یہ تو ایک جداگانہ چیز ہے۔ اگر اسم کے لحاظ سے کیا فائدہ؟ مجھے جس چیز کو یاد رکھنا چاہئے اس کو تو یاد رکھ نہیں سکتا بہت سے ایسے امور میں جن کو بھول جانا مناسب نہیں۔ تاہم وہ میرے ذہن سے اتر جاتے ہیں۔ گویا پھلنی سے چھن جاتے ہیں۔“

اگر آپ طالب علم ہیں کسی دقیق مضمون پر دماغ پاشی کر رہے ہیں۔ کتاب کے کپڑے بنے بیٹھے ہیں۔ گھنٹوں سے مطالعہ میں نہک ہیں۔ تاہم دو تین گھنٹوں کی محنت میں اس کو آپ مکمل طور پر یاد رکھ نہیں سکتے یہ کس قدر وقت کی بربادی اور زحمت ہے۔

شاید آپ کوئی کاروباری شخص ہوں مثالوں کے انبار میں گھسے بیٹھے ہیں۔ واقعات حسابات اور رپوشی۔ ملاقات کے وعدے پارینہ امثلہ کے تصفیہ میں مصروف ہیں تو البتہ ہر چیز کو یاد رکھنے کی توقع ایسی صورت میں کوئی آپ سے رکھ نہیں سکتا۔ مگر یہ آپ کا کہنا ہے اس طرح کی فراموشی لائق درگزر نہیں ہے۔

میں کام کو مکمل کر نہیں سکتا۔ مجھے اس کے مکمل کرنے کے لئے سخت زحمت اٹھانی پڑتی ہے۔ خدمت کو عمدگی سے انجام نہیں دے سکتا۔ اس لئے میرے ذہن کا کچھ نہ کچھ علاج ہونا ضروری ہے۔ پریشان نہ ہوئے! یہ پہلا مشورہ ہے جو آپ کو دیا جا رہا ہے۔ آپ کا حافظہ کسی طرح بھی خراب نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ مگر آپ خود بدحواس ہیں اور آپ میں یاد رکھنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ آپ خود اس کو کام کرنے کا موقع نہیں دیتے۔ آپ اس کو ٹھیک طور پر استعمال کرنا نہیں جانتے۔

یاد رکھئے کہ

اگر آپ کا ذہن زوال پذیر ہو تو آپ ایک معمولی سے معمولی اور آسان سے آسان کام بھی کر نہیں سکتے۔

یہ واقعہ ہے کہ آپ نہ بات چیت کر سکتے ہیں نہ چل پھر سکتے ہیں نہ پوشاک پہن سکتے ہیں اور نہ کھیل کود میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اگر واقعی آپ کا ذہن مطلق کام کرنا چھوڑ دے۔

آپ کا ذہن بالکل صحیح و سالم ہے۔
 مگر آپ ایک ایسے کارِ پھر میں جو خود کام سے نااہل ہے اور
 بلا وجہ اپنے اوزاروں کو برا بھلا کہتا ہے۔ کیا یہ سادہ لوحی نہیں ہے
 حقیقت میں آپ بہت کچھ یاد رکھ سکتے ہیں۔ ایسے بہت سے
 مورخین جن کو آپ بھول نہیں سکتے۔ مثلاً وہ مقام جہاں آپ نے
 چھٹی کے دن دلچسپی سے گزارے تھے۔ وہ کتاب جس نے آپ کو
 جذب کر لیا تھا۔ اور وہ انسان جنہوں نے آپ پر اپنا اثر چھوڑا تھا
 کس لئے یہ امور ذہن میں گھر کر لیتے ہیں؟

ایک اور سوال اپنے دل سے پوچھ لیجئے۔
 ہم کیوں بھول جاتے ہیں۔ کیا دراصل بھول جاتے ہیں اور کیسے
 بھول جاتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہو گا کہ جو بہت گہرے نقش میں وہ بہت زیادہ
 حافظہ میں محفوظ رہتے ہیں۔ اور یہ ناقابلِ فراموش ہیں۔ وہ کبھی بھی
 مرجھایا کھلا نہیں سکتے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ کیا بات ہے۔
 اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ گہرے نقوش میں وہ آپ کو جگاتے ہیں
 وہ آپ کو تھامے ہوئے ہیں۔ آپ کی آنکھوں، کانوں۔ جذبات
 اور ادراک پر ان کا قبضہ ہے۔

چونکہ آپ جو کئے تھے اور بالکل متوجہ تھے
 یہی قاصر ترکیب ہے۔

آپ اگر کسی خاص واقعہ کو یاد رکھنا چاہتے
ہوں تو نہایت بیداری کے ساتھ اُس کو اپنے
ذہن میں جمائیے۔

ہر کام ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ آپ کہیں گے کیا
آپ دیکھتے نہیں کہ میں ہر وقت کام میں مصروف رہتا
ہوں مطالعہ میں منہمک ہوں۔ اپنے فرائض کے ساتھ ہمیشہ
وابستہ رہتا ہوں اور یہی چاہتا ہوں کہ کام مکمل اور پورا ہو جائے۔
یہی تو مصیبت ہے۔

آپ کا آدھا ذہن بالکل بے مصرف رہتا ہے اور باقی نصف
م مسلسل جدوجہد کر کے جلد ختم کرنا چاہتا ہے۔
جب آپ خوش ہوتے ہیں تو آپ کو کسی بات کے یاد رکھنے
کی پروا نہیں ہوتی۔ جب آپ کھیل کود۔ تفریح یا کسی اور کام
میں مصروف ہوتے ہیں تو آپ دلچسپی نہیں لیتے۔
آپ اسی وقت اپنی توجہ پوری طرح صرف کرتے ہیں جب آپ
کو خصوصیت سے دلچسپی پیدا ہو جائے۔

اور یہی ایک سرسبز تہ راز ہے۔

آپ جو کچھ بھی کریں اس میں دلچسپی لیں۔ اس کے دلکش پہلو
پر نظر ڈالیں اور اس کو قابل قدر سمجھیں اس کی قیمت جانیں اس
سے جو لطف حاصل ہو رہا ہو اس کو محسوس کریں۔ ذہن کو اسی کام

میں خجہ کر دیں اور اس پر اپنی پوری توجہ مبذول کریں۔
اس کا کیا مطلب ہے۔ کام کرتے وقت خیال کیجئے کہ میں
سو نہیں گیا ہوں۔ میرا دماغ بیدار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہی ایک کارآمد نقطہ ہے۔
بیداری سے زیادہ کسی خیال میں منہمک رہنا ہی اہم ہے۔
جب واقعات کا ایک تانٹنا بندھ جائیگا تو پھر اس وقت
آپ کیا کریں گے۔ اور جب اس کی آپ کو ضرورت ہوگی تو یہ
مفقود ہو جائے گا۔

حافظہ کی خاطر ان کو دماغ میں محفوظ رکھو۔ ان کو ترتیب دو
اکٹھا کر لو۔ پہلے الگ الگ کڑیاں بنا لو اور پھر ان کو جوڑ کر ان کی
ایک زنجیر بنا لو۔ اس کو ایک جگہ باندھ لو۔ آنکھیں جو کچھ دکھائیں
کان جو کچھ سنیں اس کو یاد رکھو اگر کسی چیز کو دیکھ کر کوئی واقعہ یاد آجائے
تو اس کو اپنی آنکھوں میں محفوظ کر لو۔ حافظہ کی نوعیت کو ذہن میں
رکھو یعنی یہ معلوم کر لو کہ کیا یہ نظری ہے یا سماعتی۔ اس پر پوری طرح
یقین رکھو۔ اور واقعات کو گردے کر باندھتے جاؤ۔

واقعہ یہ ہے کہ امتداد زمانہ کو یادداشت سے کوئی تعلق نہیں ہے
جو کچھ آج آپ نے سیکھا ہے وہ ایک ہفتہ کے بعد یاد سے
اتر جاتا ہے۔ تصویر مٹ جاتا ہے۔ فرسودہ ہو جاتا ہے۔ ہم اُسکے لئے

مجبور ہیں۔ یادداشت کا تعلق کسی حد تک اعصاب و آثار و علامات سے ہے چونکہ ذہن کے مادے پر نقوش ہیں اگر یہ مٹ جائیں تو دوسرے نقوش ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔

اس لئے ان واقعات پر ہمیشہ غور کرتے جاؤ جن کو برباد کرتے ہو اس طرح واقعات کو ہر گھڑی تازہ کر لیا کرو۔ اور جب موقع ملے ان کی نظر ثانی بھی کرتے رہو۔

اسی طرح ذہن میں واقعات سماتے ہیں اس عمل سے آپ محسوس کر لینگے کہ بلا کسی دقت کے ہر امر کو آپ ذہن نشین کر سکتے ہیں۔

جذباتی قوت

ہمیں بھی ایک قسم کی گھڑیاں کی طرح بنایا گیا ہے۔ اور جس طرح کہ دیواری گھڑی کو ایک دفعہ کوک کر چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ مسلسل چلتی رہتی ہے۔ ہم بھی گردش میں ہیں۔ زندگی ایک مسلسل حرکت ہے۔ جس طرح سے کہ گھڑیاں کالائٹ (نینڈولم) ٹنک ٹنک کرتا ہے اس طرح ہمارا دل کھٹ کھٹ کئے جاتا ہے۔ یہ ہماری زندگی کا کھڑا ہے۔ مگر ہم آگے کس طرح بڑھ سکتے ہیں۔ کیونکر ترقی کر سکتے ہیں؟ یہ ایک اچھا سوال ہے!

گھڑی کو کھول کر دیکھو۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ وہ کیوں اور کیسے چل رہی ہے۔

اکثر لوگوں کا یہی خیال ہے کہ قوت ارادی ہلکے حرکت میں لاتی ہے یا بے حس و حرکت کر دیتی ہے۔ مگر اس دماغ کا کیا کہنا کہ قوت ارادی کا اہم خاص جز رکھنے کے باوجود وہ ہم پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ بالکل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قوت ارادی نہیں تو قوتِ مدر کہ ہوگی۔

بہر حال وہ پہلی غلطی کا ارتکاب دوسری بار کر دیتے ہیں۔

ہر شخص کو اس کا علم ہے۔ اور وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کو کیا کرنا چاہئے۔ مگر اس کے برخلاف عمل اس سے وقوع پذیر ہو ہی جاتا ہے۔ مگر وہ مجبور ہے !
قطعی طور پر۔

کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی چیز ایسی ہم میں موجود ہے جو قوتِ ارادی یا قوتِ مدرکہ سے زیادہ مقناطیسی قوت سے ہم کو کھینچتی ہے۔

اگر آپ کو فطرت کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہوں تو آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے محبت و مفارقتِ حسد اور خوف و غیرہ اسی طرح قوتِ کاملہ بن جاتے ہیں۔ اگر ہم ان کو ٹرھنے کا موقع دیں۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے ”الْعَاذَةُ طَبِيعَةُ الْإِنْسَانِ“ یعنی عادتِ طبیعتِ ثانی بن جاتی ہے۔ عادت کیا ہے۔ یہی قوت جو انسان پر چھا جاتی ہے۔

جذبات اور احساسات ہمارے ساتھ جیسا کہ وہ چاہیں لو کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ ہم پر ان کا زور چلتا ہے اور ان کو ہم پر فتوحات حاصل ہوتی ہیں وہ خیالات کو عدم سے وجود میں لاتے اور افعال صادر کرانے میں اسی طرح وہ حقیقتاً ہمارے ہر کام میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس پر نظر رکھیں کہ وہ ہم کو تباہ و برباد نہیں کرنے پائیں۔

سجیدگی سے غور کیا جائے تو ہم ان کو اس طرح کام میں لاسکتے ہیں جس طرح ہم اور انسانوں سے کام لیتے ہیں۔

مگر پہلے اس کا مقصد موعائے کہ ہم اس تا بناک حیات سے کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ پہلے مقصد زندگی کو معین کر لیجئے۔ اگلے پتھر کام نہ کیجئے۔ پہلے ہم کو مقصد کا تعین اور عزم راسخ کر لینا چاہئے۔ پھر جاہ و ثروت کی خواہش کرنی چاہئے۔

ہم میں مصمم ارادہ جو چھپا ہوا ہے۔ اس کی تلاش کرنی چاہئے اسکے بعد اس کو طبیعت ثانی بنانا چاہئے۔ سب سے پہلے اس کو جگہ دو اور پھر دوسروں کو منصوبے باندھنے اور تجویزیں سوچنے کا وقت چلا گیا اب کاموں کے انجام دینے کا وقت آ گیا ہے۔ اور یہ کام جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا گیا کہ یہ قوت ارادی یا ذہن کے ذریعے سے نہیں بلکہ جذبات و احساسات اعدا ان کے اثرات ذریعے بنتے ہیں

اب آپ سمجھ گئے ہونگے ہم جو کچھ کرتے یا کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے صحیح جذبات سے کام لینا چاہئے۔

خیال آوری ہم کو جس طرف چاہتی گھماتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ پرواز فکری جذبات کو زندہ رکھتی ہے۔ ہمارا تخیل ہی فکر سے مل کر ایک تصویر یا ہونی قائم کر دیتا ہے اور اس کی رفتار ہمارے جذبات کو اوجھل کر قوت عمل پیدا کر دیتی ہے۔

اس کی وجہ سے ہم کو دور کی سوچھتی ہے۔ جب ہمارے ان خوابوں کی تعبیر صحیح ہوتی ہے تو ہم کو خود اپنی قابلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ یہی ہم میں روح پھونک دیتی ہے کہ ہم کو چاق و چوبند بنادیتی اور بغیر زحمت اٹھائے اور وقت برباد کئے ہم کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ ہماری امیدوں کو بر لاتی۔ ہم میں ہمت و قوت پیدا کرتی ہے کہ ہم کو ہمیشہ مستعید رکھتی اور کاہلی سے بچاتی ہے۔ اور ہم ایک جلتے پھرتے تار برقی بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ذہن میں برقی لہر دوڑتی رہتی ہے جس کو ہم جذبات کہتے ہیں۔

بعض وقت یہ غیر ممکن ہو جاتا ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو بھول جائیں۔ اور انتہائی سرگرمی اور پھرتی سے کام میں مہمک رہیں کبھی کبھی یہ خیال ستانے لگتا ہے کہ جس قدر محنت شاؤں سے ہم کو کام کرنا چاہئے۔ ہم نہیں کر رہے ہیں۔ ہم جلد تھک جاتے ہیں ہمارا دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور اس کو ہم کسی نقطہ پر دیر تک قائم نہیں رکھ سکتے۔

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دو مختلف جذبات جو ایک دوسرے کی ضد ہیں ہم میں کار فرما ہیں اور ہم نے خود اپنے آپ یہ اختلاط پیدا کر لیا ہے۔ اور یہ سب خرابی اسی کی وجہ سے ہے۔

علم النفس کے ماہرین کا یہ مشورہ ہے کہ گذشتہ حالات پر غور

کیا کرو۔ جہاں تک اس خرابی کی تہہ کو نہ پہنچو سوچ بچار کرتے ہو۔
گزشتہ سانحات کو دفع کر دینے کی فکر نہ کرو۔ بلکہ طریقہ یہ ہے کہ ذہن
میں اُس کو جگہ دو۔ تاکہ وہ عمر بھر ایک قسم کی غلش پیدا کرتے رہیں۔
سابقہ حادثوں کا مقابلہ جو انمردی سے کرو۔ ان سے خوف نہ کھاؤ
اچھی طرح امتحان کر لو۔ اور خوب جاخ لو کہ کہیں پانی تو نہیں مہر رہا
ہے۔ اب یہ آپ کو زیادہ پریشان نہیں کریگا۔ یہ علم النفس کے
ماہرین کا تصفیہ ہے۔ اپنی انتہائی قوت سے اثر پذیر کام کرنے کا
یہی ایک واحد طریقہ اور کامیابی کا راز ہے۔

خواہش یا احتیاج

کسی کام کو اچھی طرح کرنا۔

اسی کا نام کامیابی ہے۔

جو انسان کام میں تیزی کے ساتھ منہمک ہو جاتا ہے۔
تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی ناتربیت یافتہ آدمی نہیں

بلکہ ایک سرگرم انسان ہے۔

اسی وجہ سے وہ قوی ہے، ہر چیز پر قادر، اور ہر جگہ کی رسائی
کامیابی نام ہے حرکت کا۔

مگر یہ تخیل سے بالاتر چیز ہے۔ کیونکہ نہ تخیل ایک غیر منفعت
بخش چیز ہے۔ اگر انسان محض خیال کیا کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس پر
عمل نہ کرے تو وہ دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تخیل ایک الگ چیز ہے
اور کام ایک جدا چیز۔

تنہا ذہن کامیابی کا ضامن نہیں ہے۔

کوئی چیز ہم سے کام لیتی اور ہم کو ہمیشہ متحرک رکھتی ہے ہم ایک
لمحو کے لئے بھی خاموش بیٹھ نہیں سکتے۔ کیونکہ ہم کو ہمیشہ کسی نہ کسی
چیز کی ضرورت رہتی ہے۔

ہماری جو کچھ ضروریات ہوں اگر وہ پوری ہو جائیں تو ہم ہاتھ پر ہاتھ دھکر میٹھ جائیں گے اور کوشش کرنا چھوڑ دیں گے۔ مگر ہماری ضروریات اور خواہشات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔

ہم اپنی تمام زندگی کھانے پینے کپڑوں کی فراہمی مکان کی تعمیر عیش و عشرت اور شان و شوکت وغیرہ میں صرف کر دیتے ہیں۔ ہم کو زندگی میں کافی مسرت اور خوبصورتی نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ ضروریات اور احتیاجات انسان کیلئے ضروری ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں تو نہ ہم کام کر سکیں گے اور نہ زندگی کا لطف اٹھا سکیں گے۔
ذرا اس پر غور کیجئے۔

ہم اس وجہ سے خوش دل ہیں کہ ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں اپنی زندگی پر ایک نظر ڈالئے آپ محسوس کرنے لگیں گے کہ آپ کام کرنے پر مجبور ہیں۔ آپ نے بغیر بالائے اپنے آپ کو وہاں پہنچا دیا ہے۔

اب آپ اپنے کاروبار، ضروریات، احتیاجات کو چھوڑ نہیں سکتے مگر حقیقت یہ ہے کہ کیا آپ ایسا کر بھی سکتے ہیں؟
فرض کیجئے کہ خدا نخواستہ کسی اندوھناک مصیبت میں مبتلا ہو جائے یا صحت خراب ہو کر آپ کی طبیعت بیٹھنے لگے۔ اور آپ کو زندگی کا کوئی لطف نہ آئے تو کیا آپ نہ چاہیں گے کہ جان دے کر اس بلا سے

چھٹکارا حاصل کر لیں۔ اسی کیفیت کو غالب نے ادا کیا ہے۔

اب تو گہرائی کے بہتے میں کہ مہجائیں گے
(شعر) مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے!

حیات اور خواہش مستی اور احتیاج تو ام ہیں۔

ہماری حاجتیں ہم کو آگے بڑھاتی ہیں، ہم کو اور ہمارے اجداد کو انھوں نے ایسا بنا دیا ہے جیسے کہ اب ہم نظر آ رہے ہیں۔

اگرچہ کہ ارسطو اور پی اسٹمتھ اس کو نہیں مانتے تھے۔ مگر ان کو بھی حاجتیں بتاتی تھیں۔

(ہماری حاجتیں ہماری زندگی کے سنوارنے میں بڑا حصہ لیتی ہیں وہ گیند کو گھماتی رہتی ہیں۔

ہم بے قرار رہتے ہیں۔ ایک نہ ایک بوجھ ہمارے دماغ پر رہتا

ہے اور کچھ کئے بغیر چین نہیں پڑتا۔

یہی حاجتیں ہیں جو ہم پر سوار رہتی ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ کسی قیمت پر بھی اس سے غلامی مل جائے۔ مگر

لا حاصل! ہم دوسری طرف نظر ڈالتے ہیں تو ہم کو ہر طرف ہی تماشے

نظر آتے ہیں آخر میں ہماری نظر اس پر پڑتی ہے جس کی ہم کو خواہش

تھی ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے خواہشوں کو مغلوب کر دیا اور ہماری خواہشیں

مردہ ہو گئیں۔ مگر نہیں ہم غلطی پر ہیں۔

خواہش یہی کام کی ابتدا ہے۔

آپ خیالات دوڑانے لگے ہیں۔ بار بار سوچتے ہیں گو آپ کو کچھ نظر نہیں آتا مگر دل میں ایک تپش سی رہتی ہے۔ یہی غلبہ خواہش ہے جس کو ابتدا میں کوئی دیکھ نہیں سکتا اور یہ اندر ہی اندر نشوونما پاتی ہے۔

حقیقت میں خواہش اور کام ایک ہی چیز کے دو حصے ہیں آپ کا جوش و خروش خود اس خواہش کا جواب ہے۔ علم النفس کے ماہرین ہم کو یہی مشورہ دیتے ہیں۔

ہم کو دیکھنا چاہئے کہ یہ خواہشات اتحاد و عمل پیدا کریں بعض وقت اس میں گڑبڑ ہوتی ہے۔ اور وہ ہم کو حاجتمند بنا دیتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی خواہشوں میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً آپ روٹی می کھانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس کو بچانا بھی چاہتے ہیں۔ مگر اب ہم کو صاف طور پر معلوم ہوا کہ خیال ہم کو کیوں ستاتا ہے۔

اگر خواہشوں میں تضاد پیدا ہو جائے تو ہم کوئی کام نہیں کر سکتے ہم کو چاہئے کہ خواہشات میں یک رنگی اور اتحاد پیدا کریں اور ہنسی خوشی سے کام کریں ایسی صورت میں اپنے کام سے ہم مستفید ہو سکتے ہیں اور ہر جگہ ہماری رسائی ہو سکتی ہے۔

اچھے یا برے اطوار

کیا ہم سنجیدہ بننا چاہتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ آپ نے اب جان نظر تمام چیزوں کے اندرونی خوبیوں کو دیکھنا شروع کر دیا ہو مگر اسکو پیش بنی کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ ”بعد از خرابی بصرہ خواجہ بیدارشہ“ کا مصداق ہے۔

اب آپ یہ کہیں گے کہ ”کیا اوصافاں رسی“ میں جانتا ہوں اور دن بدن کیوں زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے پرانی عادتیں کوئی چھوڑ نہیں سکتا۔ میں دل میں پھینسا ہوا ہوں جس قدر کوشش اس دلہن سے نکلنے کی کرتا ہوں اور دھنستا جاتا ہوں۔ اب کوشش فضول ہے۔ یہ بیل منڈوے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ مگر اپنی روش کو بدلنا آپ جس قدر مشکل سمجھ رہے ہیں اتنا مشکل نہیں ہے۔

محض اپنے آپ کو ایسا کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔

اپنے آپ کو اس کے نزدیک لانا ہے۔

آپ کو خود اپنے آپ سے زیادہ واقف ہونے کی ضرورت ہے ہم جو کچھ کیا کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں! تو کیوں گھومنا ہے اس کو

کس نے گھمایا۔ شاید آپ کہنے لگیں کہ میری قوت ارادی کمزور ہو چکی اور دم توڑ رہی ہے۔

مگر آج ہم کو قوت ارادی کی ماہیت معلوم ہو چکی ہے۔ مثلاً زمین پر پڑے ہوئے تختہ پر کون نہیں چل سکتا، ایک بچہ بھی اس پر آسانی سے چل سکتا ہے۔ مگر اسی تختہ کو کسی لنگرنگ عمارت کی چھت پر رکھ دیا جائے جو مرکبان کی چالیسویں منزل پر ہو تو کیا اب آپ میں اتنی ہمت ہے کہ اس پر چل سکیں؟۔ یا آپ کتنی ہی قوت ارادی سے کام لیں۔ مگر آپ ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکیں گے۔ آپ کو جلد محسوس ہو جائے گا کہ آپ کا قدم نہیں اٹھ رہا ہے۔ دراصل بقول ڈاکٹر "کوئی قوت متصور نہ آئے آپ پر قابو پالیا ہے۔"

آپ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ کھڑے ہو نہیں سکتے آپ دیکھ رہے ہیں کہ آپ کے گھٹنے لڑ کھڑا رہے ہیں اور ایک دھڑاکنے کی آواز کے ساتھ چالیس منزل کی اونچائی سے ایک بم کے گولے کی طرح آپ زمین پر آ گریں گے۔ یہی حالت عادتوں کی بھی ہے۔

آنا فنا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ آپ بالکل مختلف کام کر رہے ہیں۔ آپ اس کو خیال مل بھی لائیں سکتے اور تخیل مرک

جلانے سے قبل ہی نخل آپ سے خود بخود سرزد ہو جاتا ہے۔ ہر کیف بھولے نہیں وہم آپ پر مسلط ہو چکا ہے۔ کوشش کیجئے اور اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ لیجئے۔

ان صفحات پر آپ ایسے بہت سے مشورہ پائیں گے جن کو آپ قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے جس وقت آپ ان پر عمل شروع کریں اسی وقت سے آپ کی زندگی میں انقلاب پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔

”وہم کی دو اقسام کے پاس بھی نہیں“ وہم کی وجہ سے آسمان بھی پھٹا ہوا نظر آئے گا۔ یہاں آپ کو بری طرح وہم کے پھندوں میں پھانس کر جکڑ دیا گیا ہے۔

”گوئی ور“ جس شکل میں پھنسا ہوا تھا اُس سے نکل نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بے دست و پا چلت پڑا ہوا تھا۔ اور اس پر کوناہ خیا اور نیست ہمتی نے غلبہ پالیا تھا۔

جن عادتوں کی آپ کو ضرورت نہ ہو ان کو بالکل بے درددل کر دو۔ کیونکہ حقیقت میں وہ خراب اور ضرر رساں ہیں سنئے راستہ کا نقشہ ذہن میں قائم کرو جو آپ کے واسطے سہر دست اور ہمیشہ کے لئے کار آمد ہوگا تکلیف برداشت کرو اور اس جدید نقشہ کو دن رات اپنے سامنے رکھو جب تک کہ وہ اپنے حقیقی رنگ میں نظر نہ آنے لگے۔

یہ نقشہ آپ کی زندگی پر گہرا اثر ڈالے گا۔ یہ آپ کے ہر کام کے

وقت اور ہر مقام پر سامنے موجود رہے گا۔ آپ کو محسوس ہو جائیگا کہ نیا راستہ اور نئی زندگی کے سوا اب کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔
اب جو کچھ بھی کرنا چاہیں یا جو بھی کرنا چاہیں گے اس کام میں تلوار کی دھار کی طرح تیز رہیں گے۔

پھر ایک بار غور کیجئے کہ پہلے کی خراب اور مضر عادتیں آپ کو گھیری ہوئی تو نہیں ہیں !
وہ دن اب گزر گئے۔

جب آپ پاک صاف اور دلکش تھے۔ آپ کی جلد بدن
سینگ کی طرح سخت نہ تھی۔ داغ دھبے بچھوڑے پھنسیاں
نہ تھیں اور نہ یہ مار کے نشان تھے جنہوں نے اب آپ کو ایک
دہشت زدہ پانی بنا دیا۔

اس زمانے میں آپ ایسے تھے۔
اب بھی آپ ویسے ہی ہو سکتے ہیں اور ہمیشہ رہ سکتے ہیں۔
یہ خود آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ آپ کا کام ہے۔ اس میں
مطلق شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔
جن عادتوں کے آپ متلاشی ہیں اور جن کی وجہ سے یہ
تمام شورش مچا ہے۔

یہ نفرت انجیر غلاظت "لاحول ولا قوۃ" توبہ توبہ اس کو دود
کردو اور کبھی بھی اس کے قریب نہ جاؤ۔ بھر حال اس کا یہی حشر

ہونا چاہئے۔ کیوں ایسا ہی ہے نام

جلئے ان کو دور کر دیا گیا !

تو ان کو پیچ و تاب کے ساتھ جہاں سے وہ آئے ہیں اسی
پستی میں ڈھکیل دو۔

آزاد۔ آزاد۔ آپ ایک وقت آزاد تھے۔ واقعی ایسا معلوم

ہو رہا ہے کہ ہزاروں سال قبل ایسا ہوا ہو گا۔ خدا ہمیں کامیاب
کرے۔ آزادی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت سلیمان نے آپ کو پابہ زنجیر کر دیا۔

محض لغو۔ بالکل غلط ہے۔ اس وہم کے قفل کو توڑ دو۔

اس مفروضہ زنجیر کے ٹکڑے کو دو۔ اب اپنے آپ کو دوبارہ

آزاد پائیں گے۔

ہر چیز کے لئے وقت مقرر ہے۔ ”کُلُّ أَمْرٍ مَرْهُونٌ بِأَوْقَاتِهَا“

زندہ تصور آپ کے سامنے کھڑی ہے۔

کیا اس کو حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتے ہو۔

”کوئی“ کہتا ہے۔ کیوں نیارا سنتہ۔ نئی زندگی ہمارے لئے

بہتر ہے اس کی وضاحت کرو۔

اس کے لئے کس قدر مدت درکار ہے۔ دراصل اس کا دار و مدار

آپ ہی پر ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جو انقلاب ہوئے وہ نہایت اچھے ہیں اس میں

کسی کلام کی گنجائش نہیں ہے۔

عادتیں جو ہر طرح و بال جان بھتیں نہ پہلے ہم میں تھیں اور
نہ اب ایک لمحہ کے لئے بھی رہنا چاہئے۔

اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

ورنہ یہ جراثیم آپ کو بیمار کر دیں گے۔

اُن کو قطعی طور پر ہمیشہ کے لئے تباہ کر دو۔

آپ سے یہ ممکن ہے اور یہی ”کری“ کا قول بھی ہے۔ آپ
یہ کر سکتے ہیں۔ دوسرے جو آپ سے زیادہ خراب تھے۔ وہ اس سے
نجات پا چکے ہیں۔

قوت آپ میں موجود ہے۔

اس پر پوری طرح یقین رکھئے اور بھروسہ کیجئے۔

تیسرا باب

نیم سواری شخصیت

نیم شعوری شخصیت

ہر ایک اعتدال پسند خیال کے ظاہری پہلو میں ایک بہت بڑا سطح میدان غیر منطقی احساس کا پایا جاتا ہے جس میں حیرت انگیز اثرات - توہمات - احساسات اور باطنی تحریکات کے علاوہ اعتقادات و خواہشات بھی خودشی اور غمی کی بوقلمونی لئے ہوئے ہیں۔ یہ غیر معمولی توہمیں - اکثر موت پر سو جاتا ہے - یا محض غیر منطقی خیال جو ان کے دماغ میں بے حمول طریقہ پر قائم ہوا ہے اس میں جزوی طور پر تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ مگر کسی حقیقی اور اہم واقعہ کو جو ذاتی طور پر اہمیت رکھتا ہو انسان سے مس ہونے دو تو وہ ایک لطیف پیٹ کی طرح اڑ جاؤا اور بعد باطنی قوت رد عمل کے لئے اچھل پڑے گی۔

اسی میں سے تخلیقی سہجاء تعمیری اور انتظامی علامات رونما ہوتے ہیں۔ فطرتاً قابل شخص وہی ہے جو آسانی کے ساتھ غیر شعوری حدود سے گزر جلتے۔

وہی اس متاع سے مستفید ہو سکتا ہے جس کا اندرونی
 ذہن زائل نہیں ہوا ہے۔ اور نہ مسخ ہو کر بے مصرف
 بن گیا ہے۔

”ڈیوٹیڈ سی بری“
 ”ان ماسکنگ می مائینڈ“

چہ نسبت خاکِ ابا عالم پاک

آپ کو ”شکسپیر“ کے ڈرامے (ہیملٹ) ”خونِ ناحق“ کا علم تو ہو گا۔

جس میں ایک نوجوان شہزادے ہیملٹ نے اپنے والد کو پُر اسرار طریقہ پر کھودیا تھا۔ اور اپنی ماں کو اس سانحہ سے افسردہ نہ پا کر اور میت کا کھانا ٹھنڈا ہونے کے قبل ہی عقدِ ثانی کرتے ہوئے دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گیا تھا۔ اس افسوس ناک سانحہ کو بہت زیادہ مہیب اس کے سونٹیلے باپ نے بنا دیا تھا۔ کیونکہ وہ بے انتہا بُرا تھا۔ جتنا کہ ہیملٹ کا باپ اچھا تھا۔ چنانچہ ہیملٹ نے اپنی ماں سے کہا کہ ان دونوں میں کچھ بھی مناسبت نہیں ہے اس تصور کو دیکھو اور پھر اس صورت کو اس میں اتنا فرق ہے جتنا کہ ہمیریاں اور سیاط یعنی مرد صالح اور بوالہوس ہیں۔

”ہمیریاں“ جو عالمِ افروز ہے نہایت آب و تاب سے روشن ہے اس کی نورانی تجلی جانِ بخشِ زخم کو مندمل کرنے والی کیمیائے صحت اور قوت بخشنے والی ہے۔ سب اچھی چیزوں کا وہ سر فراز کرنے والا ہے مگر سا طیر جو بہائم صفت ہے۔ ہر مہذب اور ہر شائستہ شخص اس سے

احتراز کرتا ہے جو مولناک - غیر مہذب - بے ہودہ اور ذلیل ہے۔ آپ کے اور میرے دونوں کے لئے یہ صداقت آمیز مثال کارآمد ہے۔ ہم اپنے نفس پر قابو پا کر ”ہمیریاں“ یعنی مروضہ صال بن سکتے ہیں۔

ہم اپنے ظاہری حالت سے جیسا کہ نظر آتے ہیں زیادہ بہتر ہیں۔ ہم میں جو خوبیاں مضمر ہیں اس سے واقف ہیں۔ اور ساتھ ہی کشا اپنے بدترین پہلو سے بھی ناواقف نہیں ہیں۔ ساطیر (ابو الہوس) پوشیدہ غار میں چھپ کر اپنے چہرے کو مضمحلہ خیر بنائے ہوئے ہم آپ پر نظر ڈال رہا ہے۔ ہم علانیہ طور پر ”ساطیر“ کے نوکدار سینک اور اس کا پھولا ہوا پیٹ دیکھ سکتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ”ساطیر“ کا آدھا جسم انسان کا اور آدھا بکرے کا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے بعض جناب کو اگر تھوڑا سا موقع مل جائے تو اُس سے بھی بازی لیجا سکتے ہیں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ڈنمارک کی سلطنت میں کچھ خرابی ضرور ہوگی۔ باوجود اسکے ہم اپنی اصلاح کیلئے کوشش نہیں کرتے۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی اور نہ یہ معقول دلیل ہو سکتی ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رہے۔ یہ تو بالکل ”ساطیر“ جس میں شوریدہ مہری ہے جو ہلہاتے ہوئے باغ کو چل رہا ہے۔ اُس کی کیا ریوں کو برباد کر رہا ہے۔ اور

اپنے سُم سے پھولوں کے تختوں کو پامال کر رہا ہے۔ پودوں کو اکھاڑ دیا ہے۔ محقر یہ کہ اس نے ایک منگامہ اور شورش مچا رکھے ہیں۔ مگر ہم اس کی خوب خبر لینگے۔ ایسی خبر کہ وہ اپنی حیثیت معلوم کر لینگا۔ مگر افسوس ہے کہ ہم مخفی طور پر ساطیر سے بہت زیادہ مانوس ہیں۔ اُس کے بے حد گرویدہ ہیں۔ جانتے ہیں کہ وہ ہم کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے ہم میں جرأت نہیں ہے کہ اُس کو سنگسار کر کے داخل جہنم کر دیں۔

جب کوئی اپنی منزل پر پہنچ کر اپنی رفتار پر غور کرتا ہے۔ جب اسکی سمجھ میں آ جاتا ہے کہ اس کی چال کیسی رہی۔ محسوس کرتا ہے کہ اس کی آبر و خاک میں مل گئی سفر کا سارا جزا کر کر ا ہو گیا۔ وقت برباد اور خراب ہو گیا اور وہ چلانے لگا کہ اس غلط اندازہ کیا تھا۔ اُس کی حالت شیخ چلی کی سی ہو گئی جو بازار میں جا کر لٹ گیا تھا۔

اب ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ کوئی عقلمند دیدہ و دانستہ اپنی تباہی اور نقصان کو گوارا نہیں کریگا۔ ہر وہ قیمتی لمحہ جو صرف ہو رہا ہے اُس کی وہ پوری قیمت چاہتا ہے۔

گو آپ ہم اپنی زندگی کا اس طرح ستیاناس کرنا نہیں چاہتے مگر ہمارے ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا ناس ہو رہا ہے۔ (ع)

”کیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں“

وقت کی قدر ضروری ہے۔ یہ وہ گرانمایہ جوہر ہے جو ایک بار ہاتھ سے چلا جائے تو پھر نہیں ملتا۔ لطیف حیات اور لذت زندگی اٹھانا ہو تو وقت کی قدر کرو و مشغولیت ہی انسانی زندگی کی محافظ ہے۔

اسپر سنجیدگی سے کیوں غور نہیں کرتے اس کو ایک دلچسپ موضوع بنا لو اپنے بہترین خیالات اور کوششوں کو اس جانب منحرف نہ کرو۔

مقصد حیات پر غور کرو۔ اور خاص طور سے اپنی زندگی کی دیکھ بھال کرو کہ کیا یہ منفعت بخش طریقہ پر گزر رہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بقول ایک کاروباری شخص کے کہ ایسا کیوں نہیں ہے جو

جب کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو ہم کو نہایت توجہ سے اس کا پتہ چلانا چاہئے کہ نقص کہاں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی خانہ یا دوکان پر کام کرتا ہو تو وہ حسب توقع مال کی نکاسی اسی وقت کر سکتا ہے۔

جب کہ وہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہو۔ یہی طریقہ زندگی کی خوش گزرائی کا ہے۔ بڑے بڑے دانشمند

جنہوں نے زندگی کا بڑی باریکی سے مطالعہ کیا ہے مثلاً ارسطو پلاٹو۔ مہاتما بدھ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

پہلے ہم کو اپنی ذات سے واقف ہونا چاہئے اور یہی ایک رازِ سرِ لب ہے۔ ہم کو کوئی چیز اپنے آپ سے پوشیدہ نہ رکھنی چاہئے۔

اسی وقت ہم کچھ کر سکتے ہیں یعنی واقعات اور حالات کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اچھی زندگی گزار سکتے ہیں۔ اور فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

اسی طرح اب ہم اپنے ذاتی امتحان تک پہنچ چکے ہیں۔
مگر امتحان ابھی باقی ہے۔
آج ہی سے شروع کر دو۔

ہر رات کو سونے سے پہلے چند منٹ اس پر صرف کرو اور اس کا
اطمینان رکھو کہ یہ لمحات تمہاری زندگی کے بہترین لمحے ہوں گے۔
خود رائی چھوڑ دو۔ اپنے آپ پر ایک اجنبی کی طرح محققانہ نظر ڈالو۔
اگر ممکن ہو سکے تو نہایت سختی و تندی سے اس کام کو کرو۔ اس وقت
اپنے عذرات پیش نہ کرو۔ اب موقع ہاتھ آچکا ہے اس طریقہ کو کام
میں لاؤ۔ ساطیرتی طرف حقارت کی نظر سے دیکھو۔ اس پر شرماء۔
کہ ایسا درندہ تم پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔
آج ہی رات سے ایسا کرو ہر شب کو اپنی دلت بھر کی زندگی کا
موازنہ کر لیا کرو۔

یہ آپ کے دماغ کو آسائش دیگا۔ اور آپ کی قوت ارادی
کو مزید تقویت پہنچائے گا۔
بعض لوگ روزانہ ڈائری میں اپنی زندگی کی بدنامی، اخلاقی کمزوری
کو تاہمی اور عیبوں کو حوالہ قلم کیا کرتے ہیں۔

جس سے ان میں جسارت اور اعتماد نفس پیدا ہو جاتا ہے۔
امتحان کو اس ارادہ سے ختم کر دو اور قطعی طور پر فیصلہ کر لو کہ اب خرابیوں
کی دل سے اصلاح کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے حتی الامکان کوشش کروں گا۔

دولفوس

کندہ در انفس امارہ خوار اگر ہوشمندی عزیزش مدار

ہم کو شعور ذاتی نہیں ہے۔
ہم نہیں جانتے کہ یہ نفس کی مشین کس طرح چل رہی ہے اس کو
کس طرح چلانا چاہئے۔ یہ ہم کو کیسے معلوم ہو سکے گا ہم
کم از کم ہم نفس کو اپنے حسبِ مرضی کس طرح چلا سکتے ہیں۔
وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم اس سے واقف ہیں تو انہوں نے
اپنی قوتِ ارادی کو مغلوب کر لیا ہے۔

ان کا بیان ہے کہ یہ وہ قوت ہے جو کام کرنے پر ہم کو مجبور
کرتی ہے۔ یہ قوت کسی نہ کسی طرح بہت سے طریقوں میں سے
کوئی ایک طریقہ کام کر نیکانحال لیتی ہے۔

قوتِ ارادی خود اس کا انتخاب کر لیتی ہے۔

پسندیدگی اور رضا مندی یہ ہمارا اصول ہونا چاہئے صحیح طور پر
پسند کرنا سیکھو۔ یہ اہم دماغی خیال ہے۔ مگر آج ہم دیکھ رہے ہیں
کہ قوتِ ارادی ہماری رہبری نہیں کر رہی ہے۔

چند نظائر دیکھو۔ مثلاً نفرت انگیز نشہ بازی یا مجنونانہ تھار بار
جس کے لئے وہ مجبور و معذور ہیں بعض لوگ اس کو بالارادہ نہیں کرتے
کوئی چیز اس میں ضرور کار فرما ہے۔ کوئی قوت ان کو مجبور کرتی ہے
کبھی قوت ارادیستی میں جاگراتی ہے جیسے ایک نادان بچہ کسی
تیز رفتار گھوڑے کے سامنے دنگکار رہا ہو۔ چاہے یہ چیز نیردانی طاقت
ہو یا اہرنی قوت۔

کوئی ایسی چیز جس کا ہم کو وہم و گمان نہیں کام کرنے پر مجبور
کرتی ہے۔ ہم پر حکومت کرتی ہے۔ دراصل یہ ہی عین نفس ہے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ ہم میں دو نفوس کار فرما ہیں۔
ایک بالکل غیر مانوس۔ جب ہم بیدار رہتے ہیں تو اس سے
واقف ہوتے ہیں۔ نفس خود بخود اپنا کام کر لیتا ہے۔ یہ ایک حکمگانی
ہوئی تماشا گاہ ہے جس کے اسٹیج پر تماشہ ہو رہا ہے اور ہم دیکھ
رہے ہیں جب ہم پوری طرح مستعد و بیدار ہوں تو دوسری قوت
بھی ہمیشہ کے لئے موجود رہتی ہے۔ مگر ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔
اسے کیونکر دیکھ سکتے ہیں؟

حقیقت میں ہم بھان منی کا کھیل دیکھ رہے ہیں۔
دوسرے نفس کا کام روشنی کے لئے بن دبانے جس کی وجہ
سے سرخ۔ نیلی اور سبز روشنی نمودار ہوتی ہے۔ تاروں کو کھینچا جاتا
ہے۔ پتلیوں کو پچایا جاتا ہے۔ اور نظروں کو بدلا جاتا ہے۔

بغیر اس نفس کے کوئی تماشا ہی نہیں ہو سکتا۔
 اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہاں نفس موجود ہے۔
 اس نفس کو تعلیم دینا چاہئے۔ اگر یہ نفس اچھی طرح کام کر رہا ہے
 تو تماشا جاری رہے گا۔ یہ ایک بہت بڑی نمائش ہے۔ یہ جملہ ہر ایک
 کی زبان سے نکلیگا۔
 یہ نفس بہت جلد سیکھتا ہے جس طرح ایک چالاک ستیز طبع
 بھولا بھالا بن جاتا ہے۔

واقعی یہ بہت تیز ہے۔ دنیا میں اس کی آنکھیں عقاب جیسی ہیں۔
 یہ ہر چیز کو دیکھ لیتا ہر چیز کو یاد رکھتا ہے اور کسی چیز کو نہیں بھولتا۔
 یہ ہر چیز پر یقین رکھتا ہے۔

ہے
 اور جس پر یقین رکھتا ہے وہ حقیقت ہو جاتی اور وقوع میں آ جاتی
 ہمارے جسم و ذہن سے جو کچھ ہر روز ہوتا ہے اس میں اس نفس کا ہاتھ
 وہ واقعات ہو کر ہی رہتے ہیں کیونکہ نفس ان کے ظہور پر بھر پور رکھتا ہے
 ڈاکٹر (کوئی) کہتا ہے کہ آپ کو صرف یہ کرنا چاہئے کہ نفس پر
 قابو رکھیں۔ ذاتی اعتماد اور خود تاثیر پیدا کریں۔ اس کا تعلق خواہ آپ
 کی ذات سے ہو یا کسی دوسرے سے۔

اس کے معنی ہیں تسخیرِ قلوب۔ اس کے ذریعے سے ہم جس کو چاہیں
 مستخر کر سکتے ہیں۔

اس حقیقی نفس کی بدولت ناامیدی۔ بے لطفی اور ناقص خیالات

وجذبات کو دور کیا جاسکتا ہے۔

نفسِ نوامہ ہم کو زندگی، تندرستی اور قوت بخشتا ہے۔ اس پر ہر روز
واجبی چیز جو قرینِ عقل ہو اور جس کی ہم کو خواہش ہو یہی مانو جانی ہے۔
مگر دوسرے نفس یعنی امارہ کو اندر داخل نہ ہونے دو۔
یہ تمام خرابیوں کو پیدا کر دیتا ہے۔

نفسِ امارہ کو بھول جاؤ۔ علمِ ہدہ کرور۔ دفن کر دو اگر اس کو مارا
بہت مشکل ہے۔ استادِ ذوق نے خوب کہا ہے۔

بڑے موزنی کو مارا نفسِ تارہ کی گدا

نہنگ اڑ دیا و شیرِ زمارا تو کیا مارا

نفسِ نوامہ کے حکم پر عمل کر کے اس پر بھروسہ رکھو۔ ہر روز میں بہتر
سے بہتر ہو رہا ہوں، اس کلمہ کو آہستہ آہستہ کہو جس طرح کہ بالِ چستہ یا
تبیخ پڑھتے ہیں۔ دوسرا کوئی خیال دل میں نہ لاؤ۔ اس پر کمالی بھروسہ
رکھو حقیقت میں یہ نفس بہار کو چور چور کر سکتا ہے۔

ہم نے ڈاکٹر ”کوئی“ کی کتاب لکھی تھی اس شق میں ہر روز عجائز
ہوتے ہوئے دیکھا ہے +

خفیف شعوری

ہم اپنے آپ کو جیسا سمجھتے ہیں اُس سے بہت زیادہ برتر ہیں۔
ہم میں جو کچھ اچھائی ہو یا بُرائی اس کی موجودگی کو ہم اچھی طرح
محسوس نہیں کرتے۔

مگر اُن کا وجود وہاں ضرور ہے۔ اور فی صدی غنیا نو حصے ہم اس
خیال میں مبتلا ہیں کہ ہم بالکل آزاد ہیں جو جی چاہے خیال کر سکتے
ہیں۔ اور جیسا چاہیں تصور کر سکتے ہیں۔ اور جہاں تک علم ہے ہمارے
کاروبار کے ہم مالک ہیں۔ جہاں تک ہم جانتے ہیں اس میں کوئی دبا
وخل نہیں دے سکتا۔ باوجود اس کے بہت سی چیزیں ایسی ہیں جسکے
لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہم کرنا چاہتے ہیں مگر ہم کر نہیں سکتے۔
ہم دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ ایک حصہ کہتا ہے کہ ہاں
ہم کو یہ کام کرنا چاہئے۔ دوسرے حصے کا یہ کہنا ہے کہ اس پر پورا
یقین نہیں ہے اور غنبت بھی نہیں ہو رہی ہے۔ اور نہ یہ کسی کام کا ہے
آسان نہیں ہے۔ دلچسپ ہے اور نہ صحیح و سالم۔ ہم دوسرے حصے
کی حرکات کا خیال و گمان بھی نہیں کرتے۔

مگر وہ ضرور کار فرما ہے۔ اور دن رات پس پردہ برابر کام کر رہا ہے نہ اس کو رات میں چینا ہے اور نہ دن کو اور نہ کبھی اس کی آنکھ جھپکتی ہے۔

مگر ہم کو اس کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا۔

جب وہ کسی اور سے اختلاف رائے رکھتا ہے تو اس وقت ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ برائی ضرور ہے۔ اس وقت ہم بے صبری اور بے قراری محسوس کرتے ہیں۔ ہم بلا وجہ اپنی طبیعتِ لطیف کھینچتے ہیں۔ یا ہم مضمحل اور کشیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ ہمارا احساسِ پشیمانی ہو جاتا ہے۔ ہم مقابلہ کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہم میں مستعدی باقی نہیں رہتی۔ ہم کو نپستی محسوس ہوتی ہے۔ ہر چیز ہم کو تاریک نظر آتی ہے۔ اور بد سے بدتر دکھائی دیتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر چیز ہمارے خلاف ہے۔ ہماری طبیعت کسی کام کے لئے موزوں نہیں۔ زندگی گزارنے کے قابل نہیں۔ آخر میں ہم اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں کہ اب کس لئے زندہ رہنا چاہئے۔ یہ خیال اس وقت ہم میں جاگزیں ہوتا ہے جب ہم انتہائی زوال اور پستی پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس وقت صرف یہی خیال دامن گیر ہو جاتا ہے کہ سنگھیا کا ایک بڑا خوراک یا ٹھنکیہ کی ایک گولی جو چیز پس پردہ ہم پر سوار ہے یہ اسی کا کام ہے۔ (مگر ہم اس سے واقف نہیں ہیں)

ڈاکٹر ”کوئی“ اس کو قوتِ متصورہ کہتے ہیں۔ ڈاکٹر ”فراڈ“

ڈاکٹر جنگ "ڈاکٹر ایڈریل" اور رائے شرود "اور دوسرے اُسکو بے خبری یا خفیف شعوری کہتے ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ ذہن تماشہ نمائی کا چوترا ہے۔ یہ ایک روشن اور شفاف چوترا ہے جہاں تماشہ کیا جاتا ہے اور ہم اپنی فحشتوں پر سے خیالات، توہمات، خوش دلی، متلون مزاجی کو متحرک ہوتے دیکھتے ہیں۔ مگر ہم صرف تماشہ کا دسوا حصہ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ جو کھیل ہم دیکھ رہے ہیں وہ پورے تماشہ کا ایک نہایت مختصر حصہ ہے۔

چشمہ نور کے احاطہ کے باہر کھلاڑی دکھائی نہیں دیتے۔ حقیقی کھیل۔ اصلی واقعہ اندھیرے میں ہو رہا ہے جو آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اداکاروں کو ہم جانتے ہیں۔ مگر یہ صرف پرچھائیں ہیں۔ ایک مخفی شہنائی اور کمرہ رقص کا غیر محسوس عکس اور پس منظر ہے۔ ہم کو خفیف شعوری کی خبر گیری کرنی چاہئے خود اپنے اور ان لوگوں کے لئے جن پر ہم اثر ڈالنا چاہتے ہیں۔ ہمارے افراد خاندان دوست احباب اور وہ لوگ جن سے ہم ہر روز ملتے ہیں۔

ہر وہ چیز جو اسٹیج پر ظہور پذیر ہو۔ اور اندھیرے میں گم ہو رہی ہو اُس کو آنکھوں کے سامنے دیکھو۔

بعض وقت ہم مجبور ہو جاتے ہیں۔

ہم ماحول کو بُرا بھلا کہتے ہیں جو درست ہے مگر بالکل ورپوری

طرح درست نہیں بلکہ کچھ حصہ، کیونکہ جہاں تک ممکن ہو ہم کو ماحول کی اصلاح کرنی اور اس کو سدھارنا چاہئے۔

خاصکر بچوں اور کام کرنے والوں کے مسئلہ میں یہ بہت ضروری ہے۔ زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہم کس طرح ردِ عمل کرتے ہیں۔ یہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔

ہم ردِ عمل کر کے بہتر بن سکتے ہیں۔ یا نقصان کے ساتھ خفشت ہو سکتے ہیں۔ اچھے آدمی اور برے آدمی کی ماہیت یکہ دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ سیرت، جبلت ہر ایک کی تقریباً یکساں ہوتی ہے۔ جس طرف چاہے وہ اپنے آپ کو لیجا سکتا ہے۔ یہی فرق بہشت و دوزخ میں ہے۔

اس کا خیال رکھو کہ کوئی چیز خفیف شعوری میں ڈوب نہ جائے اور ہمارے ردِ عمل کو ایسا نہ بنادے جیسا کہ نہ ہونا چاہئے۔

میلان طبع

جو شخص ترقی کرتا ہے اُس کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ ایک موزوں شخص موزوں جگہ پہ ہے۔

چونکہ وہ اپنے کام میں ماہر اور اس کو اپنے کام سے دلچسپی ہے اس لئے وہ ہر طرح اس کام کے لئے اور یہ کام اس کے لئے موزوں ہے جو کام وہ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔ اس میں اپنی پوری قابلیت صرف کر دیتا ہے یہی اُس کا میلان طبع ہے۔ وہ اپنے رجحان سے چل رہا ہے جس کی وجہ سے وہ پھل پھول رہا ہے۔

آپ بغیر میلان طبع کے کسی کام کے نہیں۔

ہر ایک کو یہ جلد یا بہ دیر معلوم ہو جاتا ہے۔

اسی ایک راستہ سے آپ کو گزرتا ہے۔ کسی دوسرے راستہ سے آپ جا نہیں سکتے۔

کوشش کر کے دیکھ لیجئے۔ بلاوجہ آپ پریشان نہ رہے ہیں۔

غالباً آپ غیر موزوں ہیں۔ جیسے گول خانہ میں چوکھوٹی چیز۔ آپ کام کرتے ہیں مگر یہ کام آپ کے پسند نہیں ہے۔ آپ اس شخص کی طرح کامیاب نہیں ہو سکتے جس کا رجحان اپنے کام کی طرف مائل ہو اگر آپ

اپنے کام کے انجام دہی کے لئے کوئی بہتر طریقہ اختیار نہ کرینگے تو کوئی کام عمدگی سے آپ نہ کر سکیں گے۔ آپ تیلی کے سیل بن جائیں گے اور خواہ میں بھی شاندار یا کامیاب انسان نہیں بن سکیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کامیابی دراصل اسی کا نام ہے کہ اپنے آپ کو اچھی طرح پہچان لیا جائے۔

اپنے عیب و ہنر معلوم کر لئے جائیں۔ اپنی قدرتی یا فطرتی صلاحیتوں کا پتہ لگا لیا جائے۔

آپ کس کام کو عمدگی سے انجام دے سکتے ہیں۔ کس کام سے آپ دلی لگاؤ ہے۔ اور کونسا کام آپ کے لئے دلچسپ ہے۔ کس کام کی طرف آپ کا دلی رجحان ہے۔ ایسے کاموں کی ایک فہرست تیار کر لیجئے اگر کوئی نابالغ آپ کی نگرانی میں ہے تو اس کا میلان طبع معلوم کرنے کی کوشش کیجئے اور دیکھئے کہ وہ کس کام کو عمدگی سے انجام دے سکتا ہے۔

”میلان طبع“ کچھ نہیں صرف عمدگی و دلدادگی سے انجام دینے کا نام ہے۔ کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو ہم کو کچھ نہ کچھ کرنے پر ضرور مجبور کرتی ہو اس کا تعلق ہم جو خیال کرتے ہیں یا جو کچھ عادی طور پر سوچتے ہیں۔ اس سے نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ جذبہ ہے جو ہم کو بلندی پر اڑا بیجا نا ہے۔

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قوت ارادی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہم خود بخود ایک طرف کھینچے جاتے ہیں اور ہم کو یقین ہے کہ ہمارے لئے یہ مفید ہے۔ اور ہمارا ذہن اس کے جانب متوجہ ہے۔

یہ اس طرح ہے کہ۔

ہمارا ذاتی خیال اس طرح کام کر رہا ہے جیسے کوئی پشتہ بن رہا ہے۔ یا کسی بادل کے منہ میں کان لگایا جا رہا ہے۔ ہم نہ صرف وقت بلکہ کام کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ ذرا ٹھہرئے۔ دیکھئے کیا آفت آ رہی ہے۔ پانی نہر سے اونچا ہو گیا۔ طوفان مچا ہے۔ لہریں اور ٹوک صحرائی کیسے حملے کر رہی ہیں۔ اگر محنت ہے تو روک لو۔ یہ پشتے کو توڑ دیں گے۔ ہر کچھ برباد کر دیں گے۔ پشتے کی پروا نہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ یہ گھاس کا تنکہ ثابت ہو۔ سیلاب کا مد و جزر نہایت شعوری کو بہا دیگا۔ اور رات سے دور کر دیگا۔

بلا میا لقمہ جا سکتا ہے کہ یہ ایسی ہی چیز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو جیسا سمجھتے ہیں ویسے نہیں ہیں۔ ہماری نظر بہت محدود ہے اور ہم بہت کم جانتے ہیں۔ دریاغ بہت سے کہ توڑے گا۔ سواں بعد صرف ہمارے علم میں ہے اور اس کو بھی پوری طرح دیکھنے کی امید نہیں۔

ہم تمام محسوس کر رہے ہیں۔ اور اس احساس کے بغیر چاہے کبھی نہیں سہنے۔

یہی ہمارا وہ نفس ہے جو معروف بہ کار ہے۔

اور یہی ہمارے خواب میں تراپت کر چکا ہے۔

آپ اس کو روک کر صحت مند زندگی نہیں گزار سکتے۔

اسے مضبوطی سے بازو لیجئے چونکہ آپ بے دست و پا بن گئے ہو
شفا خانے مریضوں سے بھرے پڑے ہیں واقعی خفیف شوری
نے مصری مہمی کی طرح ان کے ہاتھ پاؤں بازو دیئے ہیں۔ یہ عصبی
بے چینی کے دورہ میں مبتلا ہیں ضعف اعصاب کی وجہ سے ملوث خیرن
ادر ششدر ہیں۔

ان کے حافظہ کو تاریک کر کے قوت ارادی کو بھی اپنی جھنگل
میں لے لیا ہے۔

جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ تمام مصیبت خفیف شعور کی بدولت
واقع میں آئی ہے۔ اس کو جنگل میں بجا کر دفن اور اپنی آنکھوں سے
دور کر دو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح وجہ اسکاری یا جو کام نامکمل رہتا
ہو اس کی وجہ جبر و تشدد۔ دباؤ، میجان، غصہ کا دورہ۔ پریشانی، شرم
سے چہرے کا عرق آلود ہونا، غلبہ و غضب، خود بخود بلا وجہ پیدا ہو جانا
ادر مٹ جاتے ہیں۔ اور اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔
اس کے یہ معنی نہ ہونگے کہ ہم جو چاہیں کر سکتے ہیں اگر ایسا کر دے
تو برباد و تباہ ہو جاؤ گے۔ خدا ایسا نہ کراے۔

ہمارا سب سے بڑا کام تو یہ ہے میلان طبع پر ہم کس طرح کا
ہو سکتے ہیں اس کا پتہ چلائیں۔ اس کے بہت سے طریقے ہیں مگر ان
میں ایک ہی ایسا ہے جس سے ہم کو نامادہ پہنچ سکتا ہے اور اپنے

زریں جوہر کو آشکار کر سکتے ہیں۔

یاد رکھو کہ فطری مہارت وجدانی طور پر اندر ہی اندر نہایت
مستعدی سے کام کر رہی ہے۔ اور یہی ہماری تحریک کا باعث بنتی ہے۔
اس پر نظر رکھو کہ یہ سرگرمی۔ یار و زافروں ترقی کہیں و بال
جان یا صریح خطرہ کی چیز تو نہیں ہے۔ دیکھو کہ اس کی کلین برابر
کام کر رہی ہیں یا نہیں۔

اور اس کو برابر چالور کھنے کا طریقہ معلوم کر لو۔

اس کو بذاتِ خود کام کرنے دو۔ یہ خود بخود کر لے گا۔
مگر یہ اندرونی فطری صلاحیت کس طرح کام کرے گی۔ اسی پر
زندگی کے عظیم الشان کارناموں کا دار و مدار ہے۔

خود تاثیر سرائی

آپ کا یہ خیال ہے کہ دوسروں کو مستحضر کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ یہ بہترین تصور ہے۔ اس کی وجہ سے آپ بہت جلد ترقی کر سکیں گے۔

مگر یہاں ایک چیز اس سے زیادہ اہم اور مقدم ہے۔ وہ یہ کہ آپ خود اپنے آپ کو کس طرح مستحضر کر سکتے ہیں اور یہی سب سے قریب ترین راستہ کامیابی کا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کی قابلیت پیدا کرو۔

آپ خود اپنے آپ کو بنا اور بگاڑ سکتے ہیں۔

آپ کل کیا بنیں گے۔ وہ آج پر منحصر ہے۔

تاثرات بذات خود کوئی مستقل چیز نہیں۔ وہ عکس ہے سبب

یا علامت کا اس عقیدے کو اگر آپ کھول لیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا

کہ تاثیر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ وہ ایک غلطی ہے جس قدر

گہری نظر ڈالو گے اسی قدر صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا کہ تاثیر عجیب و غریب

طور پر اس طرح چمٹی ہوئی ہے جیسے آپ کا پانا بے یعنی خراب

مگر نفس کے ایسے حصے بھی ہیں جن کو آپ متاثر کر نہیں سکتے

کوشش کر کے دیکھ لیجئے وہ آپ کی رسائی سے باہر نظر آئیگی
مثلاً آپ کے دل کی دھڑکن۔ فراموش کاری۔ جسمانی یا دماغی
زخموں کا انداز۔ ہر جز خود بخود اپنے وقت پر ہوتی رہیگی۔ چاہے آپ
اس طرف توجہ کریں یا نہ کریں۔ البتہ توجہ سے غیر معمولی طور پر جلد صحت
و درستی نہ ہوگی۔ لیکن بروقت خود بخود ہو جائے گی۔ اس طرح نفس
آہستہ آہستہ ثابت قدمی سے اپنا کام کرتا رہیگا۔

اس کے علاوہ چند ایسے کام کاج اور معاملات بھی ہوں گے
جن پر آپ کو کامل طور پر عبور حاصل ہو۔

مگر بغیر آپ کے ارادے اور رضامندی کے ان کا وقوع میں
آنا ممکن نہیں۔

تا وقتیکہ آپ اپنی مرضی سے کام لے کر ان کو ظہور میں نہ لائیں
کسی ایک راستہ کا آپ ضرور انتخاب کر لیں گے۔ وقت مقررہ پر بیدار
ہونگے یا جان بوجھ کر دیر کریں گے۔ آپ دو اپٹیں گے یا بیسے کے سجا
رکھ چھوڑیں گے۔ دونوں میں سے کسی ایک بات کو آپ پسند کریں گے
اس انتخاب کے آپ مختار ہیں۔ آپ ان باتوں سے خود اپنے کو
اثر پذیر کر سکتے ہیں۔ چند چیزیں ایسی بھی ہیں جو خود کار ہیں۔ اور چند
آپ کی مرضی کے تابع۔ مثال کے طور پر سانس کو لیجئے۔ اصلاح
یعنی خط بناتے وقت کوئی خیال ذہن میں آئے۔ یا کسی شخص یا شے
یا کام کا تصور پیدا ہو تو آپ کا ذہن کام کرنا شروع کر دیگا۔ چونکہ

آپ خود اس کی حرکت کے باعث نہیں ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کہیں گے کہ یہ خود حرکتی ہے۔ تاہم اگر آپ چاہیں تو اپنی مرضی سے کام لے کر سانس کو روک سکتے ہیں اور خط بنانے کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر ذہن سے دوسرے خیالات کو نکال باہر کر سکتے ہیں۔

لازمی طور پر ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ہم اعضاء و ذہن کو متحرک کر سکتے ہیں مگر ان دونوں میں کس قدر نمایاں اختلاف ہے۔

رخسار اور کندھوں کو بیچئے۔ بظاہر یہ دونوں جدا جدا دکھائی دیتے ہیں۔ مگر دونوں اکھٹے ہو کر اپنا اپنا کام کرتے اور اپنے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔

جب تک کہ ہم صحیح و تندرست ہیں وہ بہر صورت بل جل کر کام کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم جو کچھ بھی ہیں۔ ہیں۔ ذہن خود بخود کام کرنا بند نہیں کرتا۔ اور نہ اعضاء۔ وہ بل جل کر کام کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح جسم کو ذہن کے ساتھ توفیق سے زیادہ لگاؤ ہے۔

اس لئے اگر جسم بیمار ہے تو ذہن کو بھی بیمار کر دیگا۔

آپ نہیں جانتے کہ مریض کے مزاج کی کیا کیفیت ہے؟

دوسری طرف اگر ذہن پر آگندہ ہو جائے تو اس کا مضر اثر جسم پر بھی مترشح ہوتا ہے۔ جب آپ متفکر پریشان یا ناخوش ہوں گے تو آپ کا مادی وجود بھی یعنی جسم بھی مضطرب ہو جائے گا۔ آپ کی بھوک غائب ہو جائے گی اور آپ سے سخت محنت نہ ہو سکے گی۔

قوتِ ارادی کو کام میں لا کر جس طرح ذہن کو متاثر کر سکتے ہیں۔ اسی طرح جسم کو بھی کر سکتے ہیں۔

خود کو کامیاب بنانے کا یہی سیدھا راستہ ہے۔ مگر بعض اوقات دنیا کا یہ سب سے مشکل کام بن جاتا ہے۔ کیونکہ خواہش اور شیطانت یعنی جذبات و میلانِ خلقی اور عقلِ حیوانی جو ہم میں اندر ہی اندر کا فرما ہیں جو قوتِ ارادی کے لئے ماحول کو گرم بنا دیتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر بکھیر دیتے ہیں اور اس کو اس قدر ناکارہ کر دیتے ہیں کہ اس کی کوئی قیمت باقی نہیں رہتی۔ اس حالت میں بغیر کسی رجحان کے خود کو متاثر کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ نوے فیصدی خود کار نہیں ہے بلکہ اس کا دار و مدار قوتِ ارادی پر ہے۔

ڈاکٹر ”کوئی“ نے اس حصہ کی بہت کچھ تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ مگر ہم کو اس کے معلومات کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف اتنا معلوم کر لیجئے کہ اس کو لاشعوری یا خفیف شعوری کہتے ہیں۔

یہ ذہن تک پہنچنے کا کھلا راستہ ہے۔ اس کے ذریعہ ہم ذہن کو بدل سکتے ہیں۔ اس کا علاج کر سکتے اس کو سدھار سکتے اور طاقتور بنا سکتے۔ یہ سمجھ لیجئے کہ گویا ذہن اور جسم میں سمجھوتہ ہو گیا ہے یعنی ذاتی لاشعوری کے ذریعہ ذہن تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ہم ذہن کو از سر نو صحت مند اور قوت ور بننے پر راضی کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ”کوئی“ کے بتلائے ہوئے خود متاثری کے طریقے سے ہم

ہر چیز کا علاج کر سکتے ہیں۔ کیا یہ بیان آپ کو مبالغہ آمیز معلوم ہوتا ہے؟
اس طریقے سے ہم ذہن میں تبدیلی پیدا کر سکتے اور اس نقطہ نظر
سے انسانی ذہن میں بالتراست پیدا ہونے والے خیالی امراض کو
دور کر سکتے ہیں۔

یعنی ہم خیالی تصورات اور مہوم خیالات کو دور کر سکتے ہیں۔
خود تاثری کی بدولت ہم احساس کمتری سے جو دوسروں کے
سامنے ڈر اور خوف کی صورت میں رونما ہوتا ہے نجات پا سکتے ہیں
اسی طرح اعصابی کم زوری پریشانی فکروں میں گھلنے سے بچ سکتے
ہیں کیونکہ ان کا تعلق بالتراست ذہن سے ہے۔

خود تاثری سے مراد یہ ہے کہ درد کی تکلیف آپ کو نہ ہونی چاہیے
جس کا بالتراست تعلق ذہن سے ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ
اس طریقے سے دانت کے درد سے آرام مل سکتا ہے (یعنی اس کا تعلق
نہ کہنے سے) مگر جس سٹریس ہوئے دانت سے تکلیف ہو رہی ہے
اس دانت کو دور نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح ڈاکٹر ”کوئی“ کے طریقے سے فالج کی تکلیف دور ہو سکتی
ہے۔ مگر وہ اعصاب جن کی قوت زائل ہو چکی ہے پھر زندہ ہو نہیں سکتی
اب آپ کو ڈاکٹر ”کوئی“ کا طریقہ بتلایا جاتا ہے۔

بار بار نفس کے اس حصہ سے جو توجہ اور مشاہدہ باطنی کی سرحد سے
باہر ہے ہم کلام ہوا کرو۔ اس کے لئے بہتر وقت رات کا ہے۔ جب

شعور جھانے لگا ہے۔ اور غیر شعوری عقیقہ دروازہ سے اندر داخل ہوتا ہے اس شعور سے آپ اپنی خواہش کے موافق کام کیجئے۔ اطمینان کے ساتھ بات چیت کیجئے۔ تاکید اُحکم دیجئے۔ مگر اصول کے خلاف کسی غیر ممکن چیز کی خواہش نہ کیجئے۔ الفاظ کو بار بار پھرتی سے دہرائیے۔ بہت سے ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہے کہ خاموشی کے ساتھ ان اشاروں کو لبوں سے ظاہر کرنا ہی کافی ہے۔

آج ہی رات سے اس کو شروع کیجئے۔ یہ ڈاکٹر ”گوئی“ کا مجرب اور آزمودہ طریقہ ہے۔ کہ میں اپنے کام میں ذہن کی یکسوئی رکھوں گا۔ دلہ ہی سے کام کروں گا۔ اس سے مجھے دلچسپی ہے اور لطف آرہا ہے۔ ہر کامیاب شخص کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔

آپ غیر شعوری طور پر کامیابی کا راستہ نکال لینگے جیسا کہ ڈاکٹر ”گوئی“ نے بتلایا ہے۔

آج ہی سے اسی طریقہ پر عمل پیرا کیوں نہ ہوں

نیاروپ

شاید آپ یہ خیال کرنے لگیں کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ تمام شور و غل و ہنگامہ کی کیا ضرورت ہے۔ میری عمر گزر چکی ہے میں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔ اب یہ کامیابی مجھ سے ناممکن ہے نئی عادتیں ڈالنے کی عمر گئی۔ بوڑھے طوطے بھی کہیں بولتے ہیں؟ گو اس میں کچھ صداقت ضرور ہے۔ مگر یہ ایک ناجائز اور بیہودہ رونا ہے۔

اسی خام خیالی میں مبتلا ہو کر کہ اس عمر میں نئے طریقے نہیں سیکھے جاسکتے لاکھوں مرد اور عورتیں ترقی سے محروم و بے نصیب ہیں۔ یہ خیال کہ (۳۵) سالہ عمر کے بعد انسان ناکارہ۔ افسردہ۔ معطل ہو جاتا اور اس کا حال ایسا تپتا ہو جاتا ہے کہ وہ نیاروپ نہیں بھر سکتا۔ بالکل ایک مہل خیال ہے۔

آپ ہر روز ایسے بہت سے واقعات دیکھتے ہیں ایسے کہی آدمیوں کے حالات سے آپ واقف ہوں گے یا ان کی سوانح حیات کا آپ نے مطالعہ کیا ہو گا جو اپنی زندگی میں ہمیشہ ترقی کرتے اور آگے بڑھتے گئے ہیں۔ اور انھوں نے دوسروں پر سبقت حاصل کی ہے۔

اُن کو کبھی کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ کوئی کام اُن کے امکان سے باہر ہے۔ اور اپنے آپ کو انھوں نے کبھی اس قدر عمر نہیں سمجھا۔ کہ نئے خیالات کے مطابق کام کرنے کی عمر جا چکی ہے۔ وہ ہر وقت نئے نئے خیالات کو پیدا کرنے اور سابقہ تصورات کو بدلنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے ہیں۔

اسی وجہ سے ماہرین علم النفس اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ کوئی انسان ایسا نہیں ہو سکتا جو اپنے آپ میں اور اپنے خیالات میں تغیر و تبدل نہ کر سکے۔

عمر کے کسی ایک حصہ پر پہنچنے کے بعد ذہن زنگ لود۔ کند اور ضدی ہو جاتا ہے۔

”یہ خیال ایک شرمناک بیوقوفی ہے علم النفس کے ماہرین اس سے بالکل متفق نہیں ہیں۔

وہ اس سے ناواقف نہیں ہیں جس کو ہم طبیعتِ ثانیہ کہتے ہیں وہ آسانی بدلی جاسکتی ہے۔

عادت کی وجہ ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔ بلا زحمت و تکلیف اس کو جاری رکھ سکتے ہیں اور اس کے بغیر کچھ کر نہیں سکتے اس میں اہلیت ضرور ہے۔

طبیعتِ ثانیہ کے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو عادتوں سے بالکل مبصر تصور کریں

اور فرض کر لیجئے کہ ہر ایک معمولی کام کو انجام دینے کے لئے ذہن کو تیار کرنا پڑتا ہے۔ اور جن امور کو طے کرنا ہے اُن کو مکمل طور پر سمجھیں سکتے معمولی معمولی کاموں میں آپ اس طرح غرق ہو جاتے ہیں کہ آپ کو دوسرے عظیم انشان کاموں کے انجام دینے کا موقع ہی نہیں عادات بالکل ضروری و لازمی ہیں۔ ان کی وجہ سے زندگی آسانی سے گزر جاتی ہے۔ اور یہی خاصیت کی خصوصیت ہے۔ کام کو کس طرح انجام دینا چاہئے اس کو یاد رکھنے کی قوت آپ کی ذات میں خود موجود ہے۔ بغیر اس کے نہ ہم سیکھ سکتے ہیں اور نہ ہم اپنی تربیت کر سکتے ہیں۔

اچھی عادت عقلمندی کی نشانی ہے۔

عادت کا ڈالنا اور اس کا ترک کرنا ایک بہت بڑا منہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ زندگی میں بغیر اس کے تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ ہم نہ تو محفوف ہیں اور نہ ہست مہمت کیونکہ ہم میں تغیر ممکن ہے۔

حبیب موقع ہم اپنی عادات اور طبائع کو بدل سکتے ہیں۔ عادت کے ڈالنے اور بدلنے کی قوت کے بغیر زندگی بے لطف ہو جاتی ہے۔ عرصہ دراز تک زندگی کی یکسانیت اور عادتوں کا عدم تغیر زندگی کو فنا کرنے لگتا ہے۔

عادت خود ایک یاد دلانے والی چیز ہے۔

اور اس کی وجہ سے آپ کے غدود۔ اعصاب اور ذہن کام کرتے ہیں اور یہ بہت جلد سیکھ لیتے ہیں۔

اگر کسی کام کو پہلی مرتبہ کرنے کی کوشش کرو تو یہ آسان نہیں معلوم ہوگا۔ مگر مکرر کوشش کرو گے تو اتنا مشکل نہ پاؤ گے مسلسل کوشش کے بعد بلا خیال کے اس کو بہت جلد کر سکو گے۔ آپ کا کمزور دماغ کام کرنا شروع کر دیگا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ عادت ایک تکلیف چیز بن جائے یا آپ پر حکومت کرنے لگے، آپ اپنی مرضی کے تابع رہ نہیں سکتے، جب تک کہ عادت کو اس میں دخل ہو۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

عادت ایک اچھی رانی اور بری باندی ہے۔

اُس کو اپنی مناسب جگہ پر پڑے رہنے دو۔

عادت کو خدمت کرنے دو۔

اور کسی قیمت پر بھی آپ کو اس پر پوری قدرت حاصل ہونی چاہئے یہ آپ کی غلطی نہ ہوگی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ تغیر کا وقت گزر چکا آپ عادت کے بارے میں ضرورت سے زیادہ دھیلی دوتی

چھوڑ رہے ہیں

آپ بھول گئے ہیں کہ کس کو کس پر برتری حاصل ہے۔

گو یا آپ اپنے آپ کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔
ادنیٰ دماغ بہت کچھ سمجھ کر جا رہا ہے۔ اور دماغ اعلیٰ ساکت ہے۔

مگر دماغ اعلیٰ ہی کا بول بالا ہے۔

اگر ہم نغم و ذکا یعنی دماغ اعلیٰ سے کام نہ لیں تو ہم نہ تو کوئی عادت چھوڑ سکتے ہیں اور نہ دوسری عادت ڈال سکتے ہیں۔

یہ مناسب نہیں ہے کہ ادنیٰ دماغ ہی پر کام چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ یہ قوت ترقی کو زائل کر دیتا ہے۔ اس لئے اعلیٰ دماغ کو کام میں لانا چاہئے۔

اس کے بدولت ہم کام کو عمدگی اور عجلت سے کرنا سیکھ سکتے اور نئے طریقے اختیار کر سکتے ہیں۔

پرانی بڑی عادتوں کو دور کر دو۔ اور نئی مفید عادتوں کے مالک بن جاؤ۔ چونکہ زندگی میں ابتدا سے ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے اور یہی کامیابی کا ایک بہترین اور قابل قدر اصول ہے۔ ایسی قوت کی بدولت عادتیں ڈالی اور پھر بدلی جاسکتی ہیں۔

پوتھاباب

عمری شخصیت

چوتھا باب

عملی شخصیت

قضائے مہرم کے قطعی اجزاء

- | | |
|--|---------------|
| ۱۔ ہمارے لئے جگہ مخصوص کر دی گئی ہے..... کسی قدر | } اس دنیا میں |
| ۲۔ دوسرے لوگ ہمارے لئے جگہ | |
| مقرر کرنا چاہتے ہیں..... کسی حد تک | |
| ۳۔ ہماری جگہ کی نگرانی مادی ماحول | |
| کرتا ہے..... نہیں | |
| ۴۔ ہماری جگہ کا تصفیہ بعض وقت تقدیر | |
| پر منحصر ہے..... بعض وقت | |
| ۵۔ ہم خود آپ اپنی جگہ بنا سکتے ہیں..... تقریباً تمام | |
- ”وڈیلیو جے۔ این ایور
(موجد پلمیرم)

”ہاں اور نہیں“

شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے ”اینوفروٹ سالٹ“ کا اشتہار اخبار میں نہ دیکھا ہو۔

مسٹر جی ہاں۔ (جو اینو کا استعمال کرتے ہیں۔ اور مسٹر جی نہیں (جو اس کا استعمال نہیں کرتے) یہ دونوں بھلے مانس عجیب و غریب دکھائی دیتے ہیں۔ مگر ان میں بہت سی خوبیاں بھی موجود ہیں۔

ان دونوں نے شرط بند بھی ہے۔

مسٹر جی ہاں ”ضرور بازاری لے جائیں گے اور مسٹر جی نہیں“ کو یقینی طور پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا۔

ان دونوں میں آپ کون ہیں۔ آپ مسٹر جی ہاں یعنی متعدد شادماں ہیں۔ یا مسٹر جی نہیں جو بہت بے ترتیب اور افسردہ خاطر رہتے ہیں اور جس سے کوئی اچھا کام ہونے کی توقع نہیں ہے۔ اس کا انحصار بالکل آپ پر ہے۔

دونوں کا توازن کر لو۔ دونوں کی جانچ پڑتال کر لو۔ کسکی؟ مسٹر جی ہاں، اور مسٹر جی نہیں، کی؟ یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔

فی الواقع ان دونوں میں حسب ذیل اختلاف پایا جاتا ہے۔
 مسٹر جی ہاں کہتے ہیں کہ ”یہ میں کر سکتا ہوں“ اور اس سے
 بھی بہت کچھ زیادہ۔ مگر مسٹر جی نہیں بالکل پڑھ رہا اور باپوس
 دکھائی دیر ہے ہیں۔ (اور وہ اپنے دل میں کہتے ہیں) کہ میں سمجھ
 نہیں کر سکتا۔ میری قوت اور طاقت سے یہ باہر ہے۔ میں نے
 اس سے قبل کبھی ایسا نہیں کیا ہے۔ اس وجہ سے اس کو چھوڑ دینا
 ہی مناسب ہے۔

قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ مسٹر جی ہاں جو ہر ایک کام کو
 انجام دے سکتے ہیں۔ ان کی سُرخ روئی ہر ایک کو اپنے جانب
 متوجہ کر لیتی ہے اور ”جی نہیں“ جو ایک معمولی سے معمولی کام بھی
 کر نہیں سکتے اور نہ کم از کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہی اُن کی
 بڑی کم نصیبی ہے۔

اس پر یقین رکھو۔ اور ہمیشہ اس احساس کو تازہ رکھو کہ آپ
 مسٹر جی ہاں ہیں۔

”جب کسی کام کو ہاتھ میں لو تو کہو کہ میں اس کو کر کے ہی چھوڑوں گا
 یعنی طور پر میں اس کو بخوبی کر سکتا ہوں“ بطور خاص اس بات کو
 یاد رکھو اور اپنی ذات پر بھروسہ رکھو اس کی وجہ سے ہر مصیبت کا
 آپ مقابلہ کر سکیں گے۔ کام کرتے وقت آپ کو خوشی محسوس ہوگی
 آپ کا دماغ شگفتہ ہوگا اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بہت

کم وقت میں آپ اپنے کام کو پورا کر سکیں گے۔
اگر کسی تکلیف کو برداشت کرنے کا موقع آجائے تو مسٹر
'جی ہاں' اس کو نہایت خندہ پیشانی سے چھیل لینگے۔ واقعی مصیبت
کا آنا تو ضرور ہے۔ مگر وہ دل ہی دل میں کہتا ہے کہ اس کو میں دور
کر سکتا ہوں مگر 'جی نہیں' قطعی طور پر ایسا خیال کر نہیں سکتا۔ دند
ساز نے مسوڑے میں سن کرنے والی پوکاری دی۔ مگر پھر بھی مسٹر
'جی نہیں' اپنا خراب دانت نکالنے رضا مند نہیں ہوئے۔

ان دونوں میں مسٹر 'جی نہیں' کو بہت زیادہ تکلیف بمقابلہ
مسٹر 'جی ہاں' کے برداشت کرنی پڑی۔ مسٹر 'جی ہاں' نے یہ ثابت
کر دیا کہ وہ سخت سے سخت تکلیف اٹھا سکتا ہے۔ تکلیف اُسکے
بائے کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ اس کا ذہن اس کو قبول کرنے تیار نہیں ہے۔
اس خیال باطل میں مبتلا نہ رہئے کہ آپ اس طرح اپنے
دنداں ساز کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔

یہ ممکن ہے کہ آپ کو درد محسوس نہ ہو۔ مگر اس سے تکلیف
کی جڑ۔ سڑا مواد انت کیا منوز وہاں موجود نہیں ہے؟
خیال میں کچھ نہ کچھ اصلیت ضرور ہوتی ہے۔ اگر ہر مان یہ یقین
رکھنے والا لڑکا کہنے کہ آپ شرط لگائیں ہم دشمنوں کو بری طرح
مار کر بھگا دیں گے "تو پوری فوج اچھی طرح جنگِ جدل کر سکیگی۔
جو شخص یہ کہے کہ میں کر سکتا ہوں (جس کے معنی) یہ ہوئے

کہ مجھے اس کام پر پورے عملی طور پر حاصل ہے اور فی صد دنیا نو بہترین
نکاحاں سکتا ہوں۔ وہ ضرور اس شخص پر سبقت لیجا ئیگا جو یہ
کہے کہ جی ممکن ہے کہ میں بھی کر سکوں !

ایسے مصمم ارادے سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ آپ جو کچھ کرنیکی
خواہش کرتے ہیں وہ بار آور ہوگی۔ آپ ناگوار خیالات جذبات
ہر اس پریشانی تشویش وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ آپ
گھنٹوں۔ پہینوں اور سالوں کو بچا سکتے ہیں اور عمر بھر کی ناوہی
تکالیف سے نجات پا سکتے ہیں اور ان انگشت بے خناتوں
سے جن میں آپ کی آنکھیں چھت کو لگی ہوئی تھیں اور آپ پلنگ
پر پڑے پڑے کروٹیں بدلائتے نجات پا سکتے ہیں جس کی وجہ
سے آپ کے اعصاب آپ کی فہم اور فراست کی بخوبی حفاظت
ہو سکتی ہے۔

آپ ایک بے نظیر قوت کے مالک بن جائینگے اگر جی ہاں
پر آپ پورا اعتماد رکھیں ۛ

اعتماد نفس

ہم روزانہ بھی سنتے ہیں کہ محنت ترقی کا راز ہے۔ دوپہر اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ جفاکش اور محنتی شخص کو کوئی چیز ترقی سے روک نہیں سکتی۔

ہم کو اس سے اتفاق ہے مگر پوری طرح نہیں۔ ہم ایسے بیسیوں آدمیوں سے واقف ہیں جو غلاموں کی طرح محنت سے محنت محنت کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ناکام اور نامراد ہیں۔ جگنو کی طرح ایک آدھ مرتبہ وہ چمک کر رہ گئے۔ مگر گنہگار سے درخشاں زندگی کی طرف نہ آ سکے۔

وہ لوگ جن کی زندگی تابناک ہے آخر ان میں ایسی کوئسی غیر معمولی ندرت ہے۔ صرف وہی کیوں روشن اور نمایاں ہوتے ہیں اور دوسرے نہیں۔ دوسروں کے مقابلہ میں ان میں ایسی کوئسی فوقیت موجود ہے؟

ہم کو بہت سے بلند نظر اور عالی حوصلہ انسان نظر آتے ہیں جیسے آرموڈہ کار و سلیقہ مند کاروباری اشخاص، اخباروں کے ایڈیٹر

جماعت گرجا کے اراکین۔ ٹھوک فروش۔ تمسکات کا سیہ کھیلنے والے۔ بڑی و بھری فوجی عہدہ دار وغیرہ۔ مگر ان کو مدرسہ کی تعلیم تربیت متوقع حالات اور روزانہ مصروفیات سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔

مگر باوجود اس کے ان آگے بڑھنے والوں میں اس قسم کی خوبیاں موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں۔ ان خوبیوں کو ہم ”ترقی کرنا“ ”سبق لے جانا“ آگے نکل جانا“ ممتاز شخصیت“ جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ اپنی موجودہ حالت کو سدھارنے کے لئے اس کی بے حد ضرورت ہے۔ بغیر اس کے ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ بے کار ہیں مہضوئے گوشت میں۔ اسی کی بدولت ہم عزم و استقلال ہمت اور بہادری سے لڑ جھگڑ کر محنت و مشقت سے اپنی جگہ بنا ہی لیتے اور منزل مقصود پر پہنچ ہی جاتے ہیں۔

یہ لوگ ایسے مختلف قسم کے ہیں کہ ان پر متوجہ ہوئے بغیر آپ رہ نہیں سکتے۔ ان کا طریقہ کار بالکل علیحدہ ہے۔ ان کا برتاؤ لوگوں کے ساتھ جداگانہ ہے کسی چیز کا اثر ان پر ایسا نہیں ہو سکتا جیسا کہ آپ پر اور مجھ پر ہوتا ہے۔ ان کا نظریہ زندگی مختلف ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں اس کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ ہماری طرح کھاتے پیتے اور سوتے ہیں۔ اس پر بھی وہ ہمارے مماثل نہیں ہیں۔ ان کا کنڈا ہی الگ ہے، بلندی یا پستی میں جہاں بھی ہوں وہ ہم سے بالکل الگ ہیں

یہ اختلاف کیا ہے ؟
یہ ایک دنیائوسی سوال ہے جو ہمیشہ پوچھا جاتا ہے ۔ کیا کسی
نے اس کا جواب بھی دیا ہے ؟

مکن ہے دیا ہو ۔ مگر ہم تو اس سے لاعلم ہیں ۔
ہم البتہ اتنا ضرور جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو ہم سے اس قدر مختلف
ہیں ، ہر اس میں ہیں ، یعنی ان کو خوف اور ہراس گھبراہٹ
نہیں رہتا ۔ وہ جو کچھ اور جیسے کچھ میں اس کا اظہار کرنے سے بچکے ہوئے ہیں
وہ فطری طور پر بغیر تجویب اور راست باز واقع ہوئے ہیں اور اپنے
خیال کے مطابق کام کرنے سے دریغ نہیں کرتے ۔ ان کا طریقہ زندگی
الگ اور ان کی خواہشات بالکل محدود ہیں ۔ دوسرے کیا کہتے ہیں
اور کیا کرتے ہیں وہ اسکی مطلق پروا نہیں کرتے ۔ وہ زمانہ ساز نہیں ہیں ۔
مگر اپنی طبیعت کے مطابق اس کو ڈھال لیتے ہیں اور اپنے خیالات
کو رو بکار لاتے ہیں دلیر اور نڈر ہوتے ہیں ۔ اپنی ویڑھ اٹینٹ کی منسی رنگ
ہی بنالیتے ہیں ۔ وہ ہنسنے لگا سکتے ہیں ۔ مکن ہے کہ ان کا منہ سحر اڑ دیا
جاتا ہو ۔ مگر ان کو اس کی مطلق پروا نہیں ہے ۔

ان کو اپنی ذات پر پورا بھروسہ ہے ۔

بعض وقت وہ نڈر اور شہریر بن جاتے ہیں ۔

وہ کبھی کبھی دلیر اور بھلے مانس جیسے نظر آتے ہیں ۔

اگر ان کو اطمینان نہ ہو تو وہ کسی کام پر ہاتھ نہ ڈالیں گے ۔

ہم میں سے اکثر لوگ جان بوجھ کر پست ہمت ہو جاتے ہیں۔
ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہی جگہ ہمارے لئے مقرر ہے۔

اس لئے ہم آگے کی صف میں آنے سے گھبراتے ہیں ہم بھڑیا
چال چلتے ہیں جس طرف سب جا رہے ہوں اسی طرف ہم جانا جاتے ہیں
راستے کے مجمع کو چھوڑ کر کسی دوسری راہ پر گامزن ہونے سے ڈرتے ہیں
ہم دوسروں کے سہارے جیتے ہیں ہمارے خیالات بنے بنا ہو ہیں
اپنے ذاتی نہیں ہوتے ایک نیکر ہے جسے ہم پیٹے جاہیں اس طرح ہم
اپنے آپ سے غافل ہیں۔

محض اپنی پست ہمتی اور کم زوری کو چھپانے کیلئے ہم یہ کہہ دیتے ہیں
ہیں کہ میں اپنے حال میں نہیں ہوں سچ تجھ کو پالی کیا پڑی اپنی نیڑ تو
لطف خاص یہ ہے کہ جس شخص نے صدمہ اٹھایا وہ خود آپکا ذاتی نفس ہے
اوپر اس تصور کا شائبہ نہیں کہ آپ لذات کیا ہیں اگر آپ کسی از خود مریدگی
کا یہی حال رہے تو آپ کو بڑے بڑے صدمات جھیلنے پڑیں گے۔
اپنے آپ پر قابو حاصل کر لیجئے۔

سب سے پہلے خود اعتمادی پیدا کیجئے۔ دوسروں سے اختلاف
رکھنے میں گھبرائیے۔ اپنی طبیعت پر آپ حکومت کیجئے دماغ کی کلوں
کو خود کام کرنے دیجئے۔

آپ اگر ایسا نہ کریں گے تو ایسی ناؤ جو پہنور کے قریب پہنچ گئی ہے چکر کھا کر پانی میں
غرق ہو جائیگی۔ اور آپ کامیابی کے راستے سے دور ہو جائیں گے اور یہ خاص تباہی اور بربادی ہوگی۔

جذبات کا خطہ

صاحبِ قوت شخص اپنی مرضی کے موافق سب کچھ کر سکتا ہے۔ نہایت پھرتی اور تیزی سے ہر چیز پر قبضہ پا جاتا ہے۔ کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی۔ نہ تو اس کو چٹائیں روک سکتی ہیں نہ وہ گھامیوں سے گھبراتا ہے۔ وہ بڑھے جاتا ہے۔ اس کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ وہ صاحبِ قوت ہے۔

وہ ایک ایسی ہستی ہے جو برقی تار کی طرح گرم پرواز اور تیز رہے۔ وہ ایک زندہ سرگرم عمل شخصیت ہے۔

وہ نہ صرف طاقتور بلکہ صاحبِ عمل بھی ہے۔ نہایت مصروف کسی کی پرواہ نہ کرنے والا وہ نہ جو اسی ہے اور نہ کم گو اپنے وقت کو برباد نہیں کرتا ہے۔ کوئی چیز اس میں ایسی ہے جو اس کو متحرک رکشاؤں سے روکھتی ہے۔ صرف اس کے ایک اشارہ پر یا زبان سے ایک لفظ نکلتے ہی ہر چیز آ موجود ہو جاتی ہے۔

خواب آلود محل میں بیداری، قدموں میں تیز رفتاری، پیدا ہو جاتی ہے۔ بلند آواز گونجنے لگتی ہے۔ کاروبار زور و شور سے چل رہا ہے۔

خوش حالی کا دور دورہ ہے۔

یہ مرتبہ شخصیت کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے۔

اس کی وجہ سے لوگوں پر حکومت میسر آتی ہے۔

یہ ایک متحرک قوت ہے۔ اندر اور باہر ہر چیز کو روشن کر دیتی ہے

جب وہ اپنی انتہائی قوت پر پہنچ جاتی ہے تو مادی جنس نہیں رہتی۔ یہ

باطنی جذبات، اثرات ضمیر اور مافی الضمیر کو اکسااتی ہے۔ یہ محسوس

ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا وجود حقیقی ہے۔

تعلیم کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تعلیم کا اگینیاں کیا جائے

تو اکثر نظر سے غائب ہو جائے گی۔

تعلیم غیر مذہب و جشیوں کو مہذب بناتی، ہیئت کو بدلتی پہلے

سے زیادہ حسین و شاندار بنا دیتی ہے۔

تعلیم ایک سلاسل یا کوٹ ہے جو ہمارے ناکارہ جسم کو پہنا دیا گیا ہے۔

مگر اس کوٹ نے آپ کو انسان نہیں بنایا۔ تعلیم نے آپ کو گمراہی

میں دفن کر دیا ہے یا آپ کو مسمیٰ کا مسالہ لگا کر آپ کے جسم کو مہصری

مردوں کی نعش بنا دیا ہے۔ اور بس!

حقیقی انسان کیسا ہوتا ہے اس سے تعلیم کو کوئی تعلق نہیں۔

تعلیم کی فراوانی کے باوجود ہم ویسے ہی وحشی ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔

ہم بالکل مجبور اور معذور ہیں اپنی انگلی کو بھی جنس دے نہیں سکتے

تعلیم اگر ناکارگی کو دور کر سکتی اور دماغ کے پردے اٹھا سکتی تو واقعی

تعلیم تھی مگر یہ غلط تعلیم اور بوجھل ہوتی جا رہی ہے۔ اور وہ ایک قدم بھی آگے بڑھا نہیں سکتا۔

صاحبِ قوت صرف وہی چیز حال کرتا ہے جس کی اُس کو ضرورت ہے۔ اور بامِ رفعت پر چڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ چاہے اس کا بوسیدہ اور فرسودہ لباس ہی کیوں نہ ہو وہ مستعد اور ہشاش بشاش رہتا ہے۔ وہ یکہ و تنہا ہوتا ہے۔

وہ اپنی مدد آپ کرتا ہے۔

اس فلکِ کج رفتار کے نیچے زندگی گزارنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ زندگی کے ساتھ ہی ساتھ کامیابی اور کامرانی پیدا ہوتی ہے۔

اُبر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند

شعری تا تو تانے بکف آری و بخت نہ خوری
ہم میں جو خوبیاں پنہاں ہیں اس کو اگر ہم ظاہر کر سکیں تو یہ
ایک میحانِ خیز مسرت ہو گی۔

مگر اسے محسوس نہ کرو۔!

بعض وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے امور طے پا چکے ہیں اور بہت سے زیرِ تصفیہ ہیں۔ مگر حقیقت میں ہم کو جو کرنا چاہئے نہیں کر سکتے۔

پہلے ہمیں نفسِ اتارہ کی سزائش کرنی چاہئے یہ ناہنجاری محض میں بٹھانے کے قابل نہیں ہے۔

اسکی جو مقام ہے وہیں پر اسے جگہ دینی چاہئے اس کی وجہ ہرسم
مجبوظ الحواس ہو گئے ہیں۔

وہ عجیب غریب حرکات کرتا اور ہمیں مضحکہ خیز بنا دیتا ہے۔
یہ اس کا انتقام ہے۔

یہ دبانے اور روک دینے کا نتیجہ ہے۔ یہ آفت خود ہماری لائی
ہوئی ہے۔ اس کا اخلاقی نتیجہ یہ ہے کہ جو کچھ آپ کرنا چاہیں خود کریں
اپنے آپ کو عمدگی سے سنبھال لیں۔ ایسا ہو تو آپ نشانہ ملامت
نہیں گے اور نہ آپ کی طرف انگلیاں اٹھائی جائیں گی۔ رسم و رواج
و نمود و نمائش کے غلام نہ بنو جس سے تمہارے کاموں میں خرابی
پیدا ہو چسپت و چاق رہو۔ متناسب لباس پہنو۔ مچی (مومیائی غ)
ہوئی نقش کی طرح پڑے رہنے کے بجائے کھڑکھا کر زندہ رہنا
زیادہ بہتر ہے۔

متاع بے بہا ہے در دوسوز آرزو مندی
مشحی مقام بندگی دے کر نہ لول شان خداوندی (اقبال)

احساس فرد تری

کیوں گرفتارِ طلسمِ میح مقداری ہے تو (ایضاً)

اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہوشیاری تیز نہی اور عمدہ موقع
حاصل ہونے کے باوجود دوسروں کی طرح آپ باہم عروج پر کیوں نہیں
پہنچ سکتے؟

اس کی کیا وجہ ہے کہ تمہارا اہواز نہایت کم زوری کے ساتھ
ہلکی رفتار سے چلتا اور ڈگمگاتا جاتا ہے۔ اور جہاں سے روانہ ہوا
تھا اسی کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ کیا آپ کی فوٹ اور دماغی قابلیت
کسی نے سلب کر لیا ہے۔ پہلے اپنی قابلیت کا اندازہ کر لو اس کے
بعد دوسروں کی قابلیت کا موازنہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو جائے گا
کہ ہر حالت میں آپ دوسرے سے فوقیت رکھتے ہیں مگر انوس یہ
ہے کہ آپ کو شش نہیں کرتے۔ آپ نہایت اچھا کام کر سکتے ہیں
اس کا آپ کو علم ہے۔ مگر آپ کو اپنے آپ پر بھروسہ اور اپنی ذات
پر قدرت حاصل نہیں ہے۔ آپ میں جو بہترین جوہر مضمر ہے آپ اس کا

استعمالِ عمدگی سے کیوں نہیں کرتے ؟ -
 یہ ایک نفسیاتی کم زوری ہے۔ کوئی چیز آپ کو اندر ہی اندر
 برباد اور تباہ کر رہی ہے۔ یہ بیماری تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے ہر
 شخص اس بیماری میں مبتلا ہے۔ اور بعض وقت قبل از وقوع یہ ہم کو
 مغلوب کر لیتی ہے۔ یہ نہ صرف آپ کے یا میرے لئے ہلک ہے
 بلکہ بڑی بڑی قومیں اس کے ہاتھوں برباد ہو چکی ہیں۔

غور تو کیجئے کہ یہ مرض کیا ہے ؟
 اس کی تفصیل سنئے۔ ”محض یہ تصور کہ آپ دوسروں کے
 مقابلے میں بہتر نہیں ہیں“

آپ کی یہ منطق کہ اس کا ذہن، اس کی قوت، بازو (اگر صحیح ہے)
 تو اس کے درختوں سے سارے کہیں بڑھ چڑھ کر میں۔ یہ خیال کہ
 ”وہ منہ در کا میاں ہو گا اور مجھے ناکامی کا سنہ دیکھنا پڑیگا“ یہ بدیہہ
 کہ وہ کر سکتا ہے اور مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ بس یہی تفصیل ہی اس مرض کی
 ایسے دہم و گمان میں مبتلا سپاہی معرکہ آرائی کر نہیں سکتا۔
 لڑائی کے آغاز ہی میں اس کو شکست فاش اٹھانی پڑیگی۔ یہ لوری
 فوج بڑی بڑی توپوں کی بار۔ یا فوجی داؤ پیچ سے کٹ نہیں جاتی
 حتیٰ کہ قتل عام اس خام خیالی کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔

بسا اوقات ہم اس سے بالکل بے خبر رہتے ہیں کہ موقع پر کیوں
 الفاظ زبان سے نہیں نکال سکتے ؟ کیوں دماغ نے جواب دے دیا ؟

کیوں ہاتھ پاؤں شل ہو گئے۔

ہم سب اس بے چارگی کے احساس سے بخوبی واقف ہیں۔

کہ ”یہ بریکار ہے“ یہ میری تاب و طاقت سے بالاتر ہے۔ یہ زحمت

اٹھانے کے قابل نہیں ہے۔ پھر کیوں نہ اس کو ترک کر دیا جائے؟

ہمیشہ یہ نقصان رساں تصور ہم کو گھیرے ہوئے ہے کہ ہم

فروتر اور کم تر ہیں؟!

اور یہ خط آپ کے اور میرے تصور سے زیادہ گہرائی میں کارفرما

اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اب کوئی اچھی توقع ہمارے لئے موجود

نہیں ہے۔ تمام و کمال ہم کھو چکے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم کو یہ محسوس ہو

رہا ہے کہ اب کوئی راستہ ہماری سلامتی کا باقی نہیں رہا۔ سولے

اس کے کہ زخمی شکار کی طرح اپنے آپ کو صیاد کے حوالے کر دیں یا سر

پر پاؤں رکھ کر بھاگ جائیں۔

جی ہاں!

اسی خیالِ باطل کی وجہ سے ایک مہم خطرے کا احساس پیدا ہو گیا ہے

اسے اچھی طرح سے دیکھ لو۔

آپ کتنی بزدلی اور دناغی کم زوری کے سوا یہ کچھ نہیں یہ فرضی آفت

اور دہشت کس قدر تجب خیز اور کس قدر بھیانک ہے۔

اس آفت کی وجہ ہم کو معلوم ہو گئی اور اس کے علاج بھی معلوم ہو چکا ہے۔

خوف سے مغلوب ہونیکے بجائے اس کا مقابلہ کرنا اور اس کے وجہ

سے واقف ہو جانا چاہئے۔ جس قدر زور و شور سے اس کا مقابلہ کیا جائے گا۔ اب آپ اس میں سے باہر نکلیں گے۔ آپ کو مطلق نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ محض دھوکے کی ٹیٹھی اور دنگھاوے کے سوائے اور کچھ نہیں ہے۔ خود کو آپ کمتر بہار۔ بیزار اور مایوس پاتے ہیں۔ گھبراہٹ نہیں! پریشان اور حیران ہونے کی ضرورت نہیں! اور اس درست رکھئے۔ آنکھ کو بھینکنے نہ دیجئے۔ اور ویسے ہی سیدھے چلے چلیے۔

اس میں خوبیاں اور اچھے خصوصیات ضرور پائے جائیں گے۔

ممکن ہے کہ اس میں کچھ کم زوریاں بھی ضرور ہوں گی۔ پانی کے بڑے سے بڑے ٹکڑے اور گھڑیاں بھی باوجود اس قدر تن و توش کے اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اس کو چیت کر دیجئے اور اس کے نقصان تلک دیجئے۔ آپ کو توقع سے زیادہ بہت سی باتوں میں آپ کو ترجیح حال ہے۔ مگر اس کی تلاش کی زحمت آپ نے گوارا نہیں کی۔

آپ کو ہر چیز کی اہمیت کا اندازہ لگانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ اتنے سادہ لوح کیوں بن رہے ہیں آپ برابر کامیاب بن سکتے ہیں۔ یہی طریقہ کمزوری۔ نا کامیابی شکست اور مایوسی کو دور کر دیتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اپنے کو یہی قوت پر اعتماد رکھو اور اپنے آپ کو اس کے قابل خیال کرو۔

نئی زندگی کو میحان خیر بنانے کا یہی طریقہ اور کامیابی کا یقینی راستہ ہے۔

تسخیر انسانی

آپ اس شخص کی طرح اپنے آپ کو نبالینا کس قدر پسند کریں گے جو دوسروں کو ہموار کرنے اور اپنی جانب مائل کرنے میں کمال رکھتا ہو۔ اگر آپ ایسا کر سکیں تو یہ آپ کے کاروبار میں کس قدر مضبوط ہو گا۔ محالفت۔ نفرت آنا فانا خود آپ کے دل سے دُور ہو جائیگی گہرے تاریک دل بھیا نک اندھی۔ مچھلنے والی دھوپ۔ اور ہر عزت بخش چیز آپ کی شخصیت کی دسوز تجلی میں گم ہو جائے گی اگر آپ کی شخصیت اس قدر درخشاں اور تاباں ہے تو ضرور آپ اپنے کاروبار میں کامیاب ہو سکتے ہیں عظیم الشان فتح کے مالک بن سکتے ہیں فرمائشات کی بھرمار شروع ہو جائے گی۔ آپ کی تجارت میں دن رات جو گنی ترقی ہو گی۔ تجارتی مال کا ایک انبار لگ جائیگا یہ سب کچھ شخصیت اور عمل کھربا نبیت کی بدولت ممکن ہے۔

آپ کو خود اپنے آپ سے کام لینا چاہئے مخفی بجلی کے ٹن کو دبانا اور کلوں پر قبضہ پانا چاہئے۔ اتنا اگر آپ کر لیں تو پھر فوق البشر بن جاؤ گے۔

مسٹر ڈیل کارنگی کہتے ہیں کہ خوب یاد رکھو کہ احساسِ خودی اور نفس ذاتی سب پر مقدم ہے۔ خودی کام کی محرک ہے۔ قوتِ نفس کام کرنے کے لئے آزاد ہے۔ خودی سب کو پسند ہے۔ سب کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت ہے۔ اور اس کی تعریف میں ہر شخص طبع اللسان ہے۔ اس نفس کو برتری حاصل ہے اور زیادہ تر اس نفس سے کوئی غلطی وقوع پذیر نہیں ہوتی۔

نفس کے متعلق ہمارا یہ معزوب تصور ہے۔

یہ ہر ایک کے نفس پر صادق آتا ہے۔

ہر ایک کام کے تحت یہ تصور موجود ہے۔

حقیقتاً افعالِ اسی سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

بغیر اس کے ہم عہدگی سے کام کر نہیں سکتے۔ اگر یہ ہم سے سلب کر لیا جائے تو قوتِ کارکردگی زائل ہو جائے گی اور ہم ایک نفس بن کر رہ جائیں گے۔

لوگوں کے ساتھ میل ملاپ میں ہم اس نفس سے ٹکراتے ہیں اس کو اپنے مفاد کی طرف کیوں نہ پھیر دیا جائے ؟

آپ برقی بٹن کیوں نہیں دباتے۔ برقی تختہ سے تو آپ بے وقت ہیں کھٹکا دباؤ اور یہی ہم کو کرنا چاہئے۔ سختیں اور بہمت سے کام لو۔

اپنے مخاطب کی اچھی باتوں کو مد نظر رکھو۔ اس کی تعریف دے تو صیغہ کرو اور کہو کہ آپ اس سے بہت متاثر ہیں۔ یہ شکل ہی کوئی

اپنی سائنس و تعریف کا مانع ہو سکتا ہے۔
یہ آپ کو اپنی برتری اہمیت اور فضیلت محسوس کرائے گی۔
دوسرا شخص آپ کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنے پر مجبور
ہو جائے گا۔

کیونکہ آپ نے اپنے آپ کو اس سے کمتر اور فروتر بنا کر پیش کیا ہے۔
رحم کا جذبہ سب میں موجود ہے۔ یہ ایک آبائی میلان ہے۔ یہ
ہم کو محبت کرنے، کم زوروں کی دستگیری کرنے، لاچاروں کی مدد کرنے
پر مجبور کرتا ہے۔

یہ خلقی میلان کام کو موثر بناتا ہے۔
حقیقی تعریف دل کھول کر خوب کیا کرو۔
اپنی خطاؤں کا اعتراف کر لیا کرو۔ اور مشورہ لیتے رہو۔
دوسروں کی غلطیوں اور قصور کا ذکر کر دو تو کناہ کا پہلو اختیار کرو۔
محکمانہ انداز چھوڑ دو۔

دوسروں کی گفتگو استقلال و تحمل سے سنا کرو۔

اس کو اپنی لاج رکھنے میں مدد دو۔
اس کو شگفتہ خاطر بناؤ۔ اور اس میں دلچسپی پیدا کرو۔
اس کی دلجوئی کرو۔ اور اس کو ہنسناؤ۔

اور اس کی زبان سے ”ہاں ہاں“ کہلواؤ۔
اُس کو دست بناؤ۔ اگر آپ نے اُس کو خوش کر دیا تو وہ آپ کے

شان و گمان سے بھی جلد تر آپ کے نقطہ نظر سے اتفاق کرنا شروع کر دے گا اور وہ آپ کا دست بن جائے گا۔

”مسٹر ڈیل کارنگلی“ نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ یہ طریقہ نہایت کارگر ہے۔ اُس کو ہزاروں مواقع پر آزمایا گیا ہے، اور ان کے شاگردوں نے اب اس طریقہ کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

یہ سخت سے سخت شخص کو ہموار کر لیتا ہے۔ اس میں کیمیا کا اثر موجود ہے۔ جو پتیل کو سونا بنا دیتا ہے۔

مقناطیسی شخصیت

یہ موضوع اس قدر مقدم اور اہم ہے کہ مکرر اس کو دہرانا چاہتا ہوں۔ ہر انسان کے دل پر قبضہ کرنا اور اُسے موہ لینا چاہئے۔ لوگوں سے تعلقات اور ارتباط بڑھانا چاہئے۔ لوگوں کو اپنے جانب کھینچنا چاہئے۔ آپ میں اور مجھ میں یہ مقناطیسی قوت موجود ہے۔ یہ کوئی پراسرار مافوق الفطرت، غیر طبعی قسمت آزمائی نہیں ہے جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ نہ تو یہ کوئی معصیت ہے۔ اور نہ نقصان رسان یا پُرخطر چیز ہے۔ اس میں نہ کوئی خرابی ہے اور نہ کوئی بُرائی اس کا دار و مدار محض اچھے اور بُرے استعمال پر ہے۔

شاید آپ اس قوت کے متعلق یہ خیال کرنے لگیں کہ یہی وہ قوت ہے جو سانپ کو پرند پر حمل ہے یعنی اس کی جان لینا۔ یادہ قوت جو ذلیل اور مکار۔ یا دُری "راس پون" کو حمل تھی جس نے ملک روس میں بربادی اور تباہی پھیلانی تھی۔ مگر ایسی قوتِ تسخیر کا میسر ہونا کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس کی اچھائی اور بُرائی

طریقہ استعمال پر منحصر ہے۔
اس قوت کی نسبت لوگوں کو زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔
مگر ہم جانتے ہیں کہ اس قوت کی بدولت عورت اور مرد کے
چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔

یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ یہ قوت انسانوں میں رواں دواں
ہے مگر عورتیں بمقابل مردوں کے اس کو بہت جلد محسوس کر لیتی
ہیں۔ اگر آپ کسی کی نسبت یہ کہیں کہ عجیب بات ہے کہ میں اس
کو پسند کرتے بغیر یہ نہیں سکتا۔ گو آپ کو اس کا علم نہیں ہے تاہم
آپ اس دلکش کیفیت کا ذکر کر رہے ہیں جس کو ہم قوتِ جاذبہ
کے نام سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

چند اشخاص آپ کو سکون و قرار دے سکتے ہیں خوشحال
مطمئن اور خود مختار بنا سکتے ہیں اور چند اشخاص۔ آپ کو ناخوش
خوف زدہ مضطرب اور بدظن کر دیتے ہیں۔ جن سے آپ اس طرح
جھجکتے ہیں جیسے سایہ سے۔

یہی وہ قوتِ برقی ہے جو انسان میں سے بکثرت خارج ہوتی
رہتی ہے۔ فی زمانہ ہم برقی قوت سے کافی طور سے واقف نہیں اور
جانتے ہیں کہ یہ کیا کام کر سکتی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہی قوت
دوسروں میں اور ہم میں ہر گھڑی بھڑک رہی ہے۔
جب آپ تھک کر چور چور ہو جاتے ہیں تو آپ کو محسوس ہوتا ہے

کہ کوئی حیر آپ کے اندر سے خارج ہو گئی ہے۔ آپ کتنا ہی مضبوط ارادہ کریں مگر اس حالت میں آپ دوسروں کو متاثر کر نہیں سکتے۔ آپ چونکہ قوت مقناطیسی کو حیرت انگیز طریقہ پر کچھ کرتے یا کچھ کہنے میں ضائع کر رہے ہیں۔

اس لئے اس قوت کی حفاظت کرنا از حد ضروری ہے۔

ہم نے بے قراری یا بے تابی میں اس کو ضائع کر دیا ہے۔ اس فطری طاقت کو جو گیہوں اور راہبوں کی طرح برباد کرنا نہ چاہئے۔

ہمیں مستعدی کے ساتھ اس قوت کو کام میں لانا چاہئے۔

خاموشی کے ساتھ کرسی پر بغیر پاؤں ہلائے یا آرام کرسی کے دستے کو بغیر کھٹکھٹائے اس کا تجربہ کر لیجئے۔

مطلب یہ ہے کہ اس قوت کا استعمال کر کے دیکھئے اور اس کی

حفاظت کیجئے۔

یہ قوت آپ کی عصبی بے چینی کو زائل کر دے گی۔

بڑی عادتوں کو آپ سے چھڑا دیگی۔

آج ہی سے اس کو شروع کر دو۔ غور کیجئے کہ آپ کس طرح اس قوت کو برباد کر رہے ہیں غلامت۔ ناقص صحت، برے کاموں میں آپ کی یہ قوت برباد ہو رہی ہے۔ آپ دوستوں کو برقرار رکھنے، لوگوں کی مہربانی، شفقت ان کی اعانت یا امداد حاصل کرنے کی قوت کو ضائع کر رہے ہیں۔

اچھی غذا۔ فرحت بخش آرام۔ کافی ورزش۔ دوسروں کو گردیدہ

بنا ہونے کی قوت کو پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

اس میں آپ کے ذہن کو بھی خاصہ دخل ہے۔

جب خود آپ کو ہستی محسوس ہونے لگی ہے اور آپ اپنا کام عملی سے انجام نہیں دے سکتے تو ایسی صورت میں دوسروں کو مدد دینے کا سوال ہی اُٹھتا ہے پیدا ہو سکتا ہے۔

زندہ دل، خندہ رو اور ہمشاش و ہنشاں رہنے کی انتہائی کوشش کرو۔ پیشانی پر بل ڈالنے کے بجائے زیادہ شگفتہ رو بنو۔ ہنستے ہی گھر بستے ہیں۔ خیالی پریشانیوں کو دور کر دو۔ خوب یاد رکھو کہ پراگندگی چاک، لباس کی ہو یا دماغ اور دل کی بڑی چیز ہے۔ عمدہ پاکیزہ اور دوستانہ خیال قائم کرو۔ اور ان سے رفیقانہ طریقہ پر کام لو۔

ایسی صورت میں لوگ یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ وہ آپ کو پسند کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔

وہ خود بخود ہم کلامی کے لئے حاضر ہو ا کریں گے۔ آپ کی مدد کیلئے تیار ہو جائیں گے۔ جو لوگ آپ سے بدظن ہیں وہ بھی دوست بن جائیں گے اور آپ کے وہم و گمان سے بھی زیادہ آپ کا حلقہٴ احباب وسیع ہو جائے گا یہ نہایت معقول بات ہے۔

کوئی درد ایسا نہیں ہے جس کی دوا دوست نہ کر سکے۔

قابل اعتماد ہونا

لوگ بالکل وہی کرتے ہیں جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ہم کو یقین ہے۔ اور ہر جگہ ایسا ہی دیکھا جا رہا ہے کہ لوگ جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اپنے احساس کے موافق ہر شخص کام کرتا ہے۔ اس کا تعلق خواہ گرسنگی، خوف، نفرت، یا شوق تحقیق یا کسی اور ہی چیز سے کیوں نہ ہو۔ لوگ اس وجہ سے ایسا کرتے ہیں کہ ایسا کرنے کی ان کو خوش پیدا ہوتی ہے۔

اپنی حیرت مندی کسی سے کام لینے کے لئے اس میں اسی کام کے کرنے کی ترغیب پیدا کرو اگر وہ آپ کی نسبت اچھے احساسات رکھتا ہے تو اس کا یقین رکھئے کہ آپ کو محنتوں کرنے کے لئے وہ خوشی سے تیار ہو جائے گا۔

اس کا اعتماد حاصل کرو۔ اس میں ایسا احساس پیدا کرو کہ وہ بالکل محفوظ ہے اور آپ ایک ایسے شخص ہیں جن سے کاروبار کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور ایک ایسے قابل تجربہ شخص ہیں کہ اگر وہ آپ سے راضی نہ ہوا تو بہت گھٹائے میں رہے گا۔ اور آپ کا

کہا ماننے میں اس کو فائدہ حاصل ہوگا۔

اعتماد کا احساس ہر فعل کے ساتھ موجود رہتا ہے۔ اور جو کوئی ایسا احساس دوسروں میں پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ان سے کام لینے میں مطلق تکلیف اٹھانی نہیں پڑیگی۔ وہ کس قسم کا انسان ہے؟

ہمیں بتلایا گیا ہے کہ ظاہری صورت کا اس میں دخل ہے انسانوں کی شناخت ظاہری حالت، صورت پوشاک اخلاق اور بات چیت سے ہو سکتی ہے۔

یہ بالکل درست ہے کہ جو شخص صاف ستھرا، سلیقہ مند اور بے تکلف ہوگا۔ اس کا ہر جگہ خیر مقدم کیا جائیگا۔ مگر کاروباری شخص کو اپنا پہلا اثر قائم کرنے کے لئے خاص طور پر زیادہ متوجہ ہونا چاہئے ہم کو معلوم ہے کہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو قابل تعریف ضرور ہیں مگر با اثر نہیں ہیں۔

ہم یقین کامل رکھتے ہیں کہ ظاہری وضع و قطع کو اعتماد سے بہت زیادہ نسبت ہے مگر اس سے بھی زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے حقیقی انسان کی پہچان اس کی پوشاک سے یا اس کی شگفتگی سے ہو نہیں سکتی۔ بلکہ ہم تو اس کا یقین ہو جانا چاہئے کہ وہ قابل قدر و منزلت اور دوست بننے کے قابل ہے۔ ہم اس کے ساتھ زیادہ سے خوش گوار تعلقات رکھ سکتے ہیں۔ اگر وہ قابل اعتماد ہے تو ہم

اُس کی مرضی کے موافق کسی کام کو بھی بلا تاویل کرنے کیلئے تیار ہو جائیگا۔
 قابل بھروسہ شخص دوسروں میں قوت کا احساس پیدا کر سکتا ہے۔
 اس میں کوٹ کوٹ کر حوصلہ بھرا ہوا ہے۔ وہ ثابت قدم ہے۔
 شیخی باز یا منلوں مزاج نہیں ہے۔ بلکہ وہ مضبوط اور مستحکم ہے۔ وہ
 صادق القول ہے۔ وہ دوسروں کو دھوکہ نہیں دیتا۔

وہ کسی قیمت پر بھی ہوا اپنی بات کو پورا کر دکھاتا ہے۔ اسکی حالت
 بات لاکھ کی اور کرنی خاک کی۔ کے جیسی نہیں ہے۔
 وہ کبھی عذر بنگ نہیں کرتا۔

اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بلا چون و چرا اعتراف
 کر لیتا ہے۔ اور دوسروں پر اس کا الزام نہیں دھرتا۔
 وہ ڈاواں ڈول آدمی نہیں بلکہ اصول کا پابند ہے۔
 آپ اُس کے طرز عمل سے واقف ہو سکتے ہیں۔

وہ ہر کام کو کرنے کے قبل غور کر لیتا ہے۔ اور جو کام وہ انجام دیتا
 ہے اس کے لئے اس کے پاس معقول وجوہ موجود رہتے ہیں۔

اس کو اپنی ذات پر پورا قابو حاصل ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ
 خود اپنے آپ پر حاوی ہے۔ اور وہی کرتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے۔
 وہ جذبات اور تاثرات سے متاثر ہو نہیں سکتا۔

وہ ایک مکمل انسان ہے اس کی اس کو خبر ہے اور وہ اچھی طرح
 اس کو محسوس بھی کر سکتا ہے۔

وہ اپنی ذات پر بھروسہ رکھ سکتا ہے۔
 یہی خاص وجہ ہے کہ ہم بھی اس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔
 اس قسم کا آدمی ایک دو دن میں بن نہیں سکتا۔
 وہ اپنی ذات پر خود نگرانی رکھتا ہے۔ اور یہ کسی فطرت کا آدمی
 ہے، وہ خود بخود اس سے عیاں ہو جاتا ہے۔ معاشرت سے انسان
 پہچانا جاتا ہے۔

جیسی اس کی دہن ہوگی ویسا ہی وہ دکھائی دیگا۔
 ”جیسی روح ویسے فرشتے“

قابل اعتبار ہونے کے لئے مدت و رکاز ہے۔ قابل اعتبار
 بنا قابل تعریف ہے۔
 ہمیشہ قابل اعتبار بننے کی کوشش کرو اور اس کو پیش نظر رکھو۔



اعجازِ انسانی

اگر آپ کسی سے حسد نہ رکھتے ہوں تاہم کم از کم کسی ایک انسان پر آپ کو رشک تو ضرور ہوتا ہو گا۔ اور آپ کہتے ہونگے کہ کاش میں بھی ویسا بن سکتا۔

”اس کی شخصیت کس قدر دل آویز ہے جہاں وہ جاتا ہے اس کا خیر مقدم کیا جاتا ہے اور وہ ہر جگہ اپنے گھر کی طرح رہ سکتا ہے اس کو دوسروں کے ساتھ تکلف کرنا نہیں پڑتا۔“

حقیقتاً اس پر کونسی خوبیاں مضمحل ہیں اس کا تذکرہ مشکل ہے کوئی غیر معمولی بات دکھائی نہیں دیتی اور نہ وہ کوئی غیر معمولی دماغ کا مالک ہے۔ نہ اس کو چالاک اور عجیب کہا جاسکتا ہے۔ نہ اس کی پوشاک میں کترو فریا ندرق برق پن ہے۔

نہ اس کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں مگر جو کچھ بھی ہے وہ حسبِ رواج و دستور ہے۔

”مگر میں اس کو پسند کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔“
ہر شخص اس کا مفتون و گرویدہ ہے۔

یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ اور باعثِ رشک چیز کا حصول نہایت آسان ہے۔ یہ قدرتِ محض قوتِ مقناطیسی یا جذبہِ تسخیر کی تاثیر ہے جو بلا زحمت فوراً دوسروں کو گر ویدہ مفتون اور فریفتہ کر لیتی ہے۔ اسی کی بدولت آپ لوگوں کو دوست اور پھر وفادار دوست بلکہ اپنا والہ و شیدائنا کر ان کی حمایت اور اعانت حاصل کر سکتے ہیں جب کسی شخص سے پہلی ملاقات ہو تو اس وقت اس سے کیا کہنا اور کیا کرنا مناسب ہوگا۔ اس وقت آپ چاہئے کہ قوتِ فریفتگی موجود ہو۔

پہلے آپ یہ غور کیجئے کہ آپ کو اس شخص میں کیا خوبی نظر آرہی ہے۔ وہ خود غرض اور نفس پرور تو نہیں ہے۔

اگر اس میں یہ خرابی پائی جائے تو پھر کسی کو اس کی پروا کیوں ہوگی؟

اس کو ہمیشہ اپنے ذاتی مفاد کا خیال نہیں سنا تا ہے یہ تو صاف ظاہر ہے اور وہ خواہ مخواہ اپنی رائے اپنی ترنگوں اور اپنے من مانے خیالات کو آپ کے گلے نہیں باندھتا۔

جس قدر غائر نظر ڈالو گے اتنا ہی صاف نظر آئیگا کہ کسی طرح بھی وہ اپنے آپ کو دوسروں کے پیش نظر رکھنے کا انتظام کر ہی لیتا ہے۔ وہ ہر وقت آپ سے ملنے کے لئے تیار ہے۔

وہ آپ کی باتوں سے کبھی نہیں اکتاتا اور نہ بیزاری ظاہر کرتا ہے۔
اور نہ وہ کبھی آپ کو یہ محسوس ہونے دے گا۔

ہر حالت میں وہ ایک نرانی ثابت قدمی رکھتا ہے۔

وہ آپ کی بات کو بلا کسی اکتاہٹ کے ابتدا سے انتہا تک
سناتا ہے۔

آپ بھی اس خصوصیت سے فائدہ اٹھائیے۔

وہ نہایت دلچسپی سے سُن رہا ہے۔ آپ محسوس کر رہے ہیں کہ وہ

دلچسپی لے رہا ہے۔ اور وہ بعض بعض وقت کچھ دریافت بھی کر لیتا ہے

اس طرح وہ آپ کا ہم خیال و ہم زبان بن رہا ہے۔

وہ جہاں بیٹھے گا وہاں ایک رنگی دکھائے گا۔ یہ نہ دیکھیگا کہ

وہ کس کے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ بلکہ آپ کے ساتھ مکالمات میں

شریک ہو جائے گا۔ اس کا ذہن آرام طلب نہیں ہے۔ وہ ایک

پانچ سالہ بچے سے لیکر اسی برس کے بوڑھے تک کی بات حیرت من حصہ

لیتا۔ اس کا ذہن ہمیشہ کام کرتا رہیگا اور وہ ہر چیز میں دلچسپی لیگا۔

اُس کو ہر چیز لائق و مستحق دکھائی دے گی۔

جس کو وہ قلمبند کرتا جائے گا۔

ہر کام کے لئے اُس کا دماغ تندرست اور مستعد رہیگا۔ وہ ہمیشہ

تروتازہ رہیگا۔ وہ کبھی رنگ آلود نہ ہوگا۔ وہ ہر جگہ باعث تسکین رہیگا۔

وہ حد اعتدال سے باہر نہ ہوگا۔ ہر جگہ اس کا استقبال ہوگا۔ وہ

شمع بزم اور رونق محفل بنا رہے گا۔ اور ہر مجلس میں اپنے آپ کو اسی رنگ کا بنا کر پیش کرے گا۔

مگر اس کا نتیجہ کیا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کے جملہ واقعات سے باخبر رہے گا۔

اس میں اس کو تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں گی۔ وہ کونسا درخت ہے جس کو ہوا نہیں لگتی

مگر اس نے اصول بنا لیا ہے کہ وہ اس پر زیادہ دھیان دے گا۔ وہ ہر شخص کو ولکٹش اور ہر چیز میں کشش پائے گا۔

وہ دو ہیروں کی قدر شناسی کرے گا۔ پھر دو ہیروں کا اسکی

قدر کرنا کون سی تعجب کی بات ہے۔؟

مشرق کے الہامی شاعر خواجہ حافظ شیرازی نے اس لمبی چوڑی

داستان کو صرف دو مصرعوں میں بیان کیا ہے۔

آسائش دو گیتی تفسیر اس دو حرفست

باوستان تلطف با دشمنان مدارا

خطابت کی سحر کاریاں

اس وسیع و عریض دنیا میں آپ اپنے لئے راستہ پیدا کر سکتے اور زندگی آرام چین سے گزار سکتے ہیں مصیبت و ادوار کو دور کر کے معاصرین سے سبقت لے جا سکتے اور عظیم ترین شخصیت حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ہزاروں آدمیوں کو دوست بنا سکتے ہیں جو آپ کو تکرار کھوت پر بٹھائیں۔ بہر کیف آپ بھی با اثر ایک قابلِ قدر قوت کے مالک بن سکتے ہیں۔

بشرطیکہ آپ اپنے آپ میں مقناطیسی قوت پیدا کر لیں۔ اس کی وجہ سے آپ کو ارفع و اعلیٰ حلقہ مل جائے گی۔ آپ صدر نشین بن سکتے ہیں۔

یہی قوت آپ کو قائد (لیڈر) بنا سکتی ہے اور ایک بڑی جماعت آپ کے زیر اثر رہ سکتی ہے۔ اور ایک روز آپ قائدِ اعلیٰ کہلا سکتے ہیں۔ مگر اس کے لئے آپ میں ایسے صفات اور کمالات ہونا چاہئے جو عوام میں نہیں پائے جاتے۔

اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں ایسا ثابت نہ ہونے دو کہ

وہ کہنے لگیں کہ اس میں کوئی وصف نہیں ہے اور نہ کوئی اچھائی دکھائی دیتی ہے۔ یہ ایک ادنیٰ درجہ کا شخص ہے۔ اور جو ظاہر داری اس میں پیدا ہو گئی ہے وہ قیادت کے قابل نہیں بنا سکتی۔

غور کیجئے کیا آپ دوسروں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں؟
آپ سے مل کر دوسروں کو خوشی ہوئی چاہئے۔ آپ سے ہم کلام ہونے میں ان کو محسوس نہ ہونا چاہئے کہ ان کا وقت برباد ہو رہا ہے جو کچھ گفتگو کرنی ہو اسی طرح سے کیجئے۔
گفتگو بر محل شیریں اور بھٹوس ہوئی چاہئے۔

اظہار خیال کے ذریعہ ہی آپ مصیبت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔ اس موثر ذریعہ سے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار دوسروں پر نہایت عمدگی سے کر سکتے ہیں۔ خوش گفتار جو چاہے کر سکتا ہے اس کی دل فریب اور ممتثر تم آواز پر لوگ گردیدہ ہو جاتے اور گھنٹوں اس کی گفتگو سے لطف اٹھاتے ہیں۔ وہ بے اختیار داد دینے لگتے ہیں کہ اس مقرر میں بلا کی قوت ہے۔ اپنی مافی الضمیر کی جیتی جاگتی تصویرنگاہوں کے سامنے پیش کر رہا ہے جو الفاظ کہ زبرد ہم اور اتار چڑھاؤ سے بالاتر ہے۔ اس کی صداقت میں ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس میں گراں بہا ہم آہنگی اور ایک قسم کی سٹھاس ہے۔
جب زبان کھولو تو ایسی بات ہو جو جسے دوسرے سن کر خوش

وہ اور بویہی دنیا کا اصول ہے۔ بویہ اور بویہ لئے وہ۔

غور سے سننا سیکھو۔

اچھی طرح گفتگو کرنے والے ہی اچھی طرح سننے والے ہوا کرتے ہیں
اکثر آفت کے پرکالے پہلے اپنی بات منانے کے لئے بے حد
مہر رہا کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ اپنے دل کی بھر اس نکالنا چاہتے
ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد بارش ختم ہو جاتی اور باد چھٹ جاتے
ہیں۔ ان کی گفتگو خاموشی سے کان دھر کر سنو۔ سارا معاملہ نہایت
عہدگی سے طے ہو جائے گا۔

جب گفتگو کرو تو دوسروں کا ضرور لحاظ رکھو۔

اگر وہ بھی کچھ لب کشائی کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو ان سے
چھٹکارا پانے کا یہی ایک یقینی اور واحد راستہ ہے گفتگو کرتے
ہوئے موضوع نہ بدلو ایک سلسلہ ختم کئے بغیر دوسرا شروع نہ کرو اس
سے لوگ اکتا جاتے ہیں۔

جب گفتگو کرو معنی خیز بات بولو۔ اور جو بولو وہ بامعنی ہو جو شخص
ایسا کرتا ہے اس کو لوگ پسند کرتے ہیں اور جو اس طریقہ پر نہیں چلتا
اس سے لوگ بے التفاتی برتتے ہیں۔ اور اسے بہت جلد پہچان جا
تے ہیں۔ غور سے سننے والا فوراً بھانپ لیتا ہے کہ متکلم جلب منفعت
کے لئے ان خیالات کا اظہار کر رہا ہے۔ یا اس سے کوئی ذاتی فائدہ
اٹھانا چاہتا ہے۔ یا فریب دیر رہا ہے۔ اس طرح لوگوں کو فوراً

محسوس ہو جاتا ہے کہ متکلم کوئی معقول شخص ہے یا فریبہ -
جب آپ کسی سے مخاطب ہوں تو نہایت التفات سے گفتگو
کیا کیجئے۔ درشت کلامی اور نہج کی سختی بُری چیز ہے ہرگز آپ کو
ایسا نہ کرنا چاہئے جس سے آپ کی حقیقت معلوم ہو جائے۔
سخت گوئی درشت لہجہ اور بد کلامی کسی کو بھی پسند نہیں آتی۔
ایسی گفتگو کرنے والے سے لوگوں کو نفرت و کراہیت پیدا ہو جاتی ہے
صاف صاف بے لاگ۔ کھری کھری گفتگو کرنی چاہئے ایسی گفتگو
جس جگہ بھی کیجئے لوگ اسے غور سے سنیں گے۔
اگر آپ واضح طور پر صاف صاف گفتگو کر سکتے ہیں تو آپ
یقیناً خوش نصیب ہیں۔

زندہ دلانہ اور خوش باشانہ گفتگو نسبتاً اہم انگیز اور رنج آمیز
گفتگو کے زیادہ مقبول ہوتی ہے۔ اس سے لوگوں کی طبیعت کی
شگفتگی حاصل ہوتی ہے۔

مگر بے محل ہنسی اور بے نیکی ظرافت تکلیف دہ ہے۔ اس سے
اکثر لوگوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ مسخرہ پن کوئی محبوب مشغلہ نہیں ہے
اس سے لوگوں کو فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ بات کرنے والا کوئی
صاحب ذوق نہیں ہے۔

اس لئے جس قدر ہم اس بُرائی سے دور ہیں اس قدر بہتر ہے

ہم سب نقاب پوش ہیں

ہم اس سے کس طرح واقف ہو سکتے ہیں کہ لوگوں کے دماغ میں کیسے کیسے خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسی واقفیت حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

ظاہری صورت سے اندرونی حالت کا پتہ مطلقاً حل نہیں سکتا اکثر آدمیوں کے افعال کی نوعیت اُس حالت سے بالکل مختلف رہتی ہے جیسا کہ وہ خاص طور پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ جو لوگ بظاہر بہت سخت دکھائی دیتے ہیں دراصل وہ ایسے نہیں ہوتے ہم خود اپنی اصلی فطرت پر قائم نہیں ہیں۔

ہم اپنی طبعی حالت دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے۔ اس لئے کہ ہمیں ان پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ ہماری ہنسی اڑائیں یا ہماری کم زوری سے فائدہ اٹھائیں۔

بعض وقت ہم کو جیسوس ہونے لگتا ہے کہ صحیح حالات کا اظہار فائدہ مند نہیں۔ اس لئے ہم اپنے خیالات کے اظہار کے وقت بھٹک جاتے ہیں ہم کو خود اپنی نگہبانی کرنی پڑتی ہے۔ اور آخر یہ

طبیعت ثانی بن جاتی ہے اور ہمیں خود اپنے نفس پر بھروسہ نہیں رہتا۔
کیا یہ نامرادی نہیں ہے؟

کسی شخص کے پاس بھی کوئی روحانی طریقہ لوگوں کے صلی
حالات معلوم کرنے کا نہیں ہے۔ کسی شخص کے ذاتی اور خانگی حالات
ہم مطلق معلوم نہیں کر سکتے۔ ہمارے سامنے ایک اونچی فصیل
ضرور موجود ہے۔ مگر ہم بلا اجازت اس قلعہ کے اندر داخل ہونے
کے لئے ایک قدم بھی اٹھانا نہیں سکتے۔

البتہ اگر وہ کسی طرح ہموار ہو جائیں تو درمیانی خندق پاٹی جا
سکتی ہے۔ اُس وقت ہم حل کر حصار کے اندر داخل ہوں گے۔ اور
ان کو بے نقاب پائیں گے۔ ممکن ہے کہ کمر کھولے ہوئے اس وقت
وہ کسی بجے سے کھیل رہے ہوں۔

یہ ایک بڑی مصیبت ہے۔

انسان فطرتاً شرمیلہ واقع ہوا ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ کہیں لوگ
اُس کی کمزوریوں کو نہ جان جائیں۔ اور اس وجہ سے وہ غلط روی
اور غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ گویا اُس نے اپنی اصلیت کو چھپا لیا
اور روپ بدل لیا ہے۔

اس کا بہروپ اتار لو اس کا نقاب چھین لو گریہ اتنا آسان
نہیں ہے جیسا کہ آپ سمجھ رہے تھے۔

اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ یہی اچھا اصول ہے۔ اُس پر ظاہر

کر دو کہ وہ پُر امن اور مہذب ہے۔ اس کے دل میں اپنا اعتماد قائم کر دو۔ پہلے دوست بنو۔ اگر آپ اس کو دوست بنانا چاہتے ہوں۔ اپنے آپ کو کم تر اور عاجز بناؤ۔ یعنی دوسروں کو ان کی برتری محسوس ہونے دو۔

اپنے نقائص ان پر ظاہر کرو۔ تاکہ معلوم ہو کہ آپ مہمردی اور مدد کے محتاج ہیں۔ پھر ان سے مدد اور اعانت کے خواستگار بنو۔ ان کو اپنی قابلیت و عظمت پر نازاں ہونے دو۔

ان کے مقابلہ میں قیمتی پوشاک مت پہنو۔ اور نہ ان پر ظاہر ہونے دو کہ ان کے مقابلہ میں آپ کی قابلیت زیادہ ہے غرض و معروض کیا کرو۔ ان کو بولنے دو ان سے صلاح و مشورہ کیا کرو۔ تھوڑی سی تعریف و توصیف سے ہمیشہ حیرت انگیز کام سن جاؤ ہیں۔ مگر زیادہ تعریف خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ وہ سمجھ لیگا کہ آپ اُسے بنا رہے ہیں۔ اس طرح بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

جب وہ بات چیت کرے تو دخل در معقولات نہ کیا کرو۔ غور سے سننے کا ہنر سیکھو۔ اس کی زبان بند نہ کرو۔ اس کو مت لوگو اور چستی ہوئی بات اور بے اعتنائی مت کرو۔

بحث و تکرار مت کیا کرو اس سے دوسروں کو انہی کمتری محسوس ہوتی ہے۔ بحث ہم اس لئے نہیں کرتے کہ جس موضوع پر بحث ہو رہی ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ بلکہ بحث سے ہماری مراد مخاطب

پر اپنی علمیت، قابلیت اور طاقتِ لسانی کی دھاک بٹھانی منظور ہوتی ہے۔ ہم ایک خاص غرض کے تحت لوگوں سے میل جول بڑھانا اور خلوص و محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر قیل و قال سے لوگوں کو دشمن کیوں بنائیں؟

ہر بے وقوف اپنے آپ کو بڑا عقلمند اور قابلِ خیال کرتا ہے ایسا آدمی دنیا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی جہالت اور ناکامی کی دلیل ہے۔ بحث اور حجت کی وجہ سے ہم دوسروں کو کھودیتے ہیں۔ یہ ذہنی پریشانی و تکرار ہے۔ کسی سے تکرار یا لڑائی مت مولو۔ کسی سے بحث مباحثہ کر کے اس کا دل مت دکھاؤ۔

تم دوسروں کو خوش کرو۔ لوگ تمہیں خوش کریں گے۔ اور جہاں جاؤ گے سب لوگ خوش آمدید کہیں گے۔ خوش خلقی ایک پھول کے مشابہ ہوتی ہے جس کی خوشبو سے سب لوگ کھینچے آتے ہیں۔



تدریسی نشانی

اگر آپ عوام میں مقبولیت حاصل نہ کریں، اور لوگ آپ کے مخالف رہیں تو آپ ہرگز کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ یہ ناممکن اور قطعاً غیر ممکن ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے لوگوں کی کثیر تعداد کو ہم خیال و ہم نوا بنائے جن لوگوں سے آپ ملیں ان کو اپنا گرویدہ اور دوست بنانے کی کوشش کیجئے۔ دوستی انسانیت کا کمال ہے۔ دوستی ایک گوہر گراں پایہ ہے اس میں کمال حاصل کرو۔ دوستی کشود کار کا ذریعہ اور مطلب برآری کا وسیلہ ہے۔ دوستی ایک ایسی تہ آب کشتی ہے جو مخالف کے جہاز کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

ذرا غور کیجئے کہ ہم کو بعض آدمیوں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض سے نفرت، اسی طرح اگر آپ ملنا جلنا اور دوستی بڑھانا شروع کر دیں تو آپ سے بھی بعضوں کو محبت پیدا ہو جائے گی اور بعضوں کو نفرت اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ لوگوں سے ملتے ہی اس فکر میں

لگ جاتے ہیں کہ یہ شخص مجھے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس سے کیا کام لینا چاہئے۔ یہ میری اعانت اور امداد کس طرح کر سکتا ہے۔ جب دوسروں کو آپ کی خود غرضی کا احساس ہونے لگتا ہے تو وہ آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ پہلے آپ نہایت دور اندیشی سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجئے کہ کس شخص کو کس چیز کی ضرورت ہے اور کون سا شخص کس طرح آپ کا دوست بن سکتا ہے۔ اس کی پچسی کی کیا باتیں ہیں۔

اگر کسی ایسے جہتی سے آپ کی مدد بھڑ مو جائے جس سے آپ کو فائدے کی توقع ہے تو اس وقت آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ آپ اس کو دوست بنانے سے پہلے اپنا ہم خیال بنا لیں گے اس کو خوش کرنے کی کوشش کریں گے۔ مذکورہ سخی۔ لطیفہ گوئی۔ خوش گفتاری سے اس کے دل کو مسخر کر لیں گے۔ اور یہ معلوم کر لیں گے کہ وہ کس بات سے دلچسپی لیتا ہے۔ اور اس کے دلچسپ موضوع یا محبوب عقیدے کے متعلق ایسی گفتگو کریں گے کہ وہ خوش ہو جائے گا اور آپ کو اپنا ہم خیال اور ہم نوا پا کر کھل جائے گا۔ دوسروں کی فطری اور ذہنی مناسبتوں کا خیال رکھ کر دوستی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائے تو دوسرے بھی آپ کے دوست بن جائیں گے۔

یہ طریقہ ہے انفرادی دوستی کا اور اگر آپ محبوب خلائق بن کر عوام کو اپنی محبت کے دام میں گرفتار کرنا چاہتے ہوں تو دوسروں

کی چھوٹی بڑی خدمت کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو۔
 دوسروں کو یہ محسوس ہونے دو کہ آپ توجہ کے قابل ہیں۔
 تو پھر وہ خود بخود آپ کے پاس چلے آئیں گے۔ فطرت انسانی یہی
 ہے۔ ہم اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے ہمیشہ مصروف رہا کرتے
 ہیں۔ اگر کوئی ایسا شخص ہیں ملے جو ہماری خواہشوں کو پوری نہیں
 کر سکتا اور ہم کو خوش نہیں کر سکتا تو ہم اس سے کنارہ کشی اختیار
 کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے لئے کارآمد نہیں ہوتا۔
 ہمارے ان الفاظ سے نا سمجھی اور خود غرضی کی جھلک دکھائی
 دیر ہی ہے مگر اس میں صداقت ہے۔

ہر شخص کیا چاہتا ہے؟
 ہر شخص اپنی آرزوں کی تکمیل، اپنی خواہشوں کی تعمیل میں مبتلا
 ہے مثل مشہور ہے ”بی لومڑی کو پیٹ کا دکھ“ پہلے تو لوگوں کو
 مال و متاع اور رویہ کھانے کی دہن اور حرص رہتی ہے۔ جب اسکی
 تکمیل ہو جاتی ہے تو عزت و شہرت جاہ و شہم کی فکر ہوتی ہے جس قدر
 اس کا رتبہ بڑھتا ہے اس کی حرص اتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ
 دل میں مزید کے نعرے لگاتا رہتا ہے۔

اب آپ کا کام یہ ہے کہ اس کی بڑی سے بڑی دلی خواہش
 کیا ہے؟ اس کی سب ضرورتوں میں کس کو فوقیت حاصل ہے؟
 اس کا پتہ جہاں تک ہو سکے چلا لو۔

اگر آپ مجھ سے دریافت کرنا چاہیں تو میں کہوں گا کہ ہم سب کی یہی دلی خواہش ہے کہ لوگ ہماری نسبت اچھا خیال رکھیں ہم بڑی نظر سے دیکھے جائے اور دل سے اتر جائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ اور نہ اپنی ہنسی اڑائی جانا ہم کو پسند ہے۔

ہم کو چاہیے کہ دوسروں کو اہمیت دیں۔ ہم انہیں لوگوں کو پسند کرتے ہیں جن کو ہم سے دلچسپی ہے۔ اگر چارے ساتھ کوئی سر دھری کا برتاؤ کرے تو ہم کو دلی صدمہ ہو گا۔ ہم کو خاطر مدارات استقبال مرغوب ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس کو کوئی پسند نہ کرے گا۔ بے مروت نہ ہو اگر ایسے ہو گے تو لوگ آپ سے اپنا چھٹا چھڑانے لگیں گے اور ترک تعلق کر لینگے۔

ہمیشہ اس دہن میں رہئے کہ ”فلاں شخص میں جوں بڑھانے اور دوستی کرنے کے قابل ہے۔ اس کو اکثر امور پر کمال عبور حاصل ہے۔ وہ ایسی باتیں جانتا ہے جن کو میں مطلق نہیں جانتا۔“ بچھوں تو سبھی وہ میرے معلومات میں کیا اضافہ کرتا ہے۔

لوگوں میں ایسے گھل مل جاؤ جس طرح کسی دلچسپ کتاب کو ختم کرنے کے لئے آپ اس میں آدھی رات تک جذب ہو جاتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونے دو کہ آپ ان میں جذب ہو رہے ہیں۔ ان کو سر دھرنہ بننے دو۔ بلکہ گرم جوش اور دل سوز بناؤ مگر حد سے بڑھ نہ جاؤ۔ ورنہ لوگوں کو یہ محسوس ہو گا کہ آپ آپ سے باہر ہو رہے

ہیں۔ ان لوگوں سے بلا تصنع سچائی اور صداقت کے ساتھ دلچسپی
لو اور اس کو ان پر ظاہر بھی کر دو۔

لوگوں کی اچھی باتوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ ان کی اچھی عادتوں
کا انتخاب کر لو۔ اور ہمیشہ ان کی تعریف و توصیف کیا کرو۔ اس کی
پرواہ نہ کرو کہ ان کی کوئی چھوٹی ٹیسی بدائی آپ کو پریشان بھی
کر رہی ہے۔

بے انتہائی۔ سرو مہری۔ تند خوئی۔ جھنجھلا نا چھوڑ دو۔ یہ سمجھ لیجئے
کہ آپ کو ایک بھڑکنے والے بن مانس کو اس کی کھوہ سے پرچا کر باہر
نکالنا ہے۔ اس کو روشنی، ہوا اور خوشی کا تحفہ پیش کرو۔ تو پھر وہ آپ
سے بغلیں مہونے سے انکار نہ کر سکیگا۔



دُوسروں کو اپنے آپ کے ترجیح دو

مثلاً مشہور ہے۔ ”اپنی اپنی دُفلی اپنا اپنا راک“ اس کے لئے آپ مجبور ہیں کیونکہ ہماری فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے۔

ہم ہمیشہ اپنی ہی خیر مناتے ہیں۔
اپنی خواہش کو ہم پہلے جگہ دیتے ہیں۔ اپنی ناپسند چیر چاہے بہار میں کیوں نہ جائے ہم کو پرواہ نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب کچھ ہماری مرضی کے موافق ہو۔ ہم اپنی دنیا الگ بنانا چاہتے ہیں۔ جو ہمارے اطراف گھومتی رہے۔ اس طرح ہم اپنے دُھانی چاولوں کی کھچڑی الگ پکانا چاہتے ہیں۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے۔ ع۔ ہر کس بہ خیالِ خویش خبطے دارد۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔
ہم اسی کی بدولت سخت نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ خلوص اور سچائی سے فطرتِ انسانی کا مطالعہ نہیں کرتے۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری ہستی کوئی خاص امتیاز نہیں رکھتی ہم انفرادی طور پر کوئی خاص حیثیت کے مالک نہیں ہیں اس لئے لوگوں کو

ہماری پرواہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہی رحمن بے خودی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جیسی جیسی ہماری عمر بڑھتی جائے ہم خودی کو بھولتے جائیں۔ کیونکہ خودی اور خدائی میں میر ہے۔ اپنے قدح کی خیر منانا چھوڑ دو۔ اپنے کام کاج کے لئے لڑنا جھگڑنا چھوڑ دو۔ دوسروں کو نیچا دکھانا چھوڑ دو۔ خودی یا ذاتی اغراض کو ترک کرنے کا مشورہ شاید آپ کو اچھا معلوم نہ ہو۔ مگر دوسروں کے کاروبار میں یہ کس قدر سود مند ہے۔ خود تجربہ کر کے دیکھ لو تیل ہی پھیبوں کو آسانی سے گھماتا ہے۔ دوستوں سے میل ملاپ بڑھاؤ رنجش مخالفت۔ ناگواری، دشواری کو دور کر دو۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم کو وسیع انجیالی اور فرائخ دلی سے کام لینا چاہئے۔

اب آپ نے خودی کے نقاب کو اتار دیا ہے۔ اپنے ذاتی خیالات اور ذاتی معاملات کو آپ نے خیر باد کہہ دیا ہے اور دوسروں کے ہم آہنگ بننا اور دوسروں کی آنکھوں سے ہر چیز کو دیکھنا چاہو جو کچھ کہ وہ کہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس میں اسی نصب العین کو پیش نظر رکھتا ہے۔

(۱) ایک جان دو قالب بننا اور اس کے اثرات سے اچھی طرح واقف ہو جانا چاہتا ہے۔ اگر ہمارا مقصد یہی ہے تو ہم بھی فائدے ہی میں رہیں گے۔ اس کی وجہ سے ہم سے بہت کم خطائیں سرزد

ہوئیں گی۔ اور ہم کو زیادہ موقع شناسی آجائے گی۔ اس وقت ہم جو دوسروں کی چلتی ہوئی گاڑی میں روڑے اٹکاتے ہیں وہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

اور ہم کم سے کم وقت میں بڑی سے بڑی منزل طے کر سکیں گے دوسروں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ ان کے میلانِ خاطر کا کام کرتے وقت ان کے جذبات کا خیال رکھو اور تمہارے اعمال و افعال ان پر کیا اثر کرتے ہیں اس کو دیکھو۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم کسی شخص سے کاروبار کرتے وقت یہ کہتے ہیں کہ ”کیا اچھا ہوتا کہ اسکے ماہیت سے واقف ہو جائے۔“ یعنی بالمشافہ دیگر دوسروں کے عندیہ سے آگاہ ہو جانا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔

اس کا پل کھل جانا اور وہ جیسا کچھ ہے ہم پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کو آپ اچھی طرح آزمائے دیکھ سکتے ہیں۔

آپ اس کے اوصاف اور عیوب سے باخبر ہو جاتے ہیں۔ وہ کیا چاہتا ہے اس کا علم ہو جاتا ہے۔

اس کی خواہش پوری کر دو۔ وہ آپ کا حلقہ بگوش ہو جائیگا۔ جو دوسروں کے دل و دماغ میں راہ کر لیتا ہے اور اس راز

سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کا یہی انعام ہے۔

خیال آرائی و زودرسی

کامیاب شخص جو چاہتا ہے اس کو حال ہوتا ہے۔
 کوئی چیز اس کو پست ہمت یا برگشتہ کرنے نہیں سکتی۔
 وہ اپنے مقصد کی تکمیل اور ارادے کے سرانجام میں ایسا
 محو ہو جاتا ہے کہ اپنی ذات سے بھی اسے کوئی ہمدردی باقی نہیں
 رہتی۔ جب وہ اس نوبت پر پہنچ جاتا ہے تو غدا، غنیمت، مال و زر و دولت
 اجباب کے بغیر بھی وہ اپنا کام جاری رکھ سکتا ہے۔ اس کے ذہن
 میں ایک شاندار اور بلند مقصد، اس کے دل میں ایک شعلہ فشاں
 اور پرجوش خیال کار فرما ہے۔ اس سے اس کو ایسی قوت اور ہمت
 حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ رستم و قوت بن جاتا ہے کسی بڑی سے بڑی
 طاقت کو بھی خاطر میں نہیں لاتا اور دعوئی کرتا ہے کہ (ع)

بھلا شیر پھیرے تو پنجہ ہمارا

کیونکہ وہ زود فہم اور نکتہ رس ہے۔

بھلا ایسا شخص کامیاب نہ ہو تو پھر کون ہوگا؟
 وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے۔

کیونکہ وہ وہی پاتا ہے جو چاہتا ہے۔
یہی کامیابی کا راز ہے جو ہمارے لئے غور کے قابل ہے۔
کسی کی وہاں رسائی نہیں، اس سے اپنے آپ کو فائدہ
پہنچ سکتا ہے۔ اور کسی دوسرے کو الّا جب تک کہ وہ خود ہوا
پہنچنا نہ چاہئے۔ اکثر لوگ نرم بستر پر پڑے ہوئے ہی دماغ لڑانا
چاہتے ہیں کیونکہ وہ خود حرکت کرنا نہیں چاہتے۔

تیز فہمی ایک ہلکی قوت ہے۔ جب تک ہاتھ پاؤں تیز نہ
ہوں آدمی شرور و برق نہ بن جائے۔ تیز فہمی کی شعلہ و شمی اور سیلاب
صنعتی پیدا نہیں ہوتی۔

یہ انسان کو تڑپا دیتی ہے۔ یہ نہایت چمک و دمک سے
تاماں بلکہ درخشاں ہو کر ایک نورانی فرشتہ کی جیسی تجلی میں نمودار
ہوتی ہے۔ اس کی تابناک تجلی سب کو جلا کر بھسم کر دے سکتی ہے۔
یہ وہ قوت ہے جو کبھی خطا نہیں کر سکتی اور نہ کبھی نازل ہو سکتی ہے۔
یہ ایک ایسا تیر ہے جو تھر تھرتاتا اور لرزتا ہوا اٹھیک نشانہ پر
جا بیٹھتا ہے۔

یہ ایسی قوت ہے جو آپ کی قوت عامہ کو محفوظ رکھتی ہے۔
اور اسے بڑھاتی ہے۔ تیز فہمی زندگی کے مقصد کو پورا کرتی
ہے۔ اگر آپ تیز فہم ہیں تو اچھے موقع کو کبھی ہاتھ سے جانے دیں گے
اور نہ اپنے آپ کو تاراج اور پامال ہونے دیں گے۔

تیز فہمی اور غمی بن دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

انسان کی تیزرسی نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ اس کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔ اس کو فوری خبر ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کہاں جا رہا ہے وہ خیالی بلاؤں نہیں پکاتا۔ وہ ہر کام کو کر دکھاتا ہے۔ کام اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے مصروفیت اس کے لئے مصیبت نہیں ہے۔ وہ ایک لمحہ کو بھی کھو نہیں سکتا دنیا میں وہ ایک نہایت ہی خوش نصیب شخص ہے۔

وہ ذہین ہے۔ قابل توجہ ہے اور ہر ایک اثر کا مرکز بنا ہوا ہے وہ جسمانی و روحانی شکل میں وہاں موجود ہے۔

زود فہمی کا یہی نتیجہ ہے۔

قطعی طور پر یہ ایک گراںمایہ اور اہم نول چیز ہے۔ بالفاظ دیگر اس کو اجتماع ذہن ہی کہہ سکتے ہیں جو شخص فہم ہو، وہی دماغ کی یکسوئی رکھ سکتا ہے۔ اس کے لئے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ وہ خیال کر سکتا ہے اور خواہش بھی رکھ سکتا ہے مگر وقت واحد میں ایک چیز کی۔

اس کو رفیع الشان اجتماع توجہ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

انسان کے فطرتی جذبات اور تصورات کو واقعی طور پر عملی جامہ پہنا کر زندہ نمونہ بنایا گیا ہے جو نظر نہیں آتا مگر اس کو خبر و کار لانا چاہئے۔

آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ مطلع نظر کیا کچھ کر سکتا ہے۔
یہ انسان کو بلند سے بلند تر کرتا ہوا انتہائی عروج پر پہنچاتا
ہے۔ یا اسے قعر مذلت میں گرا دیتا ہے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں۔
تخت یا تختہ۔

یہ اس کو ویسا ہی بنا دیتا ہے جیسا کہ وہ بننا چاہتا ہے۔ یا
وہ جیسا کہ خود ہے۔ وہ ظفر مند ہو سکتا ہے۔ یا کبکٹ خوردہ۔ ایسا
شخص زندگی کے سٹیج پر یا تو کامیاب نظر آئیگا یا خود کشتی کر لیگا
اُس کا دار و مدار اس کے نصب العین پر منحصر ہے۔ کیونکہ ہر شخص کا کچھ
بہ کچھ مقصدِ اعلیٰ ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی نصب العین نہ ہو تو ہمارے
قیمت کچھ بھی نہیں ہے۔

مکمل ہے کہ پہلے پہلے یہ صاف ظاہر نہ ہو۔ مگر اُس کا ہونا لازمی
ہے کہ ہم کیا ہونا چاہتے ہیں یا ہم کیا کرنا چاہتے ہیں ایسے کسی ایک
مقصدِ اعلیٰ کا ہونا ضروری و لازمی اور یقینی ہے۔

ہمارا نصب العین جیسے ہم ہیں ہم کو ویسا ہی بنا دیتا ہے۔
ہمارا فعل اور ہمارا مستقبل بالکل اسی نصب العین کے مطابق
ہوتا ہے۔ یہ ہمارا عکسی ذاتی ہے جو ہم کو بنانا اور نگارتا ہے۔
اُس کو چاک کر دو، اگر یہ ناخوش گوار ہے تو اس کو نکال باہر
کر دو۔ دوبارہ کوشش کرو۔ اور دوسرا بناؤ۔

کوئی نیا نصب العین قائم کر لو۔ اپنے کو اس جیسا بنا لو جس کی

مثال آپ کے سامنے ہے۔ اپنے آپ کو وہی خیال کر و۔ اس کو پیش نظر رکھو جیسا آپ نے خیال کیا ہے ویسے بن جائینگے۔ کیونکہ انسان جو خیال دل میں قائم کرتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے۔ ماہرین علم النفس کا بیان ہے کہ کوئی کام بغیر تصور کے وقوع میں آ نہیں سکتا۔ اور یہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بھی انھیں کا قول ہے کہ کوئی فعل بلا تحریک یا خواہش کے صرف تصور سے رونما ہو نہیں سکتا۔ کوئی فعل خواہ بُرا ہو یا بھلا اپنے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ جو ہمارے تصور کے موافق ہوتے ہیں۔

اگر ہم اپنی ذات سے مطمئن نہیں ہیں تو اس میں تصور کی خطا ہے اور وہی قابل الزام ہے۔ تصنع کو ٹھکرا دو۔ اور جامعہ حقیقت کو زیب تن کر لو۔

دل و دماغ جیسا ہم اپنے خیالی تصور کی جو پرستش کرتے ہیں وہی ہمارا عکس ہے۔ †

ہر ایک کا منظور نظر

یہ مناسب وقت ہے کہ اس کا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کر دیا جائے کہ ہم کس قسم کے انسان بننا چاہتے ہیں۔ شاید آپ کہیں گے کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود دل وہی سے کام کرتے ہیں تو پھر پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

اگر اس پر مکرر غور کیا جائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر قابل توجہ و انتہات ہے۔

کھیل میں جیت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ انسانوں کو کس طرح مطیع کیا جاسکتا ہے۔ دھوکے سے کس طرح جکڑ سکتے ہیں ہم کو دوسروں کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہے۔ اور ان کو ہم سے وہ ہم کو جیتنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ نہ کہ ہمارے میں اور یہی تصور کامل ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہم گھٹا و تہ پتہ کو پسند نہیں کرتے۔ ناقابل اعتماد شخص نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ ہم کو اس سے متروکار نہیں رکھنا چاہئے۔

ایسے عورت مرد قابلِ رحم میں جن سے لوگ محترم زربہنا اچھا سمجھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ بے یار و مددگار رہتے ہیں۔
لوگوں کا جو خیال ان کے متعلق قائم ہوا ہے اُس کے لئے خود ان کو اپنا ہی ممنون ہونا چاہئے۔

وہ دوسروں کے ساتھ موافقت نہیں کر سکتے۔ وہ ہر کام کو اپنے لئے مشکل بنا لیتے ہیں چاہے وہ دفتر بتویا گھریا کوئی کلب ان سے اچھا کام کیونکر سرزد ہو سکتا ہے جبکہ ساری دنیا ان کی مخالفت پر تلی ہوئی ہے۔

بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں کوئی خاص خصوصیت نہیں ہوتی۔ واقعہ یہ ہے کہ ان میں دنیا نوے فیصدی ایسے ہوتے ہیں جن میں کسی قسم کی برائی پائی نہیں جاتی۔ تاہم وہ دوسروں کے دلوں پر کسی طرح بھی اثر ڈال نہیں سکتے اور نہ مفتون و فریفتہ ہی کر سکتے ہیں۔ اور نہ کسی کے منہ سے اُن کے متعلق یہ بات نکل سکتی ہے کہ کیا ہی اچھا آدمی ہے کوئی کام ایسا نہیں ہے جو میں ان کے لئے کرنے تیار نہ ہو سکوں۔ وہ اس سے بھی بہت زیادہ کے مستحق ہیں۔ مگر افسوس کہ دوسروں کی نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ انھوں نے اپنے آپ کو اپنے کام کو اور اپنی آوازی کو نہایت ہی سستے داموں بیچ دیا ہے۔

کاش ان کو ٹھیک طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ کس طرح وہ

بازار جہاں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم کو اکثر ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں کچھ نہ کچھ خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔

ہم دل سے اس کا اعتراف کرتے ہیں مگر یہ کیا ہیں۔ اس سے ہم بالکل ناواقف ہیں۔ اور ان کو احاطہ الفاظ میں گھیر نہیں سکتے۔ ان میں کوئی چیز ایسی ضرور ہے جو ہم کو ان کی جانب کھینچ رہی ہے۔ جس کی وجہ سے ہم ڈمکھا رہے ہیں اور متاثر ہیں۔ ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ مکمل انسان ہیں، فوق البشر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ یکتائے زمانہ ہیں۔ آپ ان کو پسند کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ ان کی بات سے ایک لفظ نکلتے ہی اس کی تعمیل فوراً بخوشی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دوستی پیدا کرنے کے گڑ سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ ان کے چاہنے والوں یا دوستوں نے ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا ہے۔ آج وہ کچھ نظر آتے ہیں یہ سب دوستوں کی امداد اور اعانت کا نتیجہ ہے۔

ہم کو ان کے جیسا بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

شاید یہ آپ کو مشکل معلوم ہو اور آپ اس کام کو فوق الفطرت سمجھنے لگیں۔ کیونکہ آپ اوسط درجے اور متوسط معیار کے آدمی ہیں۔ مگر سنجیدگی سے غور کیجئے تو یہ بہت ممکن ہے کہ آپ بھی ان تمام خصوصیات کو حاصل کر سکتے ہیں یہ آپ کے بس کی بات ہے۔ دوبارہ اس پر غور کیجئے۔ وہ لوگ بھی آپ کے اور میرے

جیسے میں۔ یہی گوشت پوست اور یہی دل اور یہی دماغ رکھتے ہیں کسی بات میں وہ ہم پر فوقیت نہیں رکھتے۔ انھوں نے کوئی خاص معرکہ نہیں کیا۔ وہ نہ تو قوی الجسم پہلواں ہیں اور نہ کوئی نادار الوجود شخصیت رکھتے ہیں۔ مگر باوجود اسکے ہر شخص کی زبان انکی تعریف تو صیغہ سے لال ہے۔

اور وہ ہر ایک کے منظورِ نظر ہیں اُن میں صرف اتنی خوبیاں ہیں کہ۔ وہ دوزبان و راز نہیں مگر شیریں گفتار ہیں۔ دوسروں کے ہزار الفاظ کے مقابلہ میں اُن کے دو ایک جملے زیادہ کارآمد ہیں وہ اپنی موجودگی میں دوسروں کو شادماں میر برآوردہ و ذی رتبہ بنا دیتے ہیں۔ وہ پر شور اور غل غبارہ کرنے والے نہیں۔ وہ کبھی کسی یہودگی کا ارتکاب نہیں کرتے اُن کی زبان سے دل شکن الفاظ کبھی نہیں نکلتے۔

یعنی وہ دوسروں کو نصف راستہ ہی سے پُر زور استقبال کر کے انھیں اپنی راہ پر لگالیتے ہیں۔ وہ کسی مجمع میں بھی ہر دلعزیزی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اس نئے ڈھنگ اور انداز سے لکھے ہیں۔ وہ انسانوں کو اپنا گرویدہ و فریفتہ بنانے کے فن سے بخوبی واقف ہیں حقیقت میں ان کی کامیابی کا یہی راز اور ان کا یہی ایک ہنر ہے۔

ہم کو آج ہی سے تند خوئی اور بے مہری کو دور سے سلام کر لینا چاہیے۔

کیوں نہ ہم اُن کی اچھائیوں کو نوٹ کر لیں اور ان
پر عمل کرنا شروع کر دیں۔
کمال تو جب ہے کہ آپ بجنسہ ویسے بن جائے۔



کارِ نیگی کے اصول

آپ نے کبھی سنجیدگی سے فنِ تسخیرِ خلافت یعنی لوگوں کو طبع کرنے کے معاملہ پر غور کیا ہے۔

اب تک صرف چند آدمیوں نے ہی اس پر غور کیا ہے۔

اور اس کا نتیجہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گئے ہیں۔

”ڈیل کارِ نیگی“ ہر برٹ کینسن۔ پل مین۔ ان آیور۔ نیو کین

وغیرہ نے اس فن میں نہایت حاصل کی ہے۔ اور دنیا کو بتلایا

ہے کہ لوگوں کو مسخر کرنے اور ان کو مہوار بنانے کا صحیح طریقہ کیا

ہے کس طرح لوگوں کی عنایت و نوازش حاصل ہو سکتی ہے اور

کیونکر آپ کامیاب ہو سکتے ہیں اور کاروبار کو کیسے بڑھایا جاسکتا

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ کس طرح کام

کرتے ہیں۔ ان کی خواہشات۔ تمنائیں۔ جذبات۔ خیالات سے

جہاں تک بن سکے پوری طرح واقف ہونے کی کوشش کرنی چاہئے

عوام کے علم میں یہ بات لانی چاہئے کہ آپ میں ہر کام کے

کرنے اور سیکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔ دیپ مالا

دریافت کر لو۔ اور منظور دیکھ چن لو۔

توت کے حصول کا یہی ایک راستہ ہے۔

”کار نیگی“ کی تصنیف حصول دوستی اور تسخیر انسانی کے کسی ایک صفحہ کا مطالعہ کرو تو آپ کو سینکڑوں ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو آپ کے دائرہ معلومات سے باہر ہیں اور کچھ ایسے سیدھے سادے اصول جن پر آپ سالہاں سے کار بند تھے۔ آپ کے لئے باعث حیرت بن جائیں گے۔

آپ اپنی طرز روش کو حقیقی صورت میں دیکھ سکیں گے اور اس کا دوسروں پر کیا اثر مترشح ہوتا ہے۔ یہ معلوم کر کے بھی آپ کو سخت حیرت ہوگی۔ اور آپ کو صاف صاف نظر آنے لگے گا۔ یعنی آپ حقیقت کو سمجھنے لگیں گے۔ اور آپ یہ معلوم کر کے کہ آپ نے اب ہر کام کو بہترین طریقہ پر انجام دینے کا طریقہ اور راز معلوم کر لیا ہے مارے خوشی کے اچھل پڑیں گے۔ کیونکہ ”کار نیگی“ کے بتلائے ہوئے اصول نہایت آزمودہ ہونے کا علاوہ ہمیشہ بالکل صحیح اور ہر موقع پر بہترین ثابت ہو چکے ہیں۔

کار نیگی اور دوسرے ماہرین طبیعات نے ہزاروں پر تجربہ کر کے باقاعدہ عالمانہ اور سائنٹیفک اصول آپ کو بتلائے ہیں اس فلسفہ انسانیت نے ہم کو وہ پوشیدہ قوت بخشی ہے جس کے ہم مدت سے متلاشی تھے۔ کار نیگی نے ایسا کوئی عظیم الشان

پروگرام ہمارے سامنے پیش نہیں کیا ہے جو حد درجہ مصیبت انگیز ہو بلکہ انھوں نے ہماری موجودہ قوت کا احساس ہم میں کرا دیا ہے کہ سامنے سوچ بورڈ یعنی برقی تختہ رکھا ہوا ہے اس میں روشنی کے برقی ٹن موجود ہیں ایسی صورت میں ہمیں بجلی کے کھٹکے کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ کار نیگی نے جو کچھ کہا ہے اس کو یہ تمام وکمال اس جگہ دہرانا نہیں چاہتا۔

کیونکہ یہ کار نیگی کے ساتھ صریحاً ناراضانی ہوگی اسکے لئے آپ ان کی کتاب ملاحظہ کیجئے۔ ڈیل کار نیگی کی یہ کتاب دوست کیسے بنائے جاسکتے اور لوگوں پر اثر کیسے قائم کیا جاسکتا ہے۔ ڈی جی بی تاراپور والا بک سیلر ممبئی سے طلب کیجئے۔

میں جو بیان کر رہا ہوں وہ کار نیگی کے اس بیان کا خلاصہ ہے کہ انسان کیونکر اپنے خیالات کو پلٹا سکتا ہے انسان اپنی زندگی میں اپنے من بھاتے خیالوں بزنسوں اور امنگوں کو ترک کر دینے کے مقابلہ میں اپنے کسی عضو کو (مولیٰ گاہر کی طرح) ضائع کر دینا زیادہ پسند کرے گا۔

چلر فروش اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وجہ مانوس اور نامیدہ کی لہران کے چہرے پر دوڑ جاتی ہے۔ وہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ یہ سخت جان خریدار بڑا نا سازگار ہے اور اس کو بھانا بیڑھی کھیر ہے۔ انھوں نے ہر طریقہ سے کام لیکر دیکھا۔ اپنے ہر ایک

داو پیچ کو آزمایا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کاش وہ اس نئے طریقے سے واقف ہوتے۔

دیکھئے مسٹر کار نیگی اس فن کے نہایت وسیع معلومات اور خاصہ تجربہ رکھتے ہیں۔

ان کے ہدایت پر عمل کرنے سے بول اٹھینکے کہ منہ زور گھڑی کے چابک سوار نے چوگان بازی کی بڑی نمائش میں بازی جیت کر بیش بہا انعام پایا ہے۔
سنئے کار نیگی کیا کہتے ہیں۔

اُن کا کہنا ہے کہ بسم اللہ ہی غلط نہ ہونے پائے۔
دوسروں کو اپنی رائے کے اظہار کا حق پوری طرح حاصل ہے۔
ان پر ایسا ظاہر کرو کہ انکی رائے اپنی رائے سے بہتر ہے۔ اور یہ تبادلوں کے اس میں ان کی فراست اور دانائی جھلک رہی ہے۔
خدا کے لئے کاروبار یا تجارت میں حرکتہ الّا راجحت یا مباحثہ مت کرو کہنے سے ضد سوا ہوتی ہے۔ مناظرہ یا بحث میں کامیاب ہونے والا اپنے مطلب کو کھو دیتا ہے۔

خود نمائی کو بھول جاؤ۔ اور آپ کو اس کی جگہ رکھ لو۔
اگر آپ کسی چیز کو فروخت کرنا چاہتے ہوں تو پہلے خریدی کی گفتگو کریں۔ کہ اس کو کیوں خریدنا چاہئے؟ اور ابھی اور اسی جگہ خریدنا کیوں ضروری ہے؟

جہاں تک ہو سکے گفتگو مختصر کیا کرو۔

دوسروں کو جی کھول کر بکواس کرنے دو۔

ان کو اپنی طبیعت کے موافق کام کرنے دو اسی سے آپ کی کامیابی اور مطلب براری ہوگی۔ ایسی بات کرو کہ وہ آپ کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہو جائے اور یہ کہہ اٹھے کہ بے شک یہ میرا ہم خیال ہے۔

جس قدر مخالفت کم ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

معقول دلائل پیش کرو۔ بلند آہنگی اور اسباب و دلائل سے کام لے کر اس کو تلاؤ کہ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے اس کے لئے وہ کیونکر قابل قبول ہے۔

اس کو مقابلہ کی دعوت دیکر جوش و خروش میں لاؤ ❖



سیویب کے اصول تسخیر

ہم کو روزانہ کاروبار ملاقات سیر و تفریح ہر سلسلہ میں ایسے بیسیوں آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جو مستقل اور اصل آدمی کے مالک اور خود رائے اور بیجا مخالفت کے عادی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اگر ہم رنگ اور ہم خیال نہ بنا لیا جائے تو خدا جانے کس قدر نقصان اٹھانا پڑے جس کسی نے ان میں سے خیالات کو بدلنے، اور ان کو ہم نوا بنانے کی کوشش کی ہے وہی جان سکتا ہے کہ یہ کس قدر کٹھن اور کتنا دشوار کام ہے۔ یہ کام نفسیات کے فاضلوں اور کردار انسانی اور روایات کے خصوصی ماہرین کے لئے ایک نہایت حوصلہ شکن آزمائش ہے آپ اس حقیقت سے واقف ہونگے کہ ہزاروں مرتبہ کاروباری اشخاص اور صنایعوں وغیرہ نے اس خاص معاملہ کی مشکلات کو رفع کرنے اور ایک دوسرے کے مخصوص طریقوں سے واقف ہونے کے لئے اپنے ساتھیوں سے مل کر کوشش کی ہوگی اور سمجھوں نے سر جوڑ کر غور کیا ہوگا کہ کس طرح ان میں چلوں کے خیالات

کو موزوں اشکال میں رام کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ ہمارے حسبِ منشا کام کر سکیں۔

ذہن کی تربیت منسوسوئب کے خیال میں ایک اہم چیز ہے جو آرام و اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ اس اہم کام کے متعلق سوئب کا بیان ہے کہ پتھر کو بھی نرم بنایا جاسکتا ہے۔ چونکہ کسی میں فقط و صرف بر سنگ سخت بھی ملائم ہو سکتا ہے۔

کیس۔ کارنگی۔ نیولین۔ ایل۔ روئے۔ شیروڈ۔ ان آیوہ۔ کلنڈر۔ وغیرہ بھی اس سے متفق ہیں کہ اگر ہم کسی کو اپنا ہم خیال نہ بنا سکیں تو اُس کے لئے ہم خود موردِ اُکزام ہیں۔ کیونکہ ہم نہایت سریع الحس اور تنک مزاج واقع ہوئے ہیں۔ بلکہ ممکن ہے کہ ہم کو روماع بھی واقع ہوئے ہوں۔

ہم میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو تھوڑی سی فراست بھی نہیں رکھتے اور نہ موقع شناسی ہی کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہم اپنے آپ کو مصروفِ بکار بھی نہیں رکھتے۔ ہم آرام طلب اور تن آسان واقع ہوئے ہیں۔

کسی شخص کو ہمارا کرنا اور کسنی سنگٹ ل کو بچلانا ایک بدیرانجام پانے والا کام ہے۔

پیشینہ کا ایک نقطہ موجود ہے۔ اس کو یقین کیجئے مگر اس نقطہ

تک پہنچنے کے لئے ہم کو سعی بہم کرنا چاہئے۔ کوئی چیز نامکن نہیں ہے۔
 واقعہ یہ ہے کہ ہم خود کسی موقع سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔
 ”چارلس سوئب“ کو اس فن میں وحید العصر تسلیم کیا گیا ہے
 کیونکہ اس نے بڑے بڑے من چلے اور سخت جان سرکش فتنہ رواڑوں
 کو مستحضر کر لیا ہے۔ وہ مداحی اور ثنا خوانی کے افسوں کا ثنا خواہ آج۔
 دنیا میں کوئی شخص بھی اپنی تعریف و توصیف کو ناپسند نہیں
 کرتا۔ مگر سوئب کہتا ہے کہ تعریف ایسی ہو جو مخلصانہ کہی جا سکے
 خوشامدانہ تعریف عموماً اچھے نتائج پیدا نہیں کرتی۔
 ہر شخص مدح مہرائی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ
 یہ عزت بخش اور جاں فزا چیز ہے۔

کیونکہ اس سے ان کا انقباض خاطر دور ہو جاتا ہے۔ اور وہ
 سرور و مستعد بن کر ہمارے سبھی ٹکرانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔
 تعریف کرنے میں زیادہ سے زیادہ فراخ دل بن جاؤ یہ سوتب
 کا کہنا ہے..... یہی ایک نکتہ کی بات ہے۔

جس سے ملو پہلے اس کی تعریف کرو۔ پھر جو امور آپ کے پسند خط
 نہیں ہیں یا جن سے آپ کو اتفاق نہیں ہے۔ ان کا ذکر عمرگی
 سے کرو۔ اور جہاں تک ہو سکے ان کے متعلق استمراج کر لیا کرو
 پہلے اپنی رائے ظاہر نہ ہونے دو۔ اگر کسی مصیبت کا سامنا ہو تو
 اس کو منہسکر مال دو۔ اس کو معمولی مہمل۔ مضحکہ خیز خیال کرو۔

اپنی ناکامی، مصیبت اور ستم کی کہانی سنایا کرو تاکہ اس کے ہمدردی کا جوش بھڑک اُٹھے۔

اگر کسی سے کوئی سنگین غلطی ہو جائے تو اُس کا ذکر کر کے کسی کو شرمندہ نہ کرو۔ اس کی لاج رکھو، یہ آپ کے لئے بھی منفعت بخش ہے۔ اس کا پول کھولنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ اُس کا نہایت مضراثر پڑے گا۔ اس سے وہ ضد اور مہٹ کرنے لگے گا اور یہ بات اسے گستاخ بنا دے گی۔

کسی شخص سے ملاقات کرنے سے پہلے اس کی چھوٹی سے چھوٹی کارگزاریوں اور اس کے عمدہ خیالات کا جس کا تعلق اس کی ذات سے ہو خفیہ طور پر پتہ چلا لو۔

کسی صورت میں بھی اس کی خودداری کو ٹھیس نہ لگاؤ۔ ہمیشہ اس کا مشورہ بہ نظرِ عزت دیکھو۔ اس طرح آپ اس کے ہم نوا بنیں اور اسکے ساتھ ملائمت سے پیش آکر اس کو مخالفت سے باز رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ چونکہ وہ اب آپ کا مخلص بن گیا ہے اسلئے اب اس کو آپ کے منصوبوں کے مفہوم کو سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگے گی۔ *

فن بیچ یا بیوپار

فروخت کرنا ایک بہترین فن ہے۔ اُن لوگوں کو جن کا تعلق بیوپار اور تجارت سے ہے اس فن میں مہارت حاصل کرنی چاہیئے۔ مگر اس کے حصول میں انسان ساری عمر بھی صرف کر دے تو بھی بعض وقت مبتدی ہی رہتا ہے۔

فروخت کنندہ خود دوسرے لوگوں سے زیادہ اس سے بخوبی واقف ہیں کہ خریدار کو خریدنے کے لئے تیار کرنا کس قدر سخت اور مشکل کام ہے۔

فروخت کنندہ فطرتِ انسانی سے جس قدر زیادہ واقف ہوگا اتنا ہی بہتر ہے۔

اس کی وجہ سے تمھاری زندگی پرمسترت اور آرام دہ ہو جائے گی رنج و ملال اور اختلافات کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے یا اس کن واقعات اور خامیوں کو رفع کر سکو گے۔ اور ترقی کی انتہائی بلندی پر پہنچ جاؤ گے۔

کینسن نے اپنی ایک کتاب میں ”فروخت کنندگان کے لئے چار نکات“ میں بڑی کارآمد باتیں بتائی ہیں۔ جو اس فن پر قابلِ قدر اور

نہایت ہی اہم کتاب ہے۔ اس سے فروختگی کے طریقہ اور اس کی تفصیلات معلوم ہوتی ہیں۔

کیتس کا اس پریشانی کا حل ہے کہ جس قدر زیادہ بکری ہوتی جائے گی اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خریدنے کا غایت درجہ اشتیاق لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ خریدنے کا تعلق انسان کے ذاتی معاملہ سے ہے۔ اگر کسی نہ کسی وجہ سے خریدار متاثر نہ ہو تو وہ کبھی نہیں خریدے گا۔

بالفرض وہ اگر یہ خیال کرے کہ اس کی خاطر و نواضع نہیں بکریاں ہے یا وہ کسی مال سے مکمل طور پر مطمئن نہیں ہے یا فروخت کنندہ زبردستی مال اس کے ہر پھوپ رہا ہے۔ وراں حالیکہ فروخت کنندہ کو خریدار کے معاملہ میں دخل دینے کا مطلق حق حاصل نہیں ہے۔ کوئی چیز خواہ ارزاں ہو یا گراں اس کی خریدی کا تصفیہ خود خریدار کر لے گا اگر وہ فروخت کنندہ سے خاطر جمع نہیں ہے۔ تو ایسے شخص سے کیونکر میوہ پار کیا جاسکتا ہے؟

اس آرٹے وقت میں کیتس کے مفید مشورے شمع ہدایت ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ دلکش مشورے اس ماہرین نے دیئے ہیں جو اس فن میں کمال رکھتا ہے۔ اور خود کامل سلیزمن و فروخت کنندہ ہے۔

کیتس نے امریکہ اور انگلستان کی بڑی بڑی تجارتی کوٹھیوں

میں کام کیا ہے۔ اس لئے وہ تجارت کے تمام اصولوں سے بخوبی واقف ہے۔ منافعت بخش تجارت کس طرح کرنی چاہئے؟ اس میں وہ پوری مہارت رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف ایک یکتائے زمانہ سوداگر ہے بلکہ ایک بہترین مزیں بھی۔ وہ کامیابی کے رازوں کو نہ صرف دھوم دھام سے افشا کرتا ہے بلکہ خود تاجر اور مسلم الثبوت استاد فروخت کنندگان سے کہتا ہے کہ اس نے ہزاروں فروخت کنندوں کو اپنے اصولوں اور مشوروں کا مہیاب بنا دیا ہے۔

اس نے فن بیع کو خوب جلا و جگر حد درجہ منفعت بخش بنا دیا ہے۔ اس نے تجارتی دنیا سے بہترین دست فروش مہیا کئے ہیں جس سے تجارت کو بے حد فروغ ہو سکتا ہے چونکہ اس فن میں ان کو کامل دست رس حاصل ہے۔

اس نے خریداروں کی زلی کیفیات کے متعلق بعض نئی اور دلچسپ باتیں بتائی ہیں۔

سکینس کہتا ہے کہ خریداری ایک بازی ہے نہ کہ کاروبار۔ اپنے آپ کو خریدار تصور کرو۔ اور مال کی جانچ پڑتال کرو۔ یہ دیکھو کہ اس کے خریدنے سے کیا فائدہ ہے؟ کیا خریدار کو اس کی ضرورت ہے؟ یہ ضرورت آپ اس کو کس طرح محسوس یا معلوم کر سکتے ہیں؟ کیا اس کی قیمت واقعی ہے؟ کیا اس کو خرید کر وہ اپنا وقت و پیسہ بچا سکتا ہے؟ کیا خریدار کا خیال آپ کے

کار خاہ کمبست اچھا ہے ؟
 کیسے مال بیچنے کو حسن اتفاق پر محمول نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ
 اس میں آدمی کی کارگزاری کو بڑا دخل ہے۔ آدمی کی پہچان کے لئے
 معاملہ کسوٹی ہے۔

یوں تو اس کام کے لئے بڑی معلومات کی ضرورت ہے۔ مگر
 سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ خریدار کی ضرورت کا خیال رکھا
 جائے۔ اور اس پر غور کیا جائے کہ خریدار کو اس چیز کی خریدی کیوں
 کرنی چاہئے۔ اس کے لئے معقول دلائل فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔
 فروخت کرنا ایک آسان لطیف اور پرسکون کام ہے۔
 مگر فروخت کنندہ کو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیچ رہنا نہیں چاہئے اس کی
 بعض وقت ایسے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کو راضی رکھنا
 جوئے شیر لانے کے برابر ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ نہایت ناقص
 طبیعت اور بدخلق ہوتے ہیں۔ اسی میں فروخت کنندہ کا جو ہرٹا ہوا
 ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں خریدار کے دل میں جگہ پیدا کر لینا اور
 اختلاط پیدا کر کے ارتباط بڑھانا اچھے فروخت کنندہ ہی کا کام ہے۔
 سب سے پہلے اپنا اثر اس پر قائم کر لو کشیدہ خاطر نہ ہو۔

استخراج اور تصدیب کرتے جاؤ۔ آہستہ آہستہ اس کے مزاج
 میں دخیل ہوتے جاؤ۔ اور قریب سے اس کو دیکھو اس کا عندیہ معلوم کر لو
 اس کے دل میں جگہ پیدا کرو۔ اس کے لطافت و عنایات

حاصل کرو اور فرمائش حاصل کر لو یہی فروخت کنندہ کی کامیابی اور اس کی زندگی کا پتھر ہے۔

یہ تمام تفصیلات کیسٹن کی کتاب میں موجود ہیں آج ہی اس کا مطالعہ کرو۔ فن اتسجی اس سے سیکھ لو۔

کیسٹن آپ کو اچھی طرح یہ فن سکھلا دیگا۔ افسوس!

ہمیں معشوق کو اپنا بنانا تک نہیں آتا
دشمنی بنانے والے آئینہ بنا لیتے ہیں پتھر سے (صفتی)

خریداروں کا نقطہ نظر

ہم سب کی ساری زندگی کچھ نہ کچھ بیچنے ہی میں گزرتی ہے۔
 علمائے دہر علم عقل اور ہنر بیچتے ہیں تو کاروباری لوگ مال و
 اسباب بیچتے ہیں اور خدمات فروخت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر ذی شع
 کوئی نہ کوئی چیز بیچتا ہی رہتا ہے۔ عداوت یا خدمت بھی ایک طرح
 کا بیوپار ہے جس کی قیمت کہتے ہیں کہ ”وہ در دنیا“ ستر در آخرت“
 ملتی ہے۔ خدمت سے عظمت ہے۔

غیر غور کیجئے ہم کیا کاروبار کر رہے ہیں۔ کونسی چیز بیچتے ہیں؟ کس
 چیز کی حماسی کرنا چاہتے ہیں؟

ہم اپنی متاع کا سد کو اچھی قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں بشرطیکہ
 ہم خود اپنے کاروبار سے بخوبی واقف ہوں۔

ہمارا مال جیسا کچھ بھی ہو گراس کی انتہائی اچھی قیمت آئی جائے
 ۔ بیوپار کے لئے دو اشخاص کا وجود بہر حال ضروری ضروری ہے
 ایک لینے والا دوسرا دینے والا جس طرح دو ہاتھ سے تالی بکتی ہے
 لینے والے کو دینے والے پر ترجیح حاصل ہے۔ کیونکہ سینکڑوں دوسرے

آدمیوں کو چھوڑ کر وہ تم سے لیتا ہے۔ اگر کسی خریدار سے پوچھا جائے کہ تم نے فلاں فروخت کنندہ کا انتخاب کیوں کیا تو وہ کہے گا کہ یہ شخص خوش خلق اور مرتب و مرتب و مرتب ہے۔ یا یہ زیادہ دام نہیں لیتا یا بہت جلد فرمائش کی تعمیل کر دیتا ہے۔ یا اس کا اس پر بھروسہ ہے۔ وقتی طور پر یہ بات ہو سکتی ہے۔ مگر ہمیشہ کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کسی کارخانہ سے کاروبار کیا ہو تو دیکھا ہو گا کہ عوام کا ہجوم دروازے پر ہے اور لوگ اس کارخانے کے غلام کسی دوسری دوکان پر نہیں جاتے یہ کیوں؟ اس لئے کہ اس تاجر نے خریدنے میں ان کو خوشی محسوس ہوتی ہے۔

”کاروبار کرنے کے لئے یہ لوگ اچھے ہیں“ یہ عوام کی زبان سے نکلتا ہے۔ کیونکہ نہایت خلوص اور توجہ کے ساتھ وہ پیش آنے ہیں۔ یہاں خریدنا لطف سے خالی نہیں ہے۔ یہاں کاروبار تکلیف نہیں بلکہ باعث مسرت ہے۔ جوں ہی آپ نے اندر قدم رکھا اور انھوں نے آپ کو راضی کر لیا اور دن بدن آپ کو زیادہ راضا کرتے جائیں گے۔ آپ محسوس کریں گے کہ وہ آپ کے محسن ہیں اور ان سے ملنا آپ کے لئے باعث مسرت ہے آپ کہیں گے کہ دوسری جگہ جانے سے ممکن ہے کہ میں اپنی جیب میں کچھ پیسے لے کر ان لوگوں کو بے حد پسند کرتا ہوں۔ ان کو ترجیح دیتا ہوں۔“ ایک فروخت کنندہ گاہکوں کے بجا اعتراض اور کثرت کا

کی وجہ سے پریشان سا تھا۔ ایک گاہک سے کہہ بیٹھا "آپ جو جانتے ہیں وہ یہی چیز ہے۔ اور اس کے دم آپ کو نوپنی دینے پڑینگے جو تیلے گئے ہیں۔ ایسی چیزیں کون آپ کی منہ مانگی قیمت پر دیگا۔ کوئی بے وقوف ہی ایسا کر سکتا ہے۔ آپ کو کارخانہ کے اخراجات۔ اشتہارات کا خرچ اور چیزوں کی قیمتوں کی کیا خبر؟ ہم بالکل واجبیئت پر ہیں لینا ہو لیجئے ورنہ چلتے پھرتے نظر آجئے۔ غور کیجئے اس گاہک کے دماغ میں جس سے فروخت کنندہ نے یہ گفتگو کی کس قدر بیجاں بنا نہیں ہو گیا ہوگا۔

وہ سوچے گا کہ دوسری دوکان پر گو مجھے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور مال بھی بڑھیا مستم کا نہیں ملتا۔ مگر یہاں تو حد ہو گئی۔ اپنی رقم میں خرچ کرنا چاہتا ہوں اسلئے میں قابلِ تحاظ ضرور ہوں۔ نہ کہ دوکان کا مالک!

اُسے میری مزاج داری کرنی چاہئے۔ مگر اس کو میری پرواہ نہیں خیر میں بھی اُس بے مرضی کا مزہ چکھا دوں گا۔

کاروبار میں اس قسم کے جھگڑے لگے ہی رہتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ اگر آپ دوسروں کو ہموار کر لیں تو کاروبار زیادہ بہتر ہوگا۔

خریداروں کے ساتھ التفات سے پیش آئیے۔ اُن کی تعظیم و تکریم کیجئے۔ نوک جھوک سے بچئے۔ خندہ پیشانی سے پیش آئے۔

چہرہ شکن آلودہ بنائے کیونکہ انھیں لوگوں کی آمد پر آپ کے کاروبار کا انحصار ہے۔ یہ وہ چیز نہیں خریدینگے جو ان کے خراب قرضی نہ ہو۔ یہ راضی خوشی کا سودا ہے۔

آپ کا یہ فرض ہے کہ ان پر ایسا اثر ڈالیں کہ آپ جس چیز کو فروخت کر رہے ہوں اسی کی ان کو ضرورت محسوس ہونے لگے اس کا ان کو احساس دلاؤ کہ آپ کے ساتھ کاروبار کرنا بہتر ہے کیونکہ آپ اُن کے سچے ہی خواہ ہیں۔ اور ان کی عزت آپ کے دل میں ہے۔ اُن کو آپ کبھی بدول کرنا نہیں چاہتے فقط



میسٹر برزوحی تارا پوری کی

زیر طبع کتابیں

- ۱۔ تعریحات - علم النفس میں جامع اور مسبوط کتاب
- ۲۔ جون آف آرک - فرانس کی ایک مظلوم دوشیزہ کا ایک بہترین تاریخی ڈرامہ۔

- ۳۔ دربارہ واوگر - بچوں کے لئے دلچسپ نصیحت آمیز فنیہ جات
- ۴۔ اعجاز محبت - فلسفہ محبت میں سب سے بہتر کوئی کتاب طبعی ناممکن ہے
- ۵۔ یاد خوش ایام - ناصحانہ دیدہ زیب دائمی کار آمد جہتہ۔

مطبوعہ

عہد آفرین برقی پریس

حیدر آباد دکن

۷۳۱ شہزادہ تارا پور ۱ و

دکن شخصیت

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ لیا جائیگا
